



# تحریک پاکستان اور علماء کرام

تحقیق و تحریر

محمد صادق قصوری



تحریکِ پاکستان ابو عبد اللہ محمد

# تحریکِ پاکستان اور علماء کرام

تحریکِ پاکستان میں صلہ و تالش اور نام و نمود سے بے نیاز  
علمائے حق کے کردار کا روشن تذکرہ، پہلی بار منظرِ عام پر آنے والے  
چشمِ مشاہد، انتہائی محنت و تحقیق اور جستجو سے مرتب کی گئی

تاریخی دستاویز

○

تحقیق و تحریر

محمد صادق قصوری





جملہ حقوق محفوظ

زیر اہتمام

محمد رضا الدین صدیقی  
نجابت علی تارڑ

زاویہ

۸۔ سی دربار مارکیٹ، لاہور

۷۱۱۳۵۵۳

۱۹۹۹ء

بار اول ————— ایک ہزار  
بدیہ ————— = ۱۶۰ روپے

مرکز ترسیل

مکتبہ زاویہ

۹۔ مرکز اولیاس، دربار مارکیٹ، لاہور

۷۳۲۴۹۳۸

## انتساب

سرپرست تحریک پاکستان مرئی قائد اعظم سنو سنی  
ہند قبلہء عالم ابو العرب سیدی و سندی مرشدی و مولائی  
حضرت امیر ملت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب  
محدث اعظم علی پوری قدس سرہ

اور

تھق عصر سیوطی دہر مبلغ نظریہء پاکستان حکیم  
ملت استاذی، ملاؤی حضرت حلیم محمد موسیٰ امرتسری ثم  
لاہوری دامت برکاتہم عالیہ کے نام۔

سجا کے لخت دل کو کشتی چشم تمنا میں  
چلا ہوں بارگاہ عشق میں لے کے یہ نذرانہ

نگاہ نطف و کرم کا امیدوار  
محمد صادق قصوری

# فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	انتساب	7
۲	وہ لوگ	13 طارق سلطانپوری
۳	ارض پاکستان	14 سرور بارہ بٹکوی
۴	پیغام	15 ذاکم شیر محمد زمان
۵	پیغام	16 خواجہ افتخار
۶	تاثرات	17 حکیم محمد سعید دہلوی
۷	تعارف	18 غلامہ عبدالعزیز عرقی
۸	قائد اعظم کا نظریہ ع پاکستان	19 نوابزادہ محمود علی خاں
۹	تخن اولین	25 محمد صادق قصوری
۱۰	مولانا عبدالباری فرنگی محلی	31 کن وفات ۱۹۲۶ء
۱۱	مولانا عبدالماجد الیوٹی	46 " " ۱۹۳۱ء
۱۲	مولانا محمد علی جوہر	54 " " ۱۹۳۱ء
۱۳	مولانا شوکت علی	68 " " ۱۹۳۸ء
۱۴	مولانا محمد مظہر الدین شیر کوٹی	80 " " ۱۹۳۹ء
۱۵	مولانا عنایت اللہ فرنگی محلی	108 " " ۱۹۳۱ء
۱۶	نواب بہادر یار جنگ	115 " " ۱۹۲۳ء
۱۷	مولانا عبدالعلی خاں اخوندزادہ	128 " " ۱۹۳۳ء
۱۸	مولانا یار محمد بندہ دہلوی	132 " " ۱۹۳۷ء
۱۹	مولانا عبدالرفیق الہ آبادی	136 " " ۱۹۳۸ء
۲۰	مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی	142 " " ۱۹۳۸ء
۲۱	مولانا حکیم معراج الدین امرتسری	151 " " ۱۹۳۸ء

160	۱۹۵۴ء	"	"	مولانا سید ظفر الحسن الہادی	۲۲
168	۱۹۵۴ء	"	"	مولانا محمد طلیح الہادی	۲۳
181	۱۹۵۱ء	"	"	مولانا سید حبیب الرحمن الہادی	۲۴
191	۱۹۵۱ء	"	"	مولانا حسرت الہادی	۲۵
204	۱۹۵۳ء	"	"	مولانا میر نظام حسینک میر ملک الہادی	۲۶
211	۱۹۵۳ء	"	"	سید عبدالرؤف شاہد الہادی	۲۷
229	۱۹۵۳ء	"	"	مولانا قطب میاں فرنگی محلی	۲۸
235	۱۹۵۳ء	"	"	مولانا شاہ عبدالعلیم میر محلی	۲۹
243	۱۹۵۷ء	"	"	مولانا آغا جہانی	۳۰
251	۱۹۵۷ء	"	"	مولانا خلیل الدین آزاد صدیقی	۳۱
254	۱۹۵۹ء	"	"	مولانا نظام محمد ترکم امر تسری	۳۲
260	۱۹۵۹ء	"	"	مولانا سر انصاری احمد خان میمن	۳۳
273	۱۹۶۱ء	"	"	مولانا ابو الحسنات محمد احمد قادری	۳۴
279	۱۹۶۳ء	"	"	مولانا عبد الصمد مقتدری بدایونی	۳۵
283	۱۹۶۳ء	"	"	مولانا حبیب الرحمن شہید فرنگی محلی	۳۶
287	۱۹۶۵ء	"	"	مولانا سید محمد ناصر جلالی	۳۷
289	۱۹۶۸ء	"	"	مولانا محمد ابراہیم علی ناشنی	۳۸
295	۱۹۶۹ء	"	"	مولانا عبد الرحیم آفہ کوہی	۳۹
300	۱۹۷۰ء	"	"	مولانا عبد الحامید الہادی	۴۰
323	۱۹۷۰ء	"	"	مولانا سید الغفور بزاروی	۴۱
337	۱۹۷۰ء	"	"	مولانا نظام الدین اشرفی	۴۲
343	۱۹۷۱ء	"	"	عظیم شمس الاسلام صدیقی	۴۳
345	۱۹۷۱ء	"	"	مولوی فرید احمد شہید	۴۴
355	۱۹۷۲ء	"	"	مولانا کریم علی طلیح الہادی	۴۵

360	۱۹۷۲ء	"	"	مولانا محبوب الرحمن، آتش کدھنی	۷۶
368	۱۹۷۳ء	"	"	مولانا سید محمد عثمان	۷۷
368	۱۹۷۳ء	"	"	سید امیر محمد علی قدوسی	۷۸
372	۱۹۷۴ء	"	"	مولانا محمد ابرار مصطفیٰ	۷۹
378	۱۹۷۷ء	"	"	عظیم محمد احمد مدنی	۸۰
383	۱۹۷۹ء	"	"	مولانا شاداد علی سید محمد ظفر	۸۱
388	۱۹۷۹ء	"	"	مولانا محمد طبع الرحمن صاحب قدوسی	۸۲
391	۱۹۷۹ء	"	"	مولانا محمد اسماعیل صاحب	۸۳
397	۱۹۸۱ء	"	"	مولانا سید احمد علی صاحب	۸۴
400	۱۹۸۳ء	"	"	مولانا عبدالغفور شیعہ	۸۵
403	۱۹۸۳ء	"	"	مولانا عبدالحق صاحب صاحب	۸۶
415	۱۹۸۶ء	"	"	مولانا سید محمد علی صاحب	۸۷
419	۱۹۸۶ء	"	"	مولانا سید احمد سید صاحب	۸۸
423	۱۹۸۷ء	"	"	مولانا محمد علی صاحب	۸۹
430	۱۹۸۷ء	"	"	مولانا سید محمد صاحب	۹۰
436	۱۹۸۸ء	"	"	مولانا علی احمد صاحب	۹۱
444	۱۹۸۸ء	"	"	مولانا شاداد علی صاحب	۹۲
457	۱۹۸۸ء	"	"	مولانا محمد علی صاحب	۹۳
463				فصلت حضرت ابراہیم علیہ السلام	۹۴
467				تکلیفات	۹۵
510				فصلت حضرت ابراہیم علیہ السلام	۹۶



## وہ لوگ

(تو ایک پاکستان میں علاوہ مشائخ کی، لوہ انگیز قیادت کا ذکر جمیل)

مزموعہ سے، جرات و ایقان رکھتے تھے وہ لوگ  
ایک خطے میں گریں قائم نظام مصطفیٰ  
ذہن میں تھی ایک اسلامی فلاحی مملکت  
صاف ان کی نیتیں، ان کے ارادے تھے بلند  
ان کے سینوں میں تھی یادِ کبریٰ کی روشنی  
خاندانوں، مددسوں کے رہنے والے تھے مگر  
بہت گدے لرزاں تھے ان کی بہت تکبیر سے  
جو نبی کے بے ادب تھے نام کے ایمان دار  
شہرت حق پر انہیں ہر وقت کامل تھا یقین  
جو کما وہ عقل و استدلال سے ثابت کیا  
ظلمتِ شب، شدتِ طوفان سے آگاہ تھے  
ذیر کی سے چال چلتے تھے بساطِ دہر پر  
دین و ملت کی سر فرازی فقط مقصود تھی  
بے خطر ہر قوت باطل سے وہ ٹکرا گئے  
جو خدا سے اور بندوں سے سر میداں کیا  
دشمنوں کی اکثریت سے نہ گھبرائے ذرا

جذبہ، حق، قوت ایمان رکھتے تھے وہ لوگ  
ان کی یہ خواہش تھی یہ ایمان رکھتے تھے وہ لوگ  
جب ہمارے قعرِ پاکستان رکھتے تھے وہ لوگ  
شان و اہل سے لڑے کیا شان رکھتے تھے وہ لوگ  
دل میں عشقِ صادق قرآن رکھتے تھے وہ لوگ  
دشمن و ہمدرد کی پہچان رکھتے تھے وہ لوگ  
ہر نفس میں سینکڑوں طوفان رکھتے تھے وہ لوگ  
دشمنی ان سے ملی الاعلان رکھتے تھے وہ لوگ  
مسند و منصب نہ کچھ سامان رکھتے تھے وہ لوگ  
اپنے دعوے کے لئے قربان رکھتے تھے وہ لوگ  
اپنی شمعوں کو یہ دامن رکھتے تھے وہ لوگ  
شاہانِ وقت کو حیران رکھتے تھے وہ لوگ  
کب خیال نفع و نقصان رکھتے تھے وہ لوگ  
راہِ حق پر ہیں یہ اطمینان رکھتے تھے وہ لوگ  
وہ سدا پیش نظر پیمان رکھتے تھے وہ لوگ  
مگرچہ تھوڑے تھے مگر کیا ان رکھتے تھے وہ لوگ

ان حصارِ عالمیت میں آج جو مامون ہیں

ان عظیم المرتبت لوگوں کے ہم منون ہیں

طارق سلطان پوری، حسن اہل (انٹ)

## ارضِ پاکستان

میرے دل میں (میں) تیری گفتگو سچے سے  
 ہے جو ہے میرے دل سے جہالت سے

۱۰

میرے دل میں ایک عکس تجھے یاد کا  
 ہے جو ہے میرے دل میں جہالت سے

۱۱

میرے دل میں ہے تجھ کی  
 ہے میرے دل میں کئی کھلی جگہ

۱۲

میرے دل میں ہے تجھ کی  
 ہے میرے دل میں کئی کھلی جگہ

(میر تقی میر)

## پیغام

(جناب اکثر شیعہ محمد زمان خانزادہ بین اسلامی نظریاتی کونسل حکومت پاکستان اسلام آباد)

مجھے اس امر پر مسرت ہے کہ نہایت ہی محدود وسائل کے باوجود آپ جس طرح علمی و تحقیقی مشاغل جاری رکھے ہوئے ہیں، وہ آپ کا ہی حصہ ہے۔ اطمینان دہانہ۔ آپ کی تازہ کتاب "تحریک پاکستان اور علماء کرام" بھی انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی پہلی کتابوں کی طرح تاریخی و سوانحی ادب میں ایک وسیع اضافہ ثابت ہوگی۔ وہ گرامی مرتبت شخصیتیں جنہیں تحریک پاکستان کی تعلیم اور تاریخ ساز جدوجہد کے درخشاں دور ستارہ ستارے کہا جاسکتا ہے، آہستہ آہستہ غروب ہو کر اپنی ابدی منزل کو مقدر کر رہے ہیں۔ ان کی جدوجہد، ایثار، استقلال اور ان کی قربانیوں کی تاریخ کو محفوظ کرنا ہمارے ذمے ایک فرض ہے۔ آپ لائق تہنیت ہیں کہ کسی سرکاری سرپرستی کے بغیر ملت پاکستان کا یہ فرض اپنے گوشہ عزلت میں بیٹھ کر ادا کیا ہے جس میں کہ بے اختیار دلوں کا کے لئے ہاتھ اٹھتے ہیں۔

بلاشبہ تحریک پاکستان کے تاریخی قافلے میں سے چوبن اکابر کا انتخاب بذاتہ ایک مشکل کام ہے جسے آپ نے نہایت خوبی اور تاریخی بصیرت کے ساتھ سرانجام دیا ہے۔ اس فہرست میں کوئی ایک نام بھی ایسا نہیں جس پر انگشت نمائی کی گنجائش ہو۔ مولوی فرید احمد شہید جیسے نسبتاً قریب العمد بزرگ بھی ہٹائے دوام کے اس دربار میں رونق افروز ہیں مگر کسی کی مجال ہے کہ ایسی ہستیوں کے پاکستان کے شہیدوں کی بزم گلزار میں مسند وقار پر فائز ہونے پر معترض ہو۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی اور مولانا جمال میاں فرنگی مٹھی جیسے چند بزرگ اب ہمارے درمیان باقی ہیں۔ رب رحیم ان کی زندگی میں برکت عطا کرے اور انھیں صحت و عافیت اور اپنی رہائی بہت و جرأت کے ساتھ دفاع پاکستان اور اتحاد و استحکام ملت کے لئے اپنا کردار ادا کرنے کا بھرپور موقع عطا فرمائے۔ آمین۔

وعا کو

شیخ محمد زمان

۵ / ستمبر ۱۹۹۸ء

## پیغام

(عزیز خواجہ محمد صوفی "سیرت" میں نقل ہوا ہے) — اور

مجھے یہ معلوم کر کے ادا ہوئی ہوئی ہے کہ میں حق کے دھندلے ہوئے عقلمندوں کے  
 طرز میں اور ہندوؤں کی عقلمندیوں کے ساتھ ان تصوفی صاحب کی جتنی تفسیر و ترویج  
 پاکستان اور ملکِ اہم آج کے مروج ہے، ان کے خلاف آواز دہرائی ہے جس کے لئے میں اپنی  
 غرضت میں صوفیوں کو ہدایت دیتی ہو، کہ ان کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے  
 ان کے حق میں حق کے حق میں، یعنی ان کی عقلوں میں، عقلمندوں کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے  
 سے بچنے کے لئے جانتے ہیں کہ ان کی عقلوں کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے  
 جس سے ہم نے دل میں ان کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے  
 صاحب جیسے لوگ، وہ تو ایسا عقلمندوں کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے

موت کی جگہ چاہئے، پھر تا ہے ملک میں

تب خاک کے پائے سے انسان اٹھتے ہیں

تصوفی صاحب نے قرآن و احکام کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے  
 پائے میں عقلمندوں کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے  
 عقلمندوں کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے  
 عقلمندوں کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے  
 عقلمندوں کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے عقلمندوں کے

(تکمیل)

پیشکش

خواجہ محمد

۱۹۷۸ء

## تاثرات

(جناب حکیم احمد علی دہلوی کا طبعیت پر اثرات و تاثرات کا بیان)

جناب نے جن نے جرجی کے دربار میں تعمیر و بنائے کا نامیت و تصدیق فرمیں۔  
 وہاں پر اپنے وقت کے آثار کو سر لیا و تحقیق سے لکھا یا ہے۔ اس نام کی میں یہاں کی حالت  
 دیکھتا ہے۔ یہ زمانہ بہت کا پہلا تھا ہے۔ اس میں اس کی کو تہ و نصرت کا تھا ہے۔  
 وہاں کی حالت یہ تھا کہ جو اس کا علی عنوان ہے۔ اس کی حالت کوئی شکوک سے یہ زمانہ بہت  
 ہے۔ اس کی یہاں اس کا نام اس کتاب میں جن میں تصدیقات و مذاکرہ کا نام ہے  
 ان سب کے نام کی میں یہاں کہ اس کی یہاں ہے۔ اس کی حالت کے آثار ان کو یہاں  
 دیکھا گیا ہے۔

جناب حکیم احمد علی دہلوی کا طبعیت پر اثرات و تاثرات کا بیان  
 اس کی یہاں اس کا نام اس کتاب میں جن میں تصدیقات و مذاکرہ کا نام ہے  
 اس کی یہاں اس کا نام اس کتاب میں جن میں تصدیقات و مذاکرہ کا نام ہے

حکیم احمد علی دہلوی

۱۴۰۸ھ



## تعارف

(علامہ عبدالعزیز عمر فی ایدہ و کیث سپریم کورٹ آف پاکستان، کراچی)

تحریک پاکستان اور حقیقت چوٹی ایشیا کے مسلمانوں کی تحریک آزادی سے عبارت ہوئی ہے۔ ۱۵۸ء میں غلبہ حکومت کے اختتام پر مسلمان ہی زیرِ قہار آئے۔ استعمار پسند برطانوی حکمرانوں نے بھی ظلم و ستم اور یاران وطن نے بھی برصغیر ہند سے مسلمانوں کے خلاف منصوبے بنائے۔ اس دور ابتلاء میں مسلمانوں پر معیشی ضرب کاری بھی لگائی گئی اور ان کے قائدین علمائے کرام اور مشائخ کو یہ تیغ بھی کیا گیا۔ یہ تمام حقائق ہماری تاریخ کا حصہ ہیں۔

۱۹۰۶ء میں آل انڈیا مسلم لیگ، مسلمانوں کی جماعت بن کر میدان سیاست میں آئی۔ اس نے مسلمانوں کے سیاسی حقوق کیلئے جدوجہد کی لیکن اس تحریک کو توانائی ملانے اور ملت کی کاوشوں سے ملی۔ یہ انہی کی سعی جلیلہ کا فیضان تھا کہ برصغیر کے مسلمانوں کے قلوب میں حب مصطفیٰ ﷺ کے جذبات نہ صرف تروتازہ رہے بلکہ انہی جذبات کے تحت وہ بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی گریزاں نہ ہوئے۔

قیام پاکستان کے بعد ضروری تھا کہ تحریک پاکستان کے ان مجاہدین کی کاوشوں اور قربانیوں کو ملت مسلمہ کے سامنے پیش کیا جائے۔ لیکن افسوس اس کام کو اس طرح نہ کیا گیا جسے اس کا تقاضا تھا۔

محمد صادق قصوری صاحب کی یہ کتاب اسی سمت ایک کاوش ہے۔ انہوں نے جذبہ صادق کے ساتھ قلم اٹھایا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اہل سنت کی خدمت کرنے کی اور زیادہ توفیق عطا فرمائے۔

عبدالعزیز عمر فی

۷ دسمبر ۱۹۹۸ء

## قائد اعظم کا نظریہ پاکستان

کسی نظریاتی مملکت کے نظام حکومت کا تصور اُس کے بانی کے رہنما اصولوں اور اس کی نظریات کے بغیر نہیں کیا جاسکتا۔ روس سے لینن، چین سے ماؤزے تنگ اور امریکہ سے لنکن کے اس کی نظریات کو نکال دیجئے تو ان ممالک کا نظریاتی آئینی ڈھانچہ ایک جسد بے جان ہو کر رہ جائے گا۔ آئیے ہم دیکھیں کہ بانی پاکستان بابائے قوم محمد علی جناح کا تصور پاکستان کیا تھا اور اس تصور کو عملی جامہ پہنانے کے لئے قائد اعظم اور تحریک پاکستان کے کارکنوں نے اللہ تعالیٰ اور اپنی قوم سے کیا وعدے کئے تھے اور ان پر کتنا عمل ہوا ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ پاکستان کا مطلب کیا "لا الہ الا اللہ" کے پرکشش نعرے نے کوہِ ہمالیہ سے اس کی ماری اور چاکم سے درہ خیبر تک برصغیر ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو تحریک پاکستان کا گردیدہ اور جاں فدا بنا دیا تھا۔ یہاں تک کہ ہندو اکثریتی علاقوں کے مسلمانوں نے جن کی بہت بڑی واضح اکثریت کو عملی طور پر قیام پاکستان سے کوئی سیاسی فائدہ حاصل نہیں ہوتا تھا، محض مذہبی شیفتگی اور اسلامی اخوت کی بنا پر حصول پاکستان کے لئے یہ عظیم الشان قربانیاں دیں جو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی اس تحریک کے ضمن میں ہمیشہ سنہری حروف میں لکھی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، نصرتِ ایزدی، قائد اعظم کی قراست اور مسلمانان ہند کی جید و جہد اور قربانیوں سے ہم نے انگریز اور ہندو کی مخالفت کے باوجود پاکستان حاصل کر لیا۔

پاکستان وہ ملک ہو زمین جو اسلامی ممالک میں سب سے زیادہ دینا کا پانچواں ممالک

تھا۔ جس آدمی کی محنت کے بغیر یہی ترقی کیلئے کامیابی نہ ملے۔ اسی طرح وہی آدمی جو  
 جس نے اصول کے بغیر کام نہ کر سکتا تھا۔ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۵ء کو اسلام آباد کانفرنس کے  
 جلسہ میں مسلمانوں کی اس خصوصیت کو سامنے رکھتے ہوئے قریب نو سو ہائی پرائیویٹ تھی  
 ”اس لئے مسلمانوں کا مطالبہ ایک ایسے قانون کا تھا جس کے تحت مسلمانوں کو  
 ہم ایک ہی قوم کا حصہ قرار دیا جائے۔ جس سے مسلمانوں کے حقوق کو آسانی ملے۔“  
 اسلامی نظام کے احکامات کے تحت مسلمانوں کے حقوق کو آسانی ملے۔

### (۱) نومبر ۱۹۳۵ء، عید الفطر، بمبئی

مسلمانوں کو ایک ہی قوم قرار دیا جائے۔ تمام مسلمانوں کو ایک ہی قوم قرار دیا جائے۔  
 آئین پاکستان میں مسلمانوں کو ایک ہی قوم قرار دیا جائے۔ تمام مسلمانوں کو ایک ہی قوم قرار دیا جائے۔  
 اس کے نولہ سو چوبیس، تمام مسلمانوں کو ایک ہی قوم قرار دیا جائے۔

### (۲) خطاب اجلاس مسلم لیگ، کراچی ۱۹۳۳ء

”ہم کو اندازہ ہو چکا ہے کہ مسلمانوں میں سے تمام مسلمانوں کو ایک ہی قوم قرار دیا جائے۔  
 جس کو کون سی بات ہے۔ مسلمانوں کی قوم کی قوم قرار دیا جائے۔ مسلمانوں کی قوم کی قوم قرار دیا جائے۔  
 سے امت کی امت کی قوم قرار دیا جائے۔ مسلمانوں کی قوم کی قوم قرار دیا جائے۔  
 سے امت کی امت کی قوم قرار دیا جائے۔ مسلمانوں کی قوم کی قوم قرار دیا جائے۔  
 سے امت کی امت کی قوم قرار دیا جائے۔ مسلمانوں کی قوم کی قوم قرار دیا جائے۔“

### (۳) قائد برقی تقریر، پانچ سو چوبیس، تمام مسلمانوں کو ایک ہی قوم قرار دیا جائے۔

”مجھے اس طرح پتا چلتا ہے کہ مسلمانوں کا حق یہ ہے کہ مسلمانوں کو ایک ہی قوم قرار دیا جائے۔  
 تمام مسلمانوں کو ایک ہی قوم قرار دیا جائے۔ مسلمانوں کی قوم کی قوم قرار دیا جائے۔  
 سے امت کی امت کی قوم قرار دیا جائے۔ مسلمانوں کی قوم کی قوم قرار دیا جائے۔“

### (۴) خطاب مسلم لیگ، لاہور، ۸ مارچ ۱۹۳۳ء

”آپ نے کہا کہ مسلمانوں کو ایک ہی قوم قرار دیا جائے۔ مسلمانوں کی قوم کی قوم قرار دیا جائے۔  
 سے امت کی امت کی قوم قرار دیا جائے۔ مسلمانوں کی قوم کی قوم قرار دیا جائے۔“









کوئی سر اٹھانے نہ سکی۔ لیکن ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ہر کوئی قوم کفر ان نعمت کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے مدد خلائی اور اپنے نظریہ سے روگردان ہو جاتی ہے تو اسے آزمائش و آلام میں ڈال دیا جاتا ہے اور نتیجہ اس کے لئے پریشانیوں اور مصیبتوں کا طوفان اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ یا یہی اختلافات و لڑائی جھگڑے و عدم اعتمادی و بے چینی، نفرت، غرمت و القاس و غفلت و خود بینی، خود غرضی اور غلط خواہشات اس مقصور معاشرہ میں عام ہو جاتی ہیں اور اچھے برے کا امتیاز ختم ہو جاتا ہے۔ مشیت خداوندی اس طرح کے حالات میں ایسی قوم کو تنبیہ کے طور پر بار بار چھوڑتی ہے کہ شاید وہ رام راست پر آجائے اور اگر اس پر بھی وہ بال نہ آئے تو وہ قوم دنیا میں ذلیل و خوار ہو جاتی ہے۔ مشرقی پاکستان کا ساتھ دھارنے والے زوردار ست تنبیہ تھی لیکن اس سے ہم نے کیا سبق لیا لا ملک و مملکت کے ہو جاتے اور تمام دنیا میں اپنی ذات و رسوائی کے باوجود ہم نے اپنی غلط روئیں نہیں چھوڑی۔ آج بھی ہم عدم استحکام، بے چینی اور پریشانیوں کا شکار ہیں۔ ہمارا معاشرہ سرور و بدستہ تر ہو جا رہا ہے۔

آئیے اب بھی وقت ہے کہ ہم دوسروں کا احتساب کرنے سے پہلے خود اپنا احتساب کریں کہ ہم نے ملک کی بھلائی یا برائی کے کام کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور رہ تو یہ ہر وقت کھلا ہوا ہے۔ اللہ اور قوم سے کئے ہوئے وعدہ کو ایفا کرنے کی انفرادی اور اجتماعی کوشش میں مل جل جان سے لگ جائیں۔ اس وعدہ کی تکمیل ہی پر ہم اللہ تعالیٰ، نبی اکرم ﷺ، قائد اعظم اور شہیدوں کی روحوں سے سرخ رو ہو سکتے ہیں۔ اور اس عمل میں انفرادی طور پر دلیہ و انگریز کی بھلائی اور اجتماعی طور پر قوم و ملک کی خوشحالی، یک جہتی اور عظمت کا انحصار ہے۔ مدت حد انقضاست ہماری اپنی یہ امانیوں سے ہمارا جو حشر ہو گا وہ تحریک پاکستان کے الٰہی خاتم (۱۰۰۰ سالہ عہد ۱۹۴۷ء تا ۲۰۴۷ء) کے ساتھ ہو گا۔ ہم ہمیں ہمیں ہمیں (۱۰۰۰ سالہ عہد ۱۹۴۷ء تا ۲۰۴۷ء)

(۱۰۰۰ سالہ عہد ۱۹۴۷ء تا ۲۰۴۷ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر لمحہ ہماری ہر بات کو

سنے والا ہو اور ہر بات کو

کے لئے ہمیں ہر لمحہ ہماری ہر بات کو

بسم اللہ الرحمن الرحیم 0

## سُحْنِ اَوَّلِیْس

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ علمائے کرام کے قہر سی گروہ نے ہر دور میں مذہب و ملت کی عزت و آبرو کے تحفظ کیلئے لی ہوئی قربانیاں دی ہیں، اس سلسلے میں انہوں نے جہاد سے جہاد حکمرانوں کے سامنے بھی قہر، حق کہنے اور حق و صداقت کا علم بلند کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ حالانکہ انہیں اس کی پاداش میں قتل و محنت کی بازی لگانا پڑی، چنانچہ انہوں نے بیسی خوشی تحفہ، دہر پر ٹھک جانا قبول کر لیا مگر اپنے آقا و مولا حضور پُر نور ﷺ کی اطاعت سے انحراف نہیں کیا۔

امام اعظم سیدنا ابو حنیفہ، آفتاب ہند مجدد الف ثانی، مجاہد کبیر مولانا فضل حق خیر آبادی قیام المسلمین والدین مولانا عبدالباری فرنگی محلی (پیر و مرشد علی برادران) اور فاضل بریلوی مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ شہرِ نعمتیں قدس کے کارناموں سے کون واقف نہیں ہے، ان سب حضرات نے اپنے اپنے دور میں مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے خلاف کیلئے کمر انکسار خدمات سر انجام دیں، چنانچہ ان کے دشمن کارناموں سے مزین ہے۔

جو کام ہندو شوق میں دعوئے کر رہے  
وہ دہلی و حلقہ کے افسانے کر رہے



حق سے لایا نہیں۔ لیکن یہ سب اُن کے منکشف الہامی نے لایا ہے۔

اُن کے لئے الہی ناس کی ہدایت سے حق

اُن کے لئے حق کا نام سے ہے لایا۔

وہ الہی نام - ہر وہ حق - ہر وہ

حق سے برکت لایا جس کا حق

۱۵۰۰ء کی جنگ آزادی و ہند اور آؤتھام کے عہد کے پہلے حق سے برکت

کی وہ الہی نام - ہر وہ حق - ہر وہ حق سے برکت لایا جس کا حق

۱۵۰۰ء کی جنگ آزادی و ہند اور آؤتھام کے عہد کے پہلے حق سے برکت

۱۵۰۰ء کی جنگ آزادی و ہند اور آؤتھام کے عہد کے پہلے حق سے برکت

۱۵۰۰ء کی جنگ آزادی و ہند اور آؤتھام کے عہد کے پہلے حق سے برکت

۱۵۰۰ء کی جنگ آزادی و ہند اور آؤتھام کے عہد کے پہلے حق سے برکت

۱۵۰۰ء کی جنگ آزادی و ہند اور آؤتھام کے عہد کے پہلے حق سے برکت

۱۵۰۰ء کی جنگ آزادی و ہند اور آؤتھام کے عہد کے پہلے حق سے برکت

۱۵۰۰ء کی جنگ آزادی و ہند اور آؤتھام کے عہد کے پہلے حق سے برکت

۱۵۰۰ء کی جنگ آزادی و ہند اور آؤتھام کے عہد کے پہلے حق سے برکت

۱۵۰۰ء کی جنگ آزادی و ہند اور آؤتھام کے عہد کے پہلے حق سے برکت

۱۵۰۰ء کی جنگ آزادی و ہند اور آؤتھام کے عہد کے پہلے حق سے برکت

۱۵۰۰ء کی جنگ آزادی و ہند اور آؤتھام کے عہد کے پہلے حق سے برکت

۱۵۰۰ء کی جنگ آزادی و ہند اور آؤتھام کے عہد کے پہلے حق سے برکت

۱۵۰۰ء کی جنگ آزادی و ہند اور آؤتھام کے عہد کے پہلے حق سے برکت

۱۵۰۰ء کی جنگ آزادی و ہند اور آؤتھام کے عہد کے پہلے حق سے برکت

۱۵۰۰ء کی جنگ آزادی و ہند اور آؤتھام کے عہد کے پہلے حق سے برکت

۱۵۰۰ء کی جنگ آزادی و ہند اور آؤتھام کے عہد کے پہلے حق سے برکت

۱۵۰۰ء کی جنگ آزادی و ہند اور آؤتھام کے عہد کے پہلے حق سے برکت



کہ کہیں یہ بہ و ستار پوش علماء اور گناہ ہندوؤں کی بھوائی۔ زبان سے یہ لوگ قال اللہ کی صدا اٹھاتے کرتے تھے، مگر ان کے دل کا گھر اس کے روپے پیسے سے سیاہ ہو چکے تھے۔ یہ لوگ قائد اعظم کو کافر، فاسق و فاجر، ایو جمل اور مسلم لیگ کو کافروں کی جماعت کہتے تھے۔ ان حالات میں علماء اہلسنت نے مسلم لیگ کی مکمل اور جان و دل حمایت کی۔ ایک طرف ہندو اور انگریز مسلمانوں کو ہمیشہ کیلئے غلام بنانے کی فکر میں تھے تو دوسری طرف ہندو کا گھر اس کے ننگ خوار مسلمان اس منحوس کو شش میں ان کے دست و بازو بنے ہوئے تھے۔ چنانچہ ہمارے علماء نے ہر قسم کے خطرات کو بالائے طاق رکھ کر قیام پاکستان کی راہ ہموار کی۔ ان کو کا گھر اس کا پتہ پیسہ خرید رکھا تا اور برلا کے لعل و جواہر ان کی آنکھوں کو خیرہ کر سکے اور نہ انگریزی حکومت کی جیلیں اور جبر و استبداد ان کے ایمان چھین سکا اور نہ ہی جڈہ و دستار پوش تھکے لگنے والے علماء کی ہرزہ سرائی اور ناشائستہ و ناگفتہ بہ سازشیں انہیں اس راہ سے متزلزل کر سکیں۔ حتیٰ کہ ان کی شبانہ روز کاوشوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاکستان ایک روشن حقیقت بن کر ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو دین کے نقشے پر ابھر۔

ضرورت تھی کہ ان قدسی صفات والے کرام کے کارناموں کو منظر عام پر لایا جائے تاکہ نئی نسل اپنے ان محسنوں اور اکابرین کی خدمات جلیلہ سے واقف و آگاہ ہو کر اپنے اندر مذہب و ملت کے ورثہ کی لنگ محسوس کرے کیونکہ تحریک پاکستان کے مقاصد کو بروئے کار لانے کیلئے تمام لوگ ذہنی، فکری، نظریاتی اور روحانی تربیت کی اشد ضرورت ہے کہ ابھی ہمیں قائد اعظم کے تصور پاکستان کے حصول کیلئے بہت کچھ کرنا ہے۔ سب سے پہلے تو پاکستان کو پاکستان اور قائد اعظم کے اصل پیروکاروں کے حوالے کرنے کی جدوجہد کرنا ہے اور اس کے بعد قائد اعظم کے تصور پاکستان پر کام کرنا ہے کیونکہ۔

ابھی گرائی شب میں کمی نہیں آئی

نجات دیدہ دل کی گھڑی نہیں آئی

چلے چلو کہ وہ منزل ابھی نہیں آئی

میں نے کئی مٹو سال طبع ہوئے اپنی کتاب "تحریک پاکستان اور مشائخ و مقامات" میں مدعو کیا تھا کہ اس کے بعد انشاء اللہ "تحریک اور علماء کرام" پیش لی جائے گی، چنانچہ

پیش خدمت ہے تاکہ نئی نسل اسے پڑھ کر قائد اعظم کے تصور پاکستان کو عملی جامہ پہناتے  
 کی سعی و کوشش میں ہمارے ہاتھ ملے۔ قائد اعظم کا تصور پاکستان یہ تھا کہ اس ملک میں  
 نفاذ شریعت ہو، ہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا ہو، یہاں امن و آشتی کی حیات افروز ہو امیں  
 مسکین اور مسلم آباد کے شعور کی بلنیں چمکیں مگر افسوس کہ ہم اپنے مقصد کو فراموش کرتے  
 اندرونی اور بیرونی سازشوں کا شکار ہو گئے۔ آج حیدر سامرائی اور مکار ہندو ہمیں ڈبو کر  
 کیلئے بے قرار ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام تر بروہی اختلافات ختم کر کے ایک پیٹ  
 فارم پر جمع ہو جائیں، آج ہم میں اتحاد کی سخت ضرورت ہے۔ اگر ہم نے اندرونی سازشوں کو  
 ناکام نہ بنایا تو آنے والا کل کسی اور کا ہو گا۔ اب نہ تو دوبارہ حلام۔ اقبال جیسا مددگار قائد اعظم  
 جیسا رہنما پیدا ہو گا اور نہ ہی قربانیاں دینے والے علماء و قومی کارکنان۔ لہذا آئیں سب مل کر  
 عمل کریں کہ وطن عزیز کو اسلام کا قابل تفسیر قلعہ بنادیں۔

ابو بربسا بے آنسو لئے رہہ دے رشتے

ابھی تک نا مکمل ہے مگر جمیل آزادی

آخر میں ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ضروری سمجھتا ہوں جن کی شفقت،  
 محبت اور عنایت کی بدولت یہ کتاب پایہ تکمیل تک پہنچی۔ حضرت امیر ملت کے جانشین  
 مہر الملک حضرت پیر سید منور حسین شاہ صاحب علی پوری مدظلہ العالی استلوی حکیم ملت  
 حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری شمل لاہوری، امت برکاتہم پایہ اور مجاہد ملت حضرت مولانا  
 محمد عبدالستار خاں نیاز علی مدظلہ کی بزرگانہ شفقت اور رہنمائی میرا سرمایہ حیات ہے۔ اگر ان  
 ہر سہ حضرات کی سرپرستی مجھے حاصل نہ ہوتی تو شاید میں عشق کے اس بھاری پتھر کو چوم کر  
 رکھ دیتا۔ اللہ کریم میرے ان قیوں بزرگوں کا سایہ ہمایہ سلامت و قیامت رکھے۔ علاوہ  
 ان میں پیر طریقت حکیم سید اکرام حسین چشتی سجادہ نشین سیکر شریف حیدر آباد سندھ،  
 حضرت الحاج الحافظ صاحبزادہ محمد مطلوب الرسول سجادہ نشین لڑ شریف خلع جہلم، حضرت  
 دیوان سید آل مجتبیٰ علی خاں اجیری سجادہ نشین گلشن سلطان اللہ خلع ایک، حضرت  
 پروفیسر پیر نثار احمد جان سرہندی میر پور خاص سندھ، بزرگ محترم ذاکر شیخ محمد زہد  
 خیل مین اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد، محمد امجد علی پروفیسر ذاکر محمد العام الحق کوثر آف  
 کوئٹہ، حکیم و انشور حکیم محمد سعید و مولوی شہید، نامور مورخ خواجہ افتخار لاہور، مولانا شفیق

جو مصری اور عربی اور فارسی میں لکھی گئی ہیں ان کے لئے بھی جو سلاخوں کی  
 وہ اپنے قلم سے لکھا۔ کتابوں میں جو مصری اور فارسی میں لکھی گئی ہیں ان کے لئے  
 ان کے قلم سے لکھا۔ ان کے قلم سے لکھا۔ ان کے قلم سے لکھا۔ ان کے قلم سے لکھا۔  
 یہ کتابیں جو مصری اور عربی اور فارسی میں لکھی گئی ہیں ان کے لئے  
 جو مصری اور عربی اور فارسی میں لکھی گئی ہیں ان کے لئے  
 ان کے قلم سے لکھا۔ ان کے قلم سے لکھا۔ ان کے قلم سے لکھا۔ ان کے قلم سے لکھا۔

المصنف فی القسمی

المصنف فی القسمی

المصنف فی القسمی

المصنف فی القسمی

المصنف فی القسمی

المصنف فی القسمی

ان کتاب کے بعد کچھ اور قلمی کتابیں لکھی گئی ہیں ان کے لئے  
 ان کے قلم سے لکھا۔ ان کے قلم سے لکھا۔ ان کے قلم سے لکھا۔ ان کے قلم سے لکھا۔  
 ان کے قلم سے لکھا۔ ان کے قلم سے لکھا۔ ان کے قلم سے لکھا۔ ان کے قلم سے لکھا۔











ہیں۔ یہ انجمن دہلی میں آپ کی سربراہی اور سرکارِ اہل سنت علی کی موت کی پیش گوئیوں کی بنا پر  
انجمن کی کارگزاری کا اہل سنت سے اگلی جانتا ہے کہ نصیب ہوا کی قومیت میں ان کے  
ممبروں کی تعداد ساڑھے تین ہزار کے لگ بھگ پہنچ گئی۔

واضح ہے کہ ”انجمن دہلی“ کوئی سیاسی شرافت نہیں تھی بلکہ دہلی کے  
آزادی پسندوں کا ایک خالص ملی تنظیم تھی جو ان لوگوں پر مشتمل تھی جو کہ اسے ہم پر  
حضورِ سید عالم علیہ السلام کی حرمت پر کٹ مرے ہوئے تھے۔ میری فی ثواب یہ تھی کہ اس  
شریطوں کی تحریک اور تا ۵۰۰ میں پڑا تو ان کے ہاتھ اور پاؤں نہ اترے گا یہ اس کے لیے  
قادر ہے۔

دسمبر ۱۹۱۸ء میں مسلم لیگ کا ایڈم جی ساوانہ اجلاس دہلی میں اس صدارت میں  
بمقام ۵۰ لوی اس کے فضل الحق (۱۸۷۳ء - ۱۹۶۲ء) اور کنگرہ کا سرائی دہلی اس  
وقت دہلی میں ہو رہا تھا۔ مسلم لیگ کے جلسے کے بعد احتجاجی دہلی کے احمد آبادی  
(۱۸۸۰ء - ۱۹۳۶ء) تھے۔ یہ اس میں اپنی قومیت اور نصیحت کے لحاظ سے جاری تھا۔  
مسلمانوں کے عام اضطراب اور حکومت کے خلاف عام ہراسہ اس میں اس کی وجہ تھی  
کاروائی سے چلتا ہے۔ اسی سال ملک میں ”المرکز دہلی“ نے ”مسلمانوں کی اگر تمام تنظیموں کی  
ذات گرامی پر حملہ کیا تھا جس کے خلاف بے شمار احتجاجی جلسے کئے گئے جن میں کوہ پور  
حکام نے روکنے کی کوشش کی اور مسلمانوں پر گولیاں برسائی گئیں۔ جس سے مسلمانوں  
مسلمان شیعہ ہو گئے۔ مسلمان ان واقعات سے نہایت رنجیدہ تھے۔

اس اجلاس کی خصوصیت یہ تھی کہ سب سے پہلی بار مولانا عبدالحق دہلی کے ایک  
الغزول علیہ السلام (۱۸۷۰ء - ۱۹۵۰ء) نے اپنی (۱۸۸۸ء - ۱۹۳۱ء) اور مولانا عبدالحق  
سہابی (۱۸۸۲ء - ۱۹۵۵ء) غیر وکے ساتھ شرکت کر لی۔ اس اجلاس کے بعد دہلی کے  
سامعین کے قلب و جان کو کہ ہندو اہل سنت میں کانگرس اور مسلم لیگ کے مابین  
”بیکہ قبیلہ“ کے مسئلے لگائے جاتے تھے۔ کانگرس میں تو ”حکومتِ سلطنت“ کی دہلی کا  
ایک لاکھ بیس ہزار پانچ ہزار مولانا عبدالحق دہلی کے ”دہلی“ میں پانچ ہزار  
کے گھر سے اس کے قریب کے ایک ایک لاکھ پانچ ہزار دہلی کے قریب کے  
پانچ ہزار کے سرخ و گلاب اور فریاد

میں ہلی میں کسی نہ اپنی مسئلہ ہے ایسا نہ لری کے ساتھ ایک  
 تھا کہ اسی حرام ہے جب تک کہ اگرچہ ہی جھٹوں کی عزت میں  
 ہو رہے ہے۔

آپ کے ان الفاظ کے ساتھ تمام زبان میں سنا چلا گیا کہ مولوی فضل الحق نے  
 ایک دم حضورؐ کے لئے وہ اگر ان جھٹوں کو اپنے ساتھ سے اتر کر گھر کے قریب کر لیا۔ یہ  
 انکے پاس لائے لی سیاست میں ہی شہر دست ہوا کہ مستور ہو گیا اور آخر کار اکثر مساری کا  
 طبقہ رہ گئیں۔

ان اہل میں سے کچھ کے کہہ رہا تھا کہ مولانا مہد اہلری کی شرکت کی کوئی میں  
 لری وہ صدارت سے ایک تقریر پیش کی گئی جس میں علمائے کرام کی شرکت پر طوفانی اور  
 سر سے ہاتھ دیا کہ ان اہل کی تہذیب میں طاقت، دست امتداد میں اور اسلامی مکتبوں کی  
 تسمیہ ای شک و گھر سے ہم نہیں۔

ایک گھر پر تھی کہ ایک کے بعد "حق خود را دریت" کا جو مسئلہ ایک آف لائن  
 (پیش واقف) نے لے لیا ہے اس پر مقرر آدہ ہندوستان پر بھی کیا جائے۔ (واحد امیر  
 ۱۹۱۹ء میں امرتسر میں مسلم لیگ کا اجلاس ہوا بعد ازت تسمیہ مہمل خان مولوی (۱۸۶۳ء۔  
 ۱۹۴۸ء) مقرر ہوا۔ ان علی و اور ان تہ سے رہائی کے بعد سیدھے امرتسر پہنچے۔ علی  
 و اور ان و بعد ان اہل کے دائیں بائیں بیٹھے تھے جبکہ مولانا مہد اہلری مولانا سر سے  
 امرتسر میں مولانا آواز سہیلی بھی ساتھ ملو کر تھے۔ اسی موقع پر تسمیہ الامت علامہ اقبال نے  
 "کلمان میر کی رہائی" کے عنوان سے ہندوہ دلی الفاظ کا علی و اور ان کو خراج تحسین  
 پیش کیا۔

یہ آواز کی انتہا اور جو وہ گھر پر ہوا مقرر وہ انہیں بے رحمی سے صرف سے لے کر  
 حکم کو فریض کیا ہے اس کی بات ہے ملک کی جاتی ہے کہ اگر عوام آہ میں سے  
 برائی کی توجہ کرتی نہیں تو دست کمر ہمیں وہاں کر چیں، ہم لکھن سے ہر وقت  
 قہم (الک)۔ لیکن وہ نہ قہم و سہا لہستہ اس سہا لہستہ قہم و شاپن کر (دعا  
 ہمیت علامہ کے آپد ہئی تھے اس کا بعد ان اہل ۱۹۴۸ء میں ۱۹۴۹ء کو  
 امرتسر میں مولانا کی لائے میں امرتسر میں قائم رہا، مسلم لیگ اور علاقہ کئی کے علاقہ

















(۱۰۰) مسطورہ کتاب کا نام "تذکرہ شہداء" ہے۔ تصانیف کی ایک کراچی میں ۱۹۳۸ء میں ۵۰  
۱۹۳۲ء میں۔

(۱۰۱) "تذکرہ شہداء" مسطورہ کتاب کا نام "تذکرہ شہداء" ہے۔ تصانیف کی ایک کراچی میں ۱۹۳۶ء میں  
۱۹۳۶ء میں۔

(۱۰۲) "تذکرہ شہداء" مسطورہ کتاب کا نام "تذکرہ شہداء" ہے۔ تصانیف کی ایک کراچی میں ۱۹۳۸ء میں ۵۰  
۱۹۳۸ء میں۔

(۱۰۳) "تذکرہ شہداء" مسطورہ کتاب کا نام "تذکرہ شہداء" ہے۔ تصانیف کی ایک کراچی میں ۱۹۳۸ء میں ۵۰  
۱۹۳۸ء میں۔

(۱۰۴) "تذکرہ شہداء" مسطورہ کتاب کا نام "تذکرہ شہداء" ہے۔ تصانیف کی ایک کراچی میں ۱۹۳۸ء میں ۵۰  
۱۹۳۸ء میں۔

(۱۰۵) "تذکرہ شہداء" مسطورہ کتاب کا نام "تذکرہ شہداء" ہے۔ تصانیف کی ایک کراچی میں ۱۹۳۸ء میں ۵۰  
۱۹۳۸ء میں۔

(۱۰۶) "تذکرہ شہداء" مسطورہ کتاب کا نام "تذکرہ شہداء" ہے۔ تصانیف کی ایک کراچی میں ۱۹۳۸ء میں ۵۰  
۱۹۳۸ء میں۔

(۱۰۷) "تذکرہ شہداء" مسطورہ کتاب کا نام "تذکرہ شہداء" ہے۔ تصانیف کی ایک کراچی میں ۱۹۳۸ء میں ۵۰  
۱۹۳۸ء میں۔

(۱۰۸) "تذکرہ شہداء" مسطورہ کتاب کا نام "تذکرہ شہداء" ہے۔ تصانیف کی ایک کراچی میں ۱۹۳۸ء میں ۵۰  
۱۹۳۸ء میں۔

(۱۰۹) "تذکرہ شہداء" مسطورہ کتاب کا نام "تذکرہ شہداء" ہے۔ تصانیف کی ایک کراچی میں ۱۹۳۸ء میں ۵۰  
۱۹۳۸ء میں۔

(۱۱۰) "تذکرہ شہداء" مسطورہ کتاب کا نام "تذکرہ شہداء" ہے۔ تصانیف کی ایک کراچی میں ۱۹۳۸ء میں ۵۰  
۱۹۳۸ء میں۔

(۱۱۱) "تذکرہ شہداء" مسطورہ کتاب کا نام "تذکرہ شہداء" ہے۔ تصانیف کی ایک کراچی میں ۱۹۳۸ء میں ۵۰  
۱۹۳۸ء میں۔

(۱۱۲) "تذکرہ شہداء" مسطورہ کتاب کا نام "تذکرہ شہداء" ہے۔ تصانیف کی ایک کراچی میں ۱۹۳۸ء میں ۵۰  
۱۹۳۸ء میں۔

- (۳۵) سہ ماہی "اعظم" کراچی پبلشرس میں شائع ہونے لگا ۱۹۹۶ء میں ۳۳۳۳۳۳۔
- (۳۶) "کراچی کے راز" سید محمد یونس کی مضمون نگار شہور ۱۹۹۷ء میں ۱۱۱۱۱۱۔
- (۳۷) "کراچی کے راز" سید محمد یونس کی مضمون نگار شہور ۱۹۹۷ء میں ۱۱۱۱۱۱۔
- (۳۸) "کراچی کے راز" سید محمد یونس کی مضمون نگار شہور ۱۹۹۷ء میں ۱۱۱۱۱۱۔
- (۳۹) "کراچی کے راز" سید محمد یونس کی مضمون نگار شہور ۱۹۹۷ء میں ۱۱۱۱۱۱۔
- (۴۰) "کراچی کے راز" سید محمد یونس کی مضمون نگار شہور ۱۹۹۷ء میں ۱۱۱۱۱۱۔













[illegible]

انے کے  
بارہ انکار کیا کہ میں نے اپنے کسی صاحب (2000 روپے) کو علیحدہ سے دیا۔ یہ کہہ کر  
انے بارہ کا اعتراف کیا کہ ان کے پاس 2000 روپے تھے۔ ان کے پاس 2000 روپے تھے۔  
یہاں تک کہ ان کے پاس 2000 روپے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے پاس 2000 روپے تھے۔  
یہاں تک کہ ان کے پاس 2000 روپے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے پاس 2000 روپے تھے۔

ہاں، یہ سب اسی لیے کہہ رہی تھی کہ

تمہا میں اس طرح ملا جلی ہے اب تمہارا عالم بھی شک کی گئی ہے۔

الحمد لله الذي جعل في كل شيء حكمة

یہ حدیث شریعہ اور اُردو کی، فارسی و کتبہ ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲ کے تحت ہے۔

الحمد لله رب العالمين

١٠٠٠

عالمی علم و ادب کی خدمت

اسم قلم (پیدا) کمال و کمالی

4540

1988

المجلس الأعلى للدراسات والبحوث

تو، چنانچه در علم، و آنچه در آیه آمده است:

[illegible][illegible]

المعروف بالشيخ الفقيه الميرزا محمد باقر الخليلي

المجلس الأعلى للدراسات والبحوث  
البحر الأحمر - مصر



[illegible]

$\Delta \rho_{\text{max}} = \frac{\rho_0}{2} \left( \frac{v_p}{c} \right)^2$

[illegible]

1991

9-1741

ENV

1542

1980-1981

... ..

408

[illegible]





ساتھ "بہادر" کے نام سے ایک اردو روزنامہ بھی لے آئے۔ یہ دور عالمی سیاسی بحران کا دور تھا۔ صلیب کے اندر اور ہر مسلمانوں پر خاص اہتمام کا دور تھا۔ عالم اسلام میں انگریزوں کے استعماری عزائم تباہی مچا رہے تھے۔ ترکی کے حصے بخرے کرنے کیلئے اٹلی اور یونان کو ابھارا جا رہا تھا۔ ملک کے اندر تقسیم کمال کی تفتیح کی تحریک، مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کا عداوت، انگریز حکومت کا کانپور کی مسجد کے ایک حصے کو شہید کرنا، علی گڑھ یونیورسٹی کے قیام کا مسئلہ، غم صید اسنے مسائل تھے کہ برصغیر کی سیاست ایک اہم موزمزی نظر آرہی تھی۔ اس اہم دور میں "کا مریلہ" اور "بہادر" کے مضامین، تنقیدی نوٹ اور حقائق کے انکشافات نے برصغیر کے لوگوں کو بیدار کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ "کا مریلہ" کی زبان اتنی پیاری تھی کہ انگریز اس کو پڑھ کر چٹکارہ لیتے تھے۔

آپ صحافت کے ساتھ ساتھ قومی مسائل میں بھی قوم کی قیادت کرتے تھے۔ "تقسیم کمال کی تفتیح پر ان کا رد عمل بہت شدید تھا۔ ۱۹۱۲ء کے اجلاس مسلم لیگ میں اس کا انہوں نے بھرپور اظہار کیا۔ مسجد کانپور کے مسئلہ پر ایک وفد لے کر انگلستان گئے اور مذہبی امور میں حکومت کی مداخلت کے خلاف شدید احتجاج کیا۔ وہیں محمد علی جناح کو مسلم لیگ کا کانفرنس مانیہ۔ واپس لوٹے تو جنگ چھڑ گئی۔ انگریزوں نے ترکی کے حامی مسلمانوں کو بیڈر شپ سے محروم کرنے کے لئے علی برادران کو جیل بھیج دیا اور پونے پانچ سال جیل میں رہے۔

دسمبر ۱۹۱۵ء میں رہائی کے بعد کانگریس اور مسلم لیگ کے اجلاسوں میں شرکت کے لئے سیدھے امرتسر پہنچے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب جلیانوالہ باغ کا رُوح فرسا اور المناک واقعہ رونما ہو چکا تھا اور ہندوستان کی فضا آزادی کے نعروں سے معمور تھی۔ امرتسر کے جلسے اسٹیشن پر آزادی کے نعرہوں پر سڑاؤں نے ان کا فقید المثال استقبال کیا۔ کانگریس کے اجلاس میں پندرہ سو قیامی عمل نمبر (۱۸۶۱ء-۱۹۳۱ء) نے علی برادران کو خراج تحسین پیش کیا۔ وہاں سے مسلم لیگ کے اجلاس میں تشریف لے گئے، جہاں تقسیم الامت عام اقبال (۱۸۷۷ء-۱۹۳۸ء) کو نواب شاہنواز ممدوٹ (۱۸۷۳ء-۱۹۳۲ء) نے انہیں خوش آمدید کہا اور اس اجتماع میں تقسیم الامت کے یوں منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔

ہے اس پر اعتبار افزا جو ہو فطرت بلند  
قطرہء نیساں ہے زندانِ صدف سے لبریز  
مٹک از فر چیز کیا ہے اک لو کی ٹوند ہے  
مٹک من جاتی ہے ہو کہ ہندو آہو میں  
ہر کسی کی تربیت کرتی زمیں قدرت مگر  
تم ہیں وہ ظاہر کہ ہیں واسو قفس سے  
شہر زانغ و زغن در بند قید و صید نیست  
ایں معادے قسمت شہزادہ تہ ہیں

تحریک خلافت کا دور آیا تو ملی برادران رہا ہو چلے تھے۔ اب خلافت کو آپ جیسے کار  
قائد کی حمایت حاصل ہو گئی۔ آپ خلافت کا وفد لے کر انگلستان گئے مگر ناکامی ہوئی۔ قوم کو  
تحریک کیلئے تیار کیا گیا اور کئی سال تک تحریک نے برصغیر کے نظم و ضبط کو دور بہم دہم کر کے  
رکھا اور انگریزوں کے اقتدار کی جڑیں کھوکھلی کر دیں۔ ۱۱ جولائی ۱۹۲۱ء کو آپ نے ”بریلی  
خلافت کانفرنس“ کی صدارت کی۔ آپ کے خطبہء صدارت کو بغیانہ قرار دے کر آپ کو  
گرفتار کر لیا گیا اور آپ پر یہ جرم عائد کیا گیا کہ آپ نے مسلم سپاہیوں میں براہ کرم راجہ کی  
خلافت بددلی اور ناراضی پھیلائی ہے۔

اس ریزولوشن کی تائید میں تقریر کرنے والے جی غلام محمد امروہوی (۱۸۸۳ء -  
۱۹۵۸ء) مولانا شوکت علی (۱۸۷۲ء - ۱۹۳۸ء) مولانا محمد احمد کانپوری (۱۸۸۰ء -  
۱۹۳۴ء) ذاکر سیف الدین کچلو (۱۸۸۳ء - ۱۹۶۳ء) غیر ہم بھی گرفتار کر لئے گئے۔  
خاق دینا بال کراچی میں کیس چلا۔ ۲۶ نومبر ۱۹۲۱ء کو آپ نے ایک طویل بیان دیا اور  
عدالت کو لاکارتے ہوئے کہا:

”ایک ہندوستانی، ایک انسان اور ایک مسلمان کی حیثیت میں برطانوی  
حکومت کا ساتھ دینا اور اس کی غلامی پر رضامند ہونا ضمیر کی موت اور  
ایمان کی جان کنی ہے۔“

اس مقدمہ میں آپ کو دو سال قید ہوئی۔ دورانِ جیل اپنی صاحبزادی آمنہ کی شدید  
حالات کی اطلاع ملی تو آپ نے اسے خط لکھا، جس سے آپ کی ایمانی کیفیت کا اندازہ کرنا کچھ  
اشارہ نہیں۔

تیری صحت ہمیں مظلوم ہے لیکن اس کو  
ہمیں منظور تو پھر ہم کو بھی منظور نہیں

ہر ایک کو سب سے پہلے۔ غرض میں ہوں کہ یہ سب سے پہلے ہو کر رہے۔  
 آپ کا اگر ہر ایک سے ملنا ہو تو اس وقت بھی۔ آپ سے کہیں کہ جو شخص آپ کی بات  
 سنے سے لالچ نہ ہو اس کے۔ ایک اللہ دوستی کے لئے ہوں یہ وہی حکم کہ اسے سنا  
 کرے۔

”میں نے سنا کہ آپ سے اور یہ سب سمیٹ لائی  
 ایک قادیانی تھی جس نے ہم انہیں لائے وقت اس سے اور یہ سب سمیٹ لائی  
 اور انہیں کے کہ یہ وہی حکم ہے۔  
 اس طرح یہاں پر آئی۔“

”میں بھی کوئی مسلمان چرچہ شخصیت سے اور سے ہیں اس  
 سے اور سے ہیں اس سے اور سے ہیں۔ مسلمان کے لئے حقوق ہیں  
 کوئی چیز اسے ہو، تو اس کے لئے ہے۔ مسلمان کو تو صرف یہ ہو  
 کہ وہ مالک اور مال سے اس کا پتہ نہ آسکے کی حقوق سے اور حقوق ہیں  
 ان کے لئے یہی کہ اس کی ملکیت اس کی ملکیت سے نہ ہوتی۔“

”مالی طور پر اس کے علاوہ، اس کے لئے وقت اگرچہ کہ اس کے لئے آپ کو اس امر  
 کے ایک عہدہ پر رکھا کرے کہ اس کے آپ آئے، پھر آپ کو یہی اور یہی دینے کے لئے  
 اس کے آپ کے آپ کے اس عہدہ میں اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے۔“

”سب سے پہلے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے۔“

”اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے۔“













یہ دیکھ کر کہ وہ سب - ہمارے لئے ہیں - یہ پتہ چلا  
 کہ وہ کیا کرتے ہیں - یہ سب - یہ کیا کرتے ہیں - یہ  
 کہ وہ کیا کرتے ہیں - یہ سب - یہ کیا کرتے ہیں - یہ

یہ سب - یہ کیا کرتے ہیں - یہ سب - یہ کیا کرتے ہیں - یہ  
 کہ وہ کیا کرتے ہیں - یہ سب - یہ کیا کرتے ہیں - یہ

یہ سب - یہ کیا کرتے ہیں - یہ سب - یہ کیا کرتے ہیں - یہ  
 کہ وہ کیا کرتے ہیں - یہ سب - یہ کیا کرتے ہیں - یہ

یہ سب - یہ کیا کرتے ہیں - یہ سب - یہ کیا کرتے ہیں - یہ  
 کہ وہ کیا کرتے ہیں - یہ سب - یہ کیا کرتے ہیں - یہ  
 کہ وہ کیا کرتے ہیں - یہ سب - یہ کیا کرتے ہیں - یہ  
 کہ وہ کیا کرتے ہیں - یہ سب - یہ کیا کرتے ہیں - یہ

۱۹۳۱

یہ سب - یہ کیا کرتے ہیں - یہ سب - یہ کیا کرتے ہیں - یہ

یہ سب - یہ کیا کرتے ہیں - یہ سب - یہ کیا کرتے ہیں - یہ  
 کہ وہ کیا کرتے ہیں - یہ سب - یہ کیا کرتے ہیں - یہ  
 کہ وہ کیا کرتے ہیں - یہ سب - یہ کیا کرتے ہیں - یہ  
 کہ وہ کیا کرتے ہیں - یہ سب - یہ کیا کرتے ہیں - یہ

یہ سب - یہ کیا کرتے ہیں - یہ سب - یہ کیا کرتے ہیں - یہ  
 کہ وہ کیا کرتے ہیں - یہ سب - یہ کیا کرتے ہیں - یہ  
 کہ وہ کیا کرتے ہیں - یہ سب - یہ کیا کرتے ہیں - یہ  
 کہ وہ کیا کرتے ہیں - یہ سب - یہ کیا کرتے ہیں - یہ



(۱۰۰) "مکتوبات احمدیہ" احمدیہ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۱ء ص ۲۰، ۲۱، ۱۶۔

(۱۰۱) "مکتوبات احمدیہ" احمدیہ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۱ء ص ۲۰، ۲۱، ۱۶۔

(۱۰۲) "مکتوبات احمدیہ" احمدیہ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۱ء ص ۲۰، ۲۱، ۱۶۔

(۱۰۳) "مکتوبات احمدیہ" احمدیہ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۱ء ص ۲۰، ۲۱، ۱۶۔

(۱۰۴) "مکتوبات احمدیہ" احمدیہ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۱ء ص ۲۰، ۲۱، ۱۶۔

(۱۰۵) "مکتوبات احمدیہ" احمدیہ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۱ء ص ۲۰، ۲۱، ۱۶۔

(۱۰۶) "مکتوبات احمدیہ" احمدیہ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۱ء ص ۲۰، ۲۱، ۱۶۔

(۱۰۷) "مکتوبات احمدیہ" احمدیہ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۱ء ص ۲۰، ۲۱، ۱۶۔

(۱۰۸) "مکتوبات احمدیہ" احمدیہ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۱ء ص ۲۰، ۲۱، ۱۶۔

(۱۰۹) "مکتوبات احمدیہ" احمدیہ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۱ء ص ۲۰، ۲۱، ۱۶۔

(۱۱۰) "مکتوبات احمدیہ" احمدیہ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۱ء ص ۲۰، ۲۱، ۱۶۔

(۱۱۱) "مکتوبات احمدیہ" احمدیہ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۱ء ص ۲۰، ۲۱، ۱۶۔

(۱۱۲) "مکتوبات احمدیہ" احمدیہ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۱ء ص ۲۰، ۲۱، ۱۶۔

(۱۱۳) "مکتوبات احمدیہ" احمدیہ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۱ء ص ۲۰، ۲۱، ۱۶۔

(۱۱۴) "مکتوبات احمدیہ" احمدیہ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۱ء ص ۲۰، ۲۱، ۱۶۔

(۱۱۵) "مکتوبات احمدیہ" احمدیہ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۱ء ص ۲۰، ۲۱، ۱۶۔

(۱۱۶) "مکتوبات احمدیہ" احمدیہ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۱ء ص ۲۰، ۲۱، ۱۶۔



(۲۷) مجلہ ”برگ گل“ گورنمنٹ اردو کالج کراچی ”جوہر نمبر“ ۱۳۰۱ء متعدد صفحات۔

(۲۸) ”علی مد اور ان“ از رئیس احمد جعفری مطبوعہ لاہور ۱۹۶۳ء متعدد صفحات۔

(۲۹) ”سیرت محمد علی“ از رئیس احمد جعفری مطبوعہ دہلی (بھارت) ۱۹۳۲ء متعدد صفحات۔

(۳۰) ”ماہی“ ”العلم کراچی“ ”جوہر نمبر“ اتور ۳۰ ستمبر ۱۹۷۸ء متعدد صفحات۔

(۳۱) ”ماہنامہ“ ”الجامعہ“ دہلی، ”مولانا محمد علی نمبر“ ”جلد اول“ اپریل ۱۹۷۹ء جلد دوم جنوری فرومی ۱۹۸۰ء متعدد صفحات۔

(۳۲) ”ماہنامہ“ ”ریاض“ کراچی ”مولانا شوکت علی نمبر“ جنوری ۱۹۵۴ء متعدد صفحات۔

(۳۳) ”تذکرہ کالامان رامپور“ از حافظ احمد علی خان شوقی مطبوعہ دہلی ۱۹۴۹ء ص ۳۵۹ تا ۵۳۸۔

(۳۴) ”فیروز سزار دوانسا نیکو پیڈیا“ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء ص ۳۹۱۔

(۳۵) ”اکبر تحریک پاکستان“ جلد دوم از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء ص ۳۶۲ تا ۳۵۱۔

(۳۶) مجلہ گورنمنٹ شی کالج کراچی، ”پاکستان نمبر“ ”جلد اول“ ۱۹۸۳ء ص ۲۲۰ تا ۲۰۹۔

(۳۷) ”تاریخ نظریہ پاکستان“ از پیام شاہجہانپوری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء ص ۲۰۲ تا ۲۷۹، ۲۱۵۔

(۳۸) ”قائد اعظم اور ان کا عہد“ از رئیس احمد جعفری مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء ص ۵۳ تا ۷۳۔

(۳۹) ”قائد اعظم اور ان کے سیاسی رفقاء“ از اقبال احمد صدیقی مطبوعہ کراچی ۱۹۹۰ء ص ۲۱۸ تا ۲۰۲۔

(۴۰) ”آہنگ بازگشت“ از محمد سعید مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء ص ۶، ۳۱، ۳۹۔

(۴۱) ”خطبات قائد اعظم“ از رئیس احمد جعفری مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء ص ۲۹ تا ۳۱، ۳۱ تا ۵۳، ۵۰ تا ۵۱۔

## مولانا شوکت علی

مولانا شوکت علی صاحبِ اہلِ حق (۱۹۱۲ء) نے ایک نو جوان کا نقشہ یہ رسم کیا۔

ہے۔

شہر کی بھرپور تم بہاؤ، حاکم کر کے دانا، عروہ، وصال  
 اور جلال، آکھیں پائندہ اور سر پر دانا، علی کوئی بدو میں داخل صاف  
 سو بھیس دای جہنم کی تو کہیں کوئی کہہ نہ، تجھی سے علی دانا، یہ دانا  
 پہلے نہ سنا، نہایت راستہ پر لڑی، دانا پادشاہ، عروہ، قدر دانا کہہ شے سکا،  
 ہر سے، غیب، کھلی اور علی کر کے دانا، سے نہایت، اسطرح حکم۔

یہ نو جوان مولانا محمد علی جوہر کا اعلیٰ شاکست علی تھا جو تمام ائمہ قیام کے ہیں۔  
 غلطہ حضرت مولانا محمد عبدالہدی اہلِ حق (۱۹۰۷ء اور ۱۹۲۹ء) کے دوست تھے۔  
 دانا کر کے اور دانا، صاحب (اگلی علی صاحب سے) مولانا علی صاحب کا کر مولانا شاکست علی  
 نے لکھا۔

معلم اسلام مولانا شاکست علی بن عبدالحق علی (۱۹۰۷ء اور ۱۹۸۰ء) علی اہلِ حق  
 (۱۹۰۷ء اور ۱۹۸۰ء) اور صاحبِ عقل (۱۹۰۷ء اور ۱۹۸۰ء) علی اہلِ حق (۱۹۰۷ء اور ۱۹۸۰ء)۔







لیکن "سورہ" شرکت علی وہاں موجود تھے تاکہ قدامت دکھانے میں۔ "اسوئیا" کے قریب  
 اہل اہل کی قیود و پابیاں کرنا۔ تقریباً ۱۹۰۱ء میں اس وقت بھائی ساتھ ساتھ رہے۔ وہاں اپنے  
 قیود کے رکھنے، وہاں نے۔ اگر میں کانگریس کے طریقہ عمل سے اس وقت بھائی واپس نہ آئے۔  
 ۱۹۰۲ء میں کوہاٹ میں ہندو مسلم لیگ (۱۹۰۲ء) کا نام دیا جس کے ساتھ وہاں قیود کے  
 لئے گئے۔ کانگریس نے جس طرح ہندوؤں کی طرف سے برائی کی ہندو مسلم لیگ کو قیود کا نام دیا  
 اور وہاں پر آپ نے کانگریس کو کانگریس کے قیود کے خلاف اس کی ہندوؤں اور قیود کے خلاف  
 اس کے ساتھ میں اگر کانگریس کو چاہت ہے۔ ہندو مسلم لیگ (۱۹۰۲ء) میں "سورہ" سے اس  
 کی پیش کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کو کانگریس کے قیود سے کانگریس کے قیود سے کانگریس کے  
 ساتھ اس کے قیود کے خلاف۔

سورہ کانگریس کے قیود کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف  
 کانگریس مسلمانوں کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف  
 اس میں سر ہندو مسلمانوں کے قیود کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف  
 کانگریس میں لیگ مسلمانوں کے قیود کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف  
 اس میں کانگریس کے قیود کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف

کپ نے جس قوم کے ساتھ مسلم لیگ کی خدمت کی۔ اسے برہمنوں کے  
 مقابلہ میں اسے برہمنوں کے مقابلہ میں اسے برہمنوں کے مقابلہ میں اسے برہمنوں کے  
 ۱۹۰۲ء میں مسلمانوں کے قیود کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف  
 ۱۹۰۳ء میں مسلمانوں کے قیود کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف  
 کانگریس کے قیود کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف  
 کانگریس کے قیود کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف  
 کانگریس کے قیود کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف  
 کانگریس کے قیود کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف  
 کانگریس کے قیود کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف

۱۹۰۳ء میں مسلمانوں کے قیود کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف کانگریس کے قیود کے خلاف









میرا دل اسے اپنا نہیں مانتا کیونکہ میری دلجوئی نے اس پر ہرگز اثر نہ کیا۔  
 اس نے میری تمام خدمتوں کے بدلے میں اسے اپنا غلام نہ سمجھا۔

اس نے قادیان چھوڑ دیا۔

میرا دل اسے اپنا نہیں مانتا کیونکہ میری دلجوئی نے اس پر ہرگز اثر نہ کیا۔  
 اس نے میری تمام خدمتوں کے بدلے میں اسے اپنا غلام نہ سمجھا۔  
 اس نے قادیان چھوڑ دیا۔

میرا دل اسے اپنا نہیں مانتا کیونکہ میری دلجوئی نے اس پر ہرگز اثر نہ کیا۔  
 اس نے میری تمام خدمتوں کے بدلے میں اسے اپنا غلام نہ سمجھا۔  
 اس نے قادیان چھوڑ دیا۔

میرا دل اسے اپنا نہیں مانتا کیونکہ میری دلجوئی نے اس پر ہرگز اثر نہ کیا۔  
 اس نے میری تمام خدمتوں کے بدلے میں اسے اپنا غلام نہ سمجھا۔  
 اس نے قادیان چھوڑ دیا۔

میرا دل اسے اپنا نہیں مانتا کیونکہ میری دلجوئی نے اس پر ہرگز اثر نہ کیا۔  
 اس نے میری تمام خدمتوں کے بدلے میں اسے اپنا غلام نہ سمجھا۔  
 اس نے قادیان چھوڑ دیا۔





(۱۷) طبعہ دار الفہم کے نام سے ۱۱۴۱ھ میں طبع ہوا۔

(۱۸) طبعہ دار الفہم کے نام سے ۱۱۴۱ھ میں طبع ہوا۔

(۱۹) طبعہ دار الفہم کے نام سے ۱۱۴۱ھ میں طبع ہوا۔

(۲۰) طبعہ دار الفہم کے نام سے ۱۱۴۱ھ میں طبع ہوا۔

(۲۱) طبعہ دار الفہم کے نام سے ۱۱۴۱ھ میں طبع ہوا۔

(۲۲) طبعہ دار الفہم کے نام سے ۱۱۴۱ھ میں طبع ہوا۔

(۲۳) طبعہ دار الفہم کے نام سے ۱۱۴۱ھ میں طبع ہوا۔











میں اور ان کے برائیوں پر قرآن و حدیث کی کہ سمجھ ہسید گنج کے مسئلہ میں گرفتار ہو کر حکم دے دئے گئے اور ان کو قتل کر دیا گیا ہے۔ شیخ الاسلام مولانا شاکر علی (۱۸۷۲ء۔ ۱۹۳۸ء) اور مولانا عبد اللہ بریلوی (۱۸۶۳ء۔ ۱۹۶۰ء) نے آپ کی اس قرآن و حدیث کی خبر پر پورا حیرت اور

ہیسا کہ ایک آدمی قمریہ لیا جاپکا ہے کہ مولانا مظہر الدین اور اعلیٰ علم و دین کے  
تلامذہ تھے، مولانا کا علم و دین میں نہ رن بھی رہے اور پھر جمعیت علماء  
ہند کے قائم اعلیٰ کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔ مگر جب انہوں نے اپنے دیوبندی ائمہ کو  
انہوں کی ذات کو گہر کا سیرا سمجھا اور مشاہدہ کیا کہ جمعیت علماء ہند کا مگر جس کے روپا پیسے  
کا لہو والی ہے اور گاندھی کی محبت میں نہ ملے گی اور شیعہ و اسلام کی وہ جھیلیاں اذاری ہے تو وہ  
دیوبندی نظریات سے قطع ہوتے گئے اور مولانا مظہر کے عقائد و افکار ان کے قلب و ضمیر کو  
جام لگنے لگے۔ علیٰ ہر حال، مولانا حسرت موہانی، مولانا قطب الدین عبد اعلیٰ فرنگی علی،  
مولانا عبد السلام ندوی، مولانا عبد القادر آزاد، مولانا شمس الدین احمد کانپوری وغیرہم کی  
محبت کا اثر نے سونے پر سونے کا کام کیا اور مولانا نے دیوبندیت کو ہمیشہ میٹھ کی لئے خیر باد  
کہا اور جیسا کہ پاکستان کے نام، مولانا اور صاحب قلم پر، فیصلہ آئیں محمد ایوب قاری  
(۱۹۹۳ء - ۱۹۹۳ء) مولانا کے نام اپنے ایک خط مورخہ ۱۳/۱۱/۱۹۹۳ء از کراچی میں  
انظر امیں

۳۰۔ امام غزالیؒ کا یہ مضمون ہمارے دور کے فارغ التحصیل اشرار  
کو بے غلطی پہنچا دینا چاہیے۔ اور یہ لازم تھا کہ علیٰ غرض خود لیکن ایک  
خود سے کہہ سکتا ہے کہ ہم مسلم بن گئے ہیں، اسی وجہ سے کسی کا گھر نہ  
ہو گا کہ یہ آراء خود۔

مذہب کا مفکر جو اپنی قوم کی اسے مسلم لیگ میں شامل ہو چکے تھے۔ مسلم لیگ کی  
 قیادت کا موقف اس کے لئے اس قدر اہم تھا کہ صرف شہد اور ملت کی دعا دینی چاہی کہ نہ اچھی  
 لگتی کہ وہ اپنے سوا کسی اور قیادت کو اس کی قوم کے لئے مسلم لیگ کی قیادت کیلئے وقت  
 اور مکان کی ضرورت صرف یہی تھی کہ وہ اس کے اپنے ہوا اس لئے اسے اسے  
 قیادت کے لئے اسے مسلم لیگ کی قیادت کیلئے اس کے ہوا اس لئے اسے اسے اسے





سورج کی روشنی کے ذریعہ پتہ چلتا ہے کہ سورج کی روشنی کی رفتار ۱۸۰,۰۰۰ میل فی ثانیہ ہے۔  
 اس کی رفتار کی وجہ سے سورج کی روشنی زمین پر پہنچنے میں ۸ منٹ ۲۰ سیکنڈ لگتی ہے۔  
 سورج کی روشنی کے ذریعہ پتہ چلتا ہے کہ سورج کی روشنی کی رفتار ۱۸۰,۰۰۰ میل فی ثانیہ ہے۔

یہ کتاب علم اور معنی کا مجموعہ ہے اس وقت کے  
 نیر سے ہاتھ میں ہے یہ اس عرصہ میں کے تعلق رکھتی ہے جہاں کے  
 ہاتھ سے اپنے لوگوں کے لئے ایک کتاب لکھی گئی۔  
 ہوا ہے۔ خطرات جہاں میں رہا ہے جس سے خطرات سے بچنے کے لئے  
 اور دنیاوی امور کی طرف توجہ دینا چاہیے اور دنیاوی امور سے بچنے  
 کے لئے علم بھی آگے بڑھتا ہے۔

ہر طائفی و سماجی کی تکرر و مثال :-  
 اس مجموع میں جس آفات ہمارے ساتھ تھیں  
 ہے۔ یہ کہ طائفی و سماجی کی تکرر و مثال  
 ۱۰۰۰ مثال ہے۔ یہ طائفی آفات تھیں ایک  
 ۱۰۰۰ مثال ہے۔ یہ طائفی آفات تھیں ایک  
 ۱۰۰۰ مثال ہے۔ یہ طائفی آفات تھیں ایک  
 ۱۰۰۰ مثال ہے۔ یہ طائفی آفات تھیں ایک

[illegible]



کتابت سے آگے نہ بڑھیں اور اسے (نہیں) لکھیں۔

افغانستان میں یہودیوں کا قتل عام - حضرت الیاس (ع) علیہ السلام نے قتل ہونے والی قوم کو نہیں، جس



اکو بیسویں ہزار سرف پھر اکھڑے ہیں۔ ان میں دو بیسویں بھی شریک ہیں جو مسلمانوں کی  
 طرف سے سواریوں کے ساتھ نکلتے ہیں۔ اور عربوں کے اوش و اوش در خانوں فوجوں کا متعلقہ  
 ہے۔ انہوں نے کہاں بھی وہی اختیار کر لیا ہے جو عربوں کا ہے۔ ترکی فوجی جو فلسطین میں  
 یہودیوں کو ہتھ پکڑتے ہیں تمام عربوں کے سپرد ہی ہے اور سلیدہ، زوال، وصال سر پر پختے ہیں اور مسند  
 ان کو ملی ہیں۔ یہاں سے یہاں کو کئی کئی ہزار یہودیوں کی خاطر سکھوں اور تمام عربوں  
 اور ساتھ کئی مسلمانوں کا نام کو بھیج دیا گیا ہے۔ یہ حال تین سال کی مدت میں چھ لاکھ  
 عربوں کی قبائلوں کے خانوں میں ہو رہا ہے کہ تک متاثر کر دیا ہے کہ کاتھریں پچاس سال  
 کے عرصہ میں بھی نہیں کر سکی۔ اور میرا خیال ہے کہ جو عرب تقسیم فلسطین کی منصوبہ  
 پر اسے میں کامیاب ہو گئے ہیں وہ عربوں کی مکمل حاصل کرنے میں بھی ضرور کامیاب ہوں  
 گئے۔ اور اگر فلسطین کے اس لاکھ افراد خانوں خانوں سے اپنی آزادی کا لہجہ نہ اٹھادیں اس سے  
 بے ہیں آج کل عربوں کے تو کہہ سکتے ہیں کہ یہاں بھی ہے مستقبل سے سے رہیں اور اپنے فرائض  
 سے ناواقف نہیں ہیں۔ (خبر و تحریک)

فلسطین کے متعلق یہودیوں کے ناپاک منصوبے :  
 (ملاحظہ فرمائیے)  
 جرمانہ میں ایسی تصویر  
 بھی دکھائی گئی ہے جو یہودیوں کی یہودیوں کی ہر ایک آرزوؤں سے تحقق رکھتی ہیں۔ وہ عربوں  
 مقدس فلسطین میں صرف سیاسی اقتدار ہی نہیں پاتے بلکہ مسلمانوں اور سکھوں کے مقدس  
 مقدس مقامات کو پھڑک کر اور بدل کر اپنے مذہبی عبادت کی شکل دینا چاہتے ہیں۔ مسجد حجازی  
 عربوں کو یہاں آئندہ کے وقت معراج کو عہدہ دہی تھی یہودیوں کی شکل میں تبدیل کر دیا  
 جاتے ہیں۔ انہوں نے ایک ایسی شکل میں اسے تبدیل کر دیا ہے کہ وہ انوں طرف شہر  
 کی تصویر میں یہودیوں کی عبادت گاہ ہے اور اس میں یہودی خانے ہیں۔ اس طرح یہود  
 کی عبادت گاہ کے مشرقی طرف حضرت یحییٰ کی قبر، حرم ابراہیم، عمارت ابراہیم، مقام ابراہیم  
 شریف، اور ان کے مقدس مقامات کو انہیں یہودیوں اور مسلمانوں کے مقدس مقامات کے مشرق  
 کھینچے جائیں گے۔ ان قوم انہیں یہودیوں کے عبادت گاہ کی شکل میں اس قسم کے کائنات اور عبادت گاہ  
 اور ان کی شکل میں یہودیوں کی شکل میں اس قسم کے عبادت گاہ کی شکل میں اس قسم کے عبادت گاہ  
 کی شکل میں اس قسم کے عبادت گاہ کی شکل میں اس قسم کے عبادت گاہ کی شکل میں اس قسم کے عبادت گاہ

ہاٹ کے ہیں اور بھی نہیں بل سنی (نعرہ، غمیر)

فلسطین سے مسلمانان عالم کا تعلق آپ نے ارشاد میں قصص کے قلم میں  
میں متعدد روایات و احادیث میں آیت

ہوئے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے "صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْقِسْمَ الْاَلِیُّ" (سورۃ الاحقاف ۲۸) جو کہ اہل نصیب سے  
ساتھ ہوئے۔ اس سے یہ معنی ہیں کہ ذات و مشیت کا خدا پر قیامت تک مسلمان رہنا  
یہ کہ آیت مطلق ہے اور اس میں کسی وقت یا صدی کی قید نہیں۔ اسی حکم کو قیامت تک  
پر قرار دیکھنے کے لئے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ احرار و العباد و العباد و العباد  
حریر و العباد کا نام ہے کہ فلسطین متفقہ طور پر آج بڑا عرب کا حصہ ہے اور اس حدیث  
کے حکم میں داخل ہے۔ پس اگر کوئی طاقت یہودیوں کو فلسطین میں داخلہ اقدام کرنے کے  
ارپے قدم بردارے کہ قرآن کریم و حدیث کو چیلنج کرتی ہے اور مسلمانان عرب و غیر عرب  
و ایسے چیلنج کو اپنے خون کا آخری قطرہ قربان کرتے ہیں قبول نہ کرے۔ اور کمال مراد

غمیر

برطانیہ کو تنبیہ اگر وہ قانونی مدد دے اور وہ میں اور عالمی اقتدار کا اپنی قومی حیثیت کی  
تذکرہ لکھتے ہیں تو کیا ضرور ہے کہ وہ یہودیوں سے ہاتھ کرے  
یا ان کی حمایت کا لقب الیٰ کر سائے آئیں۔ اس کی ایک آسان شکل یہ بھی ہو سکتی تھی کہ  
ممالک سے وہ سنی کریں ان کے اہل ہاتھ میں لیں۔ اپنے دھوکے سے کریں۔ انہیں  
آزادی دیں اور ایک اور مسئلہ معاہدے کے ارپے اپنے مقام کا تحفظ کریں۔ اور انہیں کہ ہے  
کہ یہودیوں کی حدیث میں وہ میں اور عالمی اقتدار کے تحفظ کے لئے انہیں یہودیوں کو  
ہے۔ انہیں کہیں کہ وہ عالمی اقتدار کو وہ میں اور عالمی اقتدار کے تحفظ کے لئے

تجزیہ منوں اور اطالویوں کی مدد اگر وہ عالمی سے عرب کی طرف جلد و آتی کا  
کہ وہ عالمی کو دھوکے میں لے کر عرب کو دھوکے میں لے کر  
اطالویوں کی مدد سے کہ وہ تو پھر یہ کہ انہیں کہیں کہ وہ میں اور عالمی میں  
اور انہیں کہ وہ انہیں کہتے ہیں کہ وہ میں اور عالمی میں اور انہیں کہ وہ میں اور  
انہیں کہ وہ میں اور انہیں کہتے ہیں کہ وہ میں اور انہیں کہ وہ میں اور انہیں کہ وہ میں اور













نے پانی چھٹکارا میں داخل ہو رہے ہیں، کیا مگر وہاں ۱۰ گھنٹہ کی بجائے ۱۲ گھنٹہ کی بجائے  
 دوسرے کے سر پہ اس کا کھلا، لیکن یہ ہے کہ ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے  
 کی حالت یہ ہے کہ جیسے وہ لہریں میں سوار کی حالت کا کام کر رہے ہیں اور پانی کی گہرائی  
 جس کے کھلا ہونے کو بھل کر رہا ہے۔

معاذ اللہ ان ہولناکیوں کے شہدہ کی دوسری شکل یہ ہے کہ ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں  
 اور ان کے سر پہ اس کا کھلا، لیکن یہ ہے کہ ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے  
 اور پانی کی گہرائی میں لہریں میں سوار کی حالت کا کام کر رہے ہیں اور پانی کی گہرائی  
 جس کے کھلا ہونے کو بھل کر رہا ہے۔ یہ حالت عام ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے  
 ہیں۔ حضور کا جسم میں کے اوجہ ہوتا ہے اور پانی کی گہرائی میں لہریں میں سوار کی حالت کا کام کر رہے ہیں اور پانی کی گہرائی  
 ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے سر پہ اس کا کھلا، لیکن یہ ہے کہ ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے  
 ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے سر پہ اس کا کھلا، لیکن یہ ہے کہ ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے  
 کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے سر پہ اس کا کھلا، لیکن یہ ہے کہ ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے  
 ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے سر پہ اس کا کھلا، لیکن یہ ہے کہ ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے  
 ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے سر پہ اس کا کھلا، لیکن یہ ہے کہ ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے  
 ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے سر پہ اس کا کھلا، لیکن یہ ہے کہ ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے  
 ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے سر پہ اس کا کھلا، لیکن یہ ہے کہ ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے

حضور کا جسم میں کے اوجہ ہوتا ہے اور پانی کی گہرائی میں لہریں میں سوار کی حالت کا کام کر رہے ہیں اور پانی کی گہرائی  
 ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے سر پہ اس کا کھلا، لیکن یہ ہے کہ ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے  
 ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے سر پہ اس کا کھلا، لیکن یہ ہے کہ ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے  
 ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے سر پہ اس کا کھلا، لیکن یہ ہے کہ ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے  
 ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے سر پہ اس کا کھلا، لیکن یہ ہے کہ ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے  
 ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے سر پہ اس کا کھلا، لیکن یہ ہے کہ ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے  
 ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے سر پہ اس کا کھلا، لیکن یہ ہے کہ ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے  
 ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے سر پہ اس کا کھلا، لیکن یہ ہے کہ ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے  
 ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے سر پہ اس کا کھلا، لیکن یہ ہے کہ ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے  
 ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے سر پہ اس کا کھلا، لیکن یہ ہے کہ ان کے ہاتھ بے ہوش ہوتے ہیں اور ان کے





اجسام دیا۔ وہ نوں قاتل پکڑے گئے۔ امرتا تھ بھنڈاری امرتسری سیشن جج کی عدالت میں مقدمہ چلا۔ محمد شفیق کو پھانسی اور محمد احمد کو عبور دریائے شور (کالے پانی) کی سزا ملی۔ بانی گورنٹ میں ایک انگریز جج کے سامنے اپیل ہوئی لیکن سزا بحال رہی۔

اگلے دن نماز جنازہ میں دہلی کی خلقت اٹھ آئی۔ ساٹھ ہزار کے قریب فرزند ان توحید نے جامع مسجد دہلی کے بیرونی میدان میں نماز جنازہ ادا کی اور پھر اس ناخدا، روزگار شخصیت اور عدیم الظہیر خدام قوم کو کولہ فیروز شاہ تغلق، دہلی کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ انا لله وانا اليه راجعون۔

آپ کی شہادت کی خبر آنا فانا پوری دنیا میں پھیل گئی۔ ہر سو تعزیتی اجلاس منعقد ہوئے اور شہید کو بھرپور خراج تحسین پیش کیا گیا۔ بیشتر اس کے کہ ہم مشاہیر کی طرف سے شہید کو خراج عقیدت کی تفصیل درج کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قتل کے بارے میں کچھ روشنی ڈال دی جائے۔ یہ قتل جمعیت علماء ہند نے کر لیا تھا جس کے ثبوت میں ہم غیر متردد دلائل پیش کریں گے۔

مولانا کی شہادت کے بعد جمعیت علماء ہند کے کارکنوں نے مولانا اشرف علی تھانوی کو بھی مسلم لیگ کی حمایت کے جرم میں قتل کی دھمکیاں دیں۔ ذیل میں ہم ایک ایسا خط نقل کر رہے ہیں جس سے اظہر من الشمس ہے کہ مولانا مظفر الدین کا قتل جمعیت علماء ہند کی ہی کارگزاری ہے۔ یہ گمنام خط مولانا اشرف علی تھانوی کو ۱۵ اپریل ۱۹۳۹ء کو ملا تھا۔ لیجئے!

پڑھئے! ”مولانا اشرف علی تھانوی! یہ بات بہت تشویش اور

ہمارے لئے شرم کی ہے کہ کانگریس، جمعیت علماء ہند، احرار اور مو من کانگریس کی تمام کوششوں کے باوجود مسلم لیگ کا قتل تمام ملک میں پھیلتا جا رہا ہے اور آپ نے علماء کے خلاف مسلم لیگ کے موافق فتویٰ دیا ہے جس کا بہت اثر ہوا ہے۔ اب ہماری پارٹی مسلم لیگ کے بددین لیڈروں، مولویوں کو مزاحمت کرنے کے لئے میدان میں آگئی ہے۔ اس لئے آپ کو بھی یہ تاکید کرنی چاہتا ہے کہ آپ ایک ماہ کے اندر اندر اپنا فتویٰ واپس لے لو اور حضرت امیر المومنین مولانا حسین احمد مدنی کا

مسک قبول کر لو اور کنگریس کی حمایت کرو، ورنہ پورا یقین رکھو کہ تم کو بھی مولوی مظہر الدین "الامان" والے کی طرح تیساری خاتہ میں چھڑے سے ذبح کر دیا جائے گا۔ یہ قسمیہ اور ایمانا اطلاع بھیجی جاتی ہے، ایک ماہ کی مدت قیمت جانتا۔ ایک ماہ بعد تمہارے بیان کی انتظاری کر کے ہمارا آدمی روانہ ہو جائے گا جو پستول یا چھڑے سے تم کو قتل کر دے گا۔ پھر مردود بیٹا (جناح) اور بدعتی مولوی بدایونی (مولانا عبداللہ بدایونی) کی باری ہو گی۔ یہ چنخی کوئی دھمکی نہیں ہے۔ فقط کنگریس زندہ رہا، جمعیت علماء ہند زندہ رہا۔" (پروفیسر احمد سعید، "مولانا اشرف علی تھانوی اور تحریک آزادی" مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۷۲ء ص ۱۲۷)۔

(۱۲۸)

مولانا مظہر الدین کی خدمات جلیلہ کا اعتراف کرتے ہوئے بدعتیہ کے مشابہ لیڈران گرام اور علمائے عظام نے ایک مشترکہ بیان جاری کر کے آپ کو پھر پورا خراج عقیدت پیش کیا۔ اور عوام کو آپ کے مشن پر چلنے اور اسے قائم و دائم رکھنے کی اپیل کی۔ ان مشابہ میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں۔ بیگم صاحبہ مولانا محمد علی جوہر، مسیح الملک حسین محمد جمیل خاں دہلوی، سر عبداللہ بارون، ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد، نواب محمد اسماعیل خاں، نوابزادہ لیاقت علی خاں، عزیز ملت سید عبدالعزیز صدر مسلم لیگ صوبہ بہار، نواب صدیق علی خاں سالار آل انڈیا مسلم لیگ نیشنل گلگت، مولانا سبحان اللہ رئیس گھوڑ کھپور، مولانا سید احمد امام مسجد شاہی دہلی، حضرت چیرجی کرار حسین سجادہ نشین درگاہ صابریہ دہلی، مولانا مفتی محمد بان الحق جبل پوری، مولانا عبدالقادر آزاد سبحانی، مولانا عنایت اللہ فرنگی محلی، مولانا صبیح اللہ شہید فرنگی محلی، مولانا شاہ عبد الواحد عثمانی بدایونی، مولانا عبدالحمید قادری بدایونی، مولانا شاہ حسین میاں پھلواری اور مولانا مفتی شاہ محمد مظہر اللہ امام شاہی مسجد قلعہ دہلی دہلی وغیرہم۔

حضرت قائد اعظمؒ نے آپ کے حاشیہ شہادت کی خبر سن کر فوراً یہ لکھ کر یہ بیان

"مجھے مولانا مظہر الدین کے قتل ہو جانے کا بے حد صدمہ"

ہے وہ مسلم لیگ کی عمارت کے اندر ہے۔ "وہ ہے کہ اس کی مسلم  
 لیگ کے کا: کی واقعی جو شہادت کرتے رہے ہیں۔ وہ نے انھوں  
 سے ملے کہ: قال کا فی قصاص، چاہے۔ "کلیتہً لہما" وہ مسلم لیگ  
 "کلیتہً" ان کے اس سنی شہادت کے سلسلے میں انھوں سے "ہے" ان  
 سے کام لیا۔ مسلمانوں اور مسلم لیگ کی بیویوں کو چاہیے کہ وہ لیگ کی  
 کو خود بھیجیں اور "وہ" شہادت کا "کلیتہً" ہیں۔

عربی ملت کے "وہ" شہادت کی طرح اگر حضرت علیؑ کی "وہ" شہادت کی  
 عہد نامہ (۸۹۶ء) لایا جائے تو اس میں تمام قصاصات کی عبارت "وہ" لایا جائے گی اور  
 "وہ" لایا جائے گا۔ اس کی لپیٹا ہے حضرت علیؑ کے "وہ" کے "وہ" سے "وہ" ہیں  
 "عربی ملت" ۱۸۴۳ء مسلم لیگ نے "وہ" لایا ہے۔

وہ "وہ" سے "وہ" ہیں "وہ" شہادت کے "وہ" شہادت کے "وہ"۔  
 "وہ" کا "وہ" سے "وہ" ہیں۔ اس "وہ" "وہ" سے "وہ"  
 "وہ" "وہ" سے "وہ" سے "وہ" سے "وہ" سے "وہ" سے "وہ"  
 میں "وہ" ہیں۔ "وہ" "وہ" سے "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ"  
 "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ"  
 "وہ" کے "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ"  
 سے "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ"  
 "وہ" کے "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ"  
 "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ"

آپ "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ"  
 "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ"

مسلمانانہ کے "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ"  
 "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ"  
 "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ"  
 "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ" "وہ"







میں نہیں جانتے تھے کہ ان کی عمر اس قدر کم ہے کہ ان کے لئے بھی ایسا  
 خطر ہے۔ ان کو یہ ہے کہ میں اس وقت تکسوات نہیں کروں  
 گا۔ کہ میں سوچتا ہوں کہ اگر وہ ۱۵ سال کا ہو گا تو اس کے  
 - میں نے اس کے لئے ایک ہی شے کا خیال کیا ہے۔ کہ اس کا نام اس کا  
 ہی ہونا چاہئے۔ کہ ان کے لئے ہے کہ اس کے نام میں ہونا  
 چاہئے۔

اس کے بعد ان کی زندگی کا یہ ہے کہ اس کے نام میں اس کے لئے ایک ہی شے کا  
 خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا  
 خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا

خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا  
 خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا  
 خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا

اس کے بعد اس کے لئے ایک ہی شے کا خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا  
 خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا  
 خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا

اس کے بعد اس کے لئے ایک ہی شے کا خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا  
 خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا  
 خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا

اس کے بعد اس کے لئے ایک ہی شے کا خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا  
 خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا  
 خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا

اس کے بعد اس کے لئے ایک ہی شے کا خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا  
 خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا  
 خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا خیال کیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایک ہی شے کا





(۱۱۱) ریاض الصلوات میں اہلسنت کا کردار جو کہ مسیحی گروہ کی مطہرہ گراہی ۱۹۸۳ء میں

۱۲۱۱ء میں لکھی گئی اس کا ترجمہ انگریزی میں مطہرہ ۱۹۸۴ء میں

۱۲۱۲ء

(۱۱۲) سیرت النبی کی روشنی میں قرآن مجید کی مطہرہ گراہی علی دوم میں ۱۹۸۴ء میں

۱۲۱۳ء

(۱۱۳) قرآن مجید کی روشنی میں قرآن مجید کی مطہرہ گراہی علی دوم میں ۱۹۸۴ء میں

۱۲۱۴ء میں لکھی گئی اس کا ترجمہ انگریزی میں ۱۹۸۴ء میں

(۱۱۴) قرآن مجید میں مسلم صلوات کی حلقہ قرآن مجید کی حلقہ قرآن مجید کی حلقہ

۱۲۱۵ء میں

(۱۱۵) قرآن مجید کی حلقہ قرآن مجید کی حلقہ قرآن مجید کی حلقہ

(۱۱۶) قرآن مجید کی حلقہ قرآن مجید کی حلقہ قرآن مجید کی حلقہ

۱۲۱۶ء

(۱۱۷) قرآن مجید کی حلقہ قرآن مجید کی حلقہ قرآن مجید کی حلقہ

(۱۱۸) قرآن مجید کی حلقہ قرآن مجید کی حلقہ قرآن مجید کی حلقہ

## مولانا عنایت اللہ فرنگی محلی

مولانا محمد عنایت اللہ بن مولوی شرافت اللہ بن مولوی کرامت اللہ بن مولوی  
 عبدالباق محمد مشائخ بن مولوی سعد الدین کی ولادت باسعادت ۲۳ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ  
 ۲۲ نومبر ۱۸۸۸ء بروز جمعہ المبارک فرنگی محل کھنڈہ میں ہوئی۔ قرآن پاک نواب نصیر  
 اللہ کے تیسرے نواب حافظ عبدالباق سے پڑھا۔ باقی تمام علوم منقول و منقولہ کا حصول  
 مولوی عبدالحزب فرنگی محلی، مولوی نجیب اللہ، خواجہ حسان الدین کھنڈوی، غنی شمس  
 الدین، مولانا عبدالباق فرنگی محلی، مولانا بدایت اللہ (ولور بزرگ) مولانا عبدالباق  
 مولانا عظمت اللہ، مولانا حسین القضاة، مفتی محمد یوسف بن مولوی قاسم تیسرے مفتی محمد  
 یوسف، مولانا عبدالحزب پنجابی شاگرد مولانا عبدالحق خیر آبادی، مولانا عبد الغفار (تیسرے)  
 (رحمہم اللہ)، حکیم حافظ عبدالمولیٰ بن حکیم حافظ عبدالحی کشمیری وغیرہم سے کیا۔ کتب  
 حدیث، مولانا عبدالباق فرنگی محلی سے پڑھ کر سندہ اجازت حاصل کی۔

مولانا عبدالباق فرنگی محلی (۱۸۷۸ء - ۱۹۲۶ء) جب پہلی بار حج مبارک کی  
 سعادت حاصل کرنے کے لئے تھے تو شیخ الداعی سے اجازت حاصل کر لیا اور سید احمد دہلوی سے  
 اجازت حاصل کر کے گئے تھے۔

۱۳۲۵ھ / ۲۰۰۶ء میں سید عبد القادر جموی گیلانی، المعروف نکر پست











آپ کی علمی و ادبی اور سیاسی خدمات کا تذکرہ کرتے ہیں۔  
 "یہ قبر قرابت المسلمون کے ساتھ اپنی چالے گی کہ فرنگی مصل کے ممتاز عالم ۱۸۸۰ء  
 وفات اللہ صاحب فرنگی مصل نے ۱۶ جولائی ۱۸۹۹ء کو، اعلیٰ و فائز ہائی۔ لانا اللہ و لانا اللہ  
 راجعون۔ مرموم اعلیٰ ۲۱، ۲۵، ۲۳ جون کو وفات کے ساتھ بھوپال میں عمر کی ۷۰ سال کی  
 لطیف کے کام میں شریک تھے ۵۵ برس اور ان میں ۵۰ برس تھے، جس کے باعث وہ حتیٰ ان تک  
 وہاں مقیم رہے، اور بہت سی تعلیمات و امور عوامی و تعلیمی کے امور میں بھی ان کی وجہ سے  
 تھے، بھوپال میں مرموم کی تعلیم کے علاوہ کھانا پکانے اور میں بھی ان کی وجہ سے  
 ان کی کے ساتھ کھانا کھا کر آپ کھانا کھا کر مرموم نے مجھ سے کہا کہ میں آپ کی  
 رفعتوں اور خدمتوں کا ذکر یہ ان کے لیے نہیں، ان کی کا کہ میں آپ کو اپنے سے علیحدہ نہیں  
 سمجھتا کہ علم اسلام کے بعد انہوں نے کچھ نہ کئے، یہ تو ان کے ساتھ تھا کہ یہ سلامہ حضرت  
 ان کی سلام ہے۔"

مرموم فرنگی مصل کے خاندان میں سنا ہے مع علوم و فنون بہت باقی رہ گئے تھے،  
 حضرات اور حضرات پان کو یکساں و سحر میں حاصل تھی، مسائل پر وہ جبروت اور باقی ان  
 علم رکھتے تھے، اور وہ میں چارچا اور بیٹ اور ہال پر کیا، سالے لکھے تھے، اور وہ کامیاب کے  
 علماء میں اور ان کے مدرس تھے، وہاں بیات سے بھی ان کی رکھتے تھے، وفات کے بعد مسلم ایک  
 کے کاموں میں حصہ لیتے رہتے تھے، مگر ۵۲ برس کی عمر پائی، اللہ تعالیٰ مرموم کو اپنی  
 رحمتوں سے سرفراز فرمائے۔"

حضرت سیدہ زہراؓ کی مزار پر بی بی نے مندرجہ ذیل چارچا وفات کی۔

بے شک فرنگی مصلیٰ کے تذکرے سے

دانش تھے حضرت سیدہ زہراؓ

بائیں نے یہ عداوتی صدر کی الم لکھ

"یہاں سے مرموم فرما جلت عذابت اللہ"

۱۸۹۹ء

ماخذ

۱) تذکرہ علماء الہند، سیدہ زہراؓ کی مزار پر بی بی نے مندرجہ ذیل چارچا وفات کی۔









”ہا ایک مسلمان تھے قلب و روح کی مسلمانی کے ساتھ۔“

مور یہ بھی سنا ہے کہ جب مسلم لیگ کی حاملہ میں قرارداد تعزیت پیش ہو رہی تھی تو قائد اعظم کے ضبط کا جامد ہو چکا تھا اور حسرت آمیز محبت کی شراب ساغر چشم سے چھٹک چھٹک کر جاری تھی۔ قائد اعظم کی یہ کیفیت عمر میں صرف دوبارہ دیکھی گئی، ایک بار مولانا محمد علی جوہر (ف ۱۹۳۱ء) کی وفات پر، دوسرے اس مرد مومن کی رحلت پر۔ نواب صاحب کو بھی قائد اعظم کی ذات سے ایسی ہی عقیدت و محبت تھی۔

۱۹۳۳ء میں جب قائد اعظم پر جب قاتلانہ حملہ ہوا تو رات کے بارہ بجے نواب صاحب کو یہ سنکوس خبر ملی۔ یہ خبر سننے ہی دل و دماغ پر رنج و غم اور ساتھ ہی شکر و امتنان کی مختلف کیفیات چھا گئیں، آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے، دیکھتے ہی دیکھتے سسکیاں بندھ گئیں۔ جب گھڑی بھرے سحر مطلع کچھ چھٹ گیا تو پاس بیٹھے ہوئے اپنے ایک نہایت ہی مخلص کامران حبیب محمد خاں سے فرمانے لگے:

”خاں صاحب! آپ کیا جانیں قائد اعظم کو، ہمیں معلوم

ہے کہ وہ کیا ہیں۔ اگر آج خدا نخواستہ کچھ ہو جاتا تو ملت اسلامیہ ہند کی لکھتی کو سنبھالے والا تھا بھی کوئی اور؟“

اس کے بعد پھر وہ نے لگے، رات اسی طرح کئی، صبح ہوئی تو پہلی ٹرین سے بمبئی چل پڑے۔ یہ تھا قائد اعظم سے محبت کا عالم۔ اکثر دفعہ آپ نے اپنے ملنے جانے والوں کے سامنے اس امر کا اظہار کیا کہ

”مگر میری، ماقبول ہوتی تو میں التجا کرتا کہ اے اللہ! تو

میرے مر کو لھانے کا قائد اعظم کو مر طویل عطا فرما۔“

حضرت قائد اعظم پر سب سے بڑا حملہ ان کے مغرب زدہ ظاہر پر کیا جاتا تھا، اس کے جواب میں نواب صاحب نے ۱۹۳۳ء میں راولپنڈی میں تقریر کرتے ہوئے (جب کہ انھیں تھکاتے تھے) پہلے قائد اعظم کی قابلیت اور قائدانہ صلاحیتوں کو بہت سراہا اور فرمایا

”مجھے (سوالیہ) کے ساتھ ہی وہاں تک پہنچا، اتنی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ مسلمانوں پر ایسا وقت آئے گا جبکہ لائق و قابل اچھے کرانوں کی، جسمانی کریں گے، میں بیان کرنا بھی ضروری

جانتا ہوں، کیونکہ مجھے ان کے ساتھ رہنے کا موقع ملا ہے وہ فرقہ وارانہ مفہمیت میں رہتے ہوئے ہیں، مجھے آنحضرت ﷺ کی حدیث (ان اللہ لبیظ ینذ هذا الذہر بالاحل الفاجر۔) کی صداقت پر اب پورا یقین ہو چکا اور اس وقت کے مسلمانوں کی حالت اس کی پوری طرح تائید کر رہی ہے۔“

مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے نواب صاحب نے (۱۹۳۸ء تا ۱۹۴۳ء) اور (۱۹۴۳ء تا ۱۹۴۸ء) خدمات انجام دیں۔ وہ ”آل انڈیا مسلمین مسلم لیگ“ کے صدر اور ”آل انڈیا مسلم لیگ“ کے مرکزی قائدین میں سے تھے انہوں نے قائد اعظم کے بڑے بڑے کام انجام دیے۔ سرحد میں سرحدی گاندھی عبدالغفار خاں (۱۸۸۱ء تا ۱۹۸۸ء) کا سحر قوزار جنوب میں۔ اس کمرائی تک مسلم لیگ کاؤنکا بنایا۔ لاہور کا وہ تاریخی جلسہ (مارچ ۱۹۴۰ء) جس میں ”قرارداد پاکستان“ پیش ہوئی اس کی کامیابی کی سرانواب صاحب کے سر پر ہے۔ آپ نے اس اجلاس کی آخری نشست سے خطاب فرماتے ہوئے واقعات اور تاریخ کی روشنی میں کن حقائق کی پوری وضاحت کے ساتھ نشاندہی کی تھی کہ اسلامیان ہند نے تقسیم ملک کی قرارداد کو کیوں اور کس لئے پیش کیا ہے، آپ کی تقریر کے دوران کامل سکوت تھا اور آپ تمام مجمع پر چھائے ہوئے تھے، آپ کی تقریر نے کچھ ایسا جادو کیا کہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہو گئی۔ آپ کی اس تقریر کے بعد قائد اعظم کھڑے ہوئے اور فرمایا:

”بہادر یار جنگ کی تقریر کے بعد کسی اور شخص کا کچھ بولنا

بہت بڑی غلطی ہے۔“

اور اجلاس فوراً ہی برخاست کر دیا گیا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ گراچی دسمبر ۱۹۴۳ء میں آپ نے

خطاب کرتے ہوئے ارشاد کیا:

”سن لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ جس سیاست کی بنیاد کتاب اللہ اور

سنت رسول اللہ پر نہیں ہے وہ شیطانی سیاست ہے۔ میرے دوست ا

جسمانی ناپاکی دور ہو سکتی ہے لیکن ذہن و فکر اور قول و عمل کی ناپاکی وہ

گندگی ہے جس کو وہ مٹانے کے لئے خدا نے انبیاء جیسی ہستیاں پیدا کی

تھیں، کیا ان ناپاکیوں کا مرکز بن کر، جھٹ کور و مہر کا شعار بنا کر،



کمر قریب میں جھک کر، علم و استبداد کو جاری رکھ کر، ہم یہ توقع کر سکتے ہیں کہ "سریاک ہیں" اور اگر ہم ان گندگیوں سے پاک نہ ہوئے اور ہمیں ہندوستان کے دونوں شمالی گوشوں میں خود مختار حکومتیں مل بھی سکیں تو کیا وہ پاکستان کھلانے کی مستحق ہوں گی؟

پاکستان بننے کی اس کوشش کو آج سے شروع کرو اور یاد رکھو کہ نہ صرف پاکستان میں رہنے کے لئے پاک بننے کی ضرورت ہے بلکہ پاکستان کے حصول کے لئے بھی پاک بننے کی ضرورت ہے۔ مگر فریب کی سیاست، طالبان پاکستان کی سیاست نہیں ہو سکتی، آپ کی کونسل آف ایگمنٹ کا سب سے پہلا طریقہ یہ ہو گا کہ پاکستان کی جنگ لڑنے والے سپاہیوں کو آج سے پاک کرنا شروع کرے، مگر آہ! یہ ایک حقیقت ہے کہ سپاہی اس وقت تک پاک نہیں ہو سکتا جب تک کہ ایک ایک سپہ سالار پاک نہ ہو جائے۔ سن لو اور یاد رکھو! اسلام کے عہد آخر کا سب سے بڑا منظر کیا کہہ رہا ہے۔

ظلم ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو  
کچھ باتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی  
درا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ  
ہو جس کی طبیعت میں ہوئے اسد الہی  
اور اللہ پس پر چلئے، انوں کی طرف متوجہ ہو کر:

اے طاغوت! ہوتی اس رزق سے موت اچھی

جس رزق سے قتل ہو پرانا میں کو تاشی

لوہ صاحب، حیدر آباد دکن کی، علیا ہونے کے سبب مسلم لیگ کے دکن نے تھوڑی دیر پہلے کے وقت اس کی کاروائیوں میں حصہ لیتے تھے لیکن مسلم لیگیوں میں بغیر اس کاروائی کے جو کہ اس وقت میں عزم و یقین کو راج کرنے اور حصول پاکستان کے لئے اس وقت کی دہائی کے لئے آپ ہی یہ افرمایا کرتے تھے، اور اب کو تیار کر کے مسلم لیگ کے جو کہلی ٹاپوں میں اسے اور قوم قاتالی میں کر پڑے جس کی کاروائی لیتے

اور جب پوری کارروائی ختم ہو جاتی اور قانونی حیثیت سے جلسہ درخواست ہو جاتا تو قائد اعظم کے حکم سے خود اجلاس عام کو مخاطب کرتے تھے۔ لیکن عوام کیلئے تو کارروائی کا اختتام ہی جلسہ کا آغاز ہوتا تھا۔ آدھ پون گھنٹہ نہیں تین تین گھنٹہ تقریر ہوتی اور مجمع میں سے کوئی شخص انگڑائی تک نہ لیتا، تاثیر کا وہ دریا بہتا کہ لوگ ان کے ہاتھ میں ایک آلہ بے جان بن جاتے۔ یہی وجہ تھی کہ جب انہوں نے مسلم لیگ کی "دس لاکھ کی اپیل" کے سلسلے میں مسلمانوں کو مہنجوڑ شروع کیا تو ایک گھنٹہ کے اندر (الہ آباد کے سالانہ جلسہ میں) ہزاروں روپیہ نقد، ہزاروں کے وعدے اور زیورات کا ذخیرہ لگ گیا۔ یہی کیفیت کراچی کے جلسہ میں بھی دیکھی گئی۔

اسی طرح دہلی کے سالانہ جلسہ میں قائد اعظم نے نواب صاحب سے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ اس جلسہ کے اخراجات، جس کا تخمینہ ایک لاکھ ہے، اسی جلسہ سے پورے ہو جائیں، میں نے اپیل کی تھی لیکن اب تک صرف چند ہزار جمع ہوئے ہیں۔

جلسہ کا آخری روز ہے، کارروائی ختم ہو چکی، درخواست کا اعلان ہو چکا، لوگ بجائے اٹھنے کے سنبھل کر بیٹھنے لگے، اشتیاق سے ڈاکس کی طرف نظریں اٹھنے لگیں، کس کا انتظار ہے؟ وہی قائد ملت نواب بہادر یار جنگ کا! قائد اعظم نے اعلان کیا کہ "اب نواب صاحب تقریر فرمائیں گے۔" مسرت و حیات کی ایک لہر دوڑ گئی۔ قائد اعظم پہلے ہی اشارہ کر چکے تھے، پاکستان کی اہمیت و افادیت پر گفتگو ختم ہوئی اور نواب صاحب نے مسلمانوں کی معمولی کمزوریوں کا شمار شروع کیا اور یہ فرمایا کہ:

"جو مال کا ایثار نہیں کر سکتے وہ جان کیادے سکیں گے۔"

یہ سننا تھا کہ روپوں اور چیزوں کی بارش ہو نے لگی، قائد اعظم نے اعلان فرمایا کہ "میں صرف نقد لوں گا۔" صبح جب حساب لگایا گیا تو سوالا کھڑے رقم وصول ہو چکی تھی۔

صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کے استحکام کیلئے جان جوگھوں میں ذال کر کام کیا۔ سرحد مسلم لیگ کے صدر سردار اورنگ زیب خاں (۱۸۹۲ء - ۱۹۵۷ء) اور قاضی محمد عیسیٰ صدر مسلم لیگ بلوچستان (۱۹۱۳ء - ۱۹۷۶ء) ہمارے تھے۔ سرحد میں فقیر ایسی (۱۹۰۱ء - ۱۹۶۱ء) کی ہولناک سرگرمیاں پورنی، جشت، انگیزی سے جاری تھیں، سرحد کی لوگوں پر ستر کرنا موت کی راوی چلنے کے مترادف تھا، ایسی پرخطر حالت میں بھی عظیم

مسلم لکھی موٹر چلے رہے تھے، قاضی احمد جی موٹر چلا رہے تھے، کوئی شخص ایک کوئی  
 جگہ سے اس کا پورا کچھ قاضی جیسی تھے، شیر دل بہادر یار جنگ نے موقع کی نزاکت کو محسوس  
 کر کے قاضی جی کے ہاتھ سے اسٹیئرنگ لینے کی کوشش کی، قاضی صاحب، نواب صاحب  
 کی رائی کو اپنی جان سے زیادہ عزیز اور گراں قدر سمجھتے تھے اس لئے وہ اسٹیئرنگ چھوڑنے پر  
 آمادہ تھے، نواب صاحب کا کہنا تھا کہ قاضی صاحب کی جان زیادہ قابل قدر ہے، غرض باہمی  
 دیکھ کر اس انگلیش میں نواب بہادر یار جنگ غالب آ گئے، وہ اب موٹر اللہ کے ایک بہادر سپاہی  
 کے ہاتھ میں تھی اور فرار کے پھرتی ہوئی پہلی بار ہی تھی کہ ایک شخص نے موٹر روکنے کا  
 اشارہ کیا، موٹر کی وہ قریب آیا اور اس نے پوچھا، ”آپ میں بہادر یار جنگ کون ہے؟“  
 نواب صاحب نے اپنے سینہ کی طرف ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، ”میں“۔ اس نے  
 تھکان میں چل کر بات کرنے کی خواہش کی اور بتایا کہ فقیر ایسی کا پیام سناتا ہے، ساتھیوں نے  
 بہادر یار جنگ کو منع کیا کہ ہرگز اس شخص کی بات کو نہ مانیں، مگر بہادر یار جنگ بے غور اس  
 شخص کے ساتھ چلے، اس شخص نے ملحدی میں بولے نواب و احترام سے عرض کیا  
 ”انتہی نے آپ کو مقام کہا ہے اور یہ پیغام بھیجا ہے کہ ہمیں  
 آپ کی یہاں تشریف آوری کی اطلاع تھی، اس لئے آپ کے سفر کے  
 انتظامات کر دیئے گئے ہیں، آپ جہاں جہاں سفر کرنا چاہیں ہمیں  
 اطلاع دے، اسے تاکہ حفاظتی انتظامات کر دیئے جائیں۔“

یہ تھی کرامت قائد ملت نواب بہادر یار جنگ کی، بھول جلیں۔

جہ میں چلوں تو مایہ بھی میرا نہ ساتھ دے

جہ تم چلو، زمین چلے، آسمان چلے

اب کیا تھا، آج گزرا ہو چکی تھی، قائد ملت کی زبان نے اہل سرحد کے لوگوں کو  
 سزا کر لیا اور یہی مسلمان ایک کا قتل تھا، یا پھر ایسا تھا کہ جب انتخابات ہونے تو اسی سرحد  
 میں جہاں مسلمان ایک کا کام لینا حرام تھا، ایک ہی ایک کی کامیابی رہی۔

نواب صاحب کو مطلق رسول اللہ ﷺ سے اخلاص تھا، کچھ بھی حق کی اصل پہنچی  
 تھی، اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہایت کمر بستہ رہا کرتے۔ سکا تیب بہادر یار جنگ کے مطابق  
 سے مسلمان یہ ہے کہ خواجہ حسن لدھیانوی (۱۸۷۱ء - ۱۹۵۵ء) کے میر لکھنؤ صاحب







وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے

(۱۵) ۱۳۰۰ هجری قمری میں لکھی گئی۔ ۱۳۰۰ ہجری قمری میں لکھی گئی۔

(۱۶) ۱۳۰۰ ہجری قمری میں لکھی گئی۔ ۱۳۰۰ ہجری قمری میں لکھی گئی۔

(۱۷) ۱۳۰۰ ہجری قمری میں لکھی گئی۔ ۱۳۰۰ ہجری قمری میں لکھی گئی۔

(۱۸) ۱۳۰۰ ہجری قمری میں لکھی گئی۔ ۱۳۰۰ ہجری قمری میں لکھی گئی۔

۱۳۰۰

(۱۹) ۱۳۰۰ ہجری قمری میں لکھی گئی۔ ۱۳۰۰ ہجری قمری میں لکھی گئی۔

(۲۰) ۱۳۰۰ ہجری قمری میں لکھی گئی۔ ۱۳۰۰ ہجری قمری میں لکھی گئی۔

۱۳۰۰

(۲۱) ۱۳۰۰ ہجری قمری میں لکھی گئی۔ ۱۳۰۰ ہجری قمری میں لکھی گئی۔

(۲۲) ۱۳۰۰ ہجری قمری میں لکھی گئی۔ ۱۳۰۰ ہجری قمری میں لکھی گئی۔

(۲۳) ۱۳۰۰ ہجری قمری میں لکھی گئی۔ ۱۳۰۰ ہجری قمری میں لکھی گئی۔

۱۳۰۰

(۲۴) ۱۳۰۰ ہجری قمری میں لکھی گئی۔ ۱۳۰۰ ہجری قمری میں لکھی گئی۔

۱۳۰۰





اور سی کام میں معرفت عرفان الہی کے لئے بے باپ کھڑے ہیں اور پند و نصائح میں سعدی اور  
سابقہ شاعر کی کاتھن پاتا جاتا ہے جس کی وجہ سے آپ کے کام پر فن پر وہی شاعری کا گمان  
ہوتا ہے۔

پند و نصائح کا خط ہوں۔

بیادِ لعلان و شادیت کہ چوں شام است چوں شام است  
میں لعلی است ہمارا کہ ہر کام است اور کام است  
اور ہر مطلب و ساقی سے اور ہر حال و ہر حال  
بہار ہمارا تو نہ نکلتا ایام است ایام است  
کہ ایک عہدِ اعلیٰ تو اوجہ فی رجا و چوٹی دریا  
کہ تو ہر کی ہر نہ ہو صدم است اسلام است  
معنی ہر شے آپ کے رنگ و ریخت میں سلیمان و اقبال آپ کی ایک ہی شہسواری کا  
نور ہوا ہے اور اس کی تصدیق کے لئے شامِ خال ہے۔ ملاحظہ ہو۔

”نورِ شعلہ محشر چوں کہ خدائے کبر کا درد و سلام ہو۔“

نورِ ایمان کے نور سے پیدا ہوئی اور تمام جہاں ان کے چہرے سے منور ہو۔

اسٹان کی خیر الامم ہے اور خدا تعالیٰ نے انہیں خیر البشر کہا ہے۔

ان لوگ کی صدمہ قدسی کی رو سے وہاں لیں ہیں۔

اور آئینہ خاتم کی رو سے وہ نورِ خیر ہیں۔ آخر (میں پیدا ہونے لگا۔

ان کا لقب سید المرسلین ہے۔ ان کے نام پر مکرر سلام ہو۔ ان کے چہلچراہوں کے

چار شہاں ہیں اور ان میں سے ہر ایک شرعِ نور کا سہرا ہے۔ اسے نبی ﷺ آپ پر اور

سلام اور اس شعلہ محشر آپ پر سلام ہو۔

عہدِ اعلیٰ کا فاتحہ نور آپ کا گریبان ہے (یعنی و صلوات ہوں) کہ اسے سنتِ اعلیٰ

اگر تہذیب و عقل ہے اور زاور و مقتدا ہے۔“

عالمِ اعلیٰ خدائے تحریک پاکستان میں صبرِ پورا، صبرِ لیل و چستان میں مسکن

ایک کا تمام ۱۹۳۹ء میں دارل فاضلہ کھڑی تھی (۱۹۱۳ء۔ ۱۹۳۹ء) نے حضرت قائدِ اعظم

(۱۸۷۷ء۔ ۱۹۴۸ء) کے مرشد بن مسکن ایک خط چستان کی ہانگ اور (سید علی احمد) کا

عبدالعلی نے سب سے پہلے قادم رکنیت پر کیا۔ چنانچہ قاضی محمد حبیبی کامیاب ہوئے کہ :  
 ”میرے ہاتھوں پہلا شخص جس نے بلوچستان میں مسلم لیگ کی ممبری قبول کی وہ مرحوم اخوند زادہ عبدالعلی خاں تھے۔ علاوہ  
 انہیں جدوجہد میں جو دورہ میں نے مسلم لیگ کے قیام کے لئے کیا،  
 مرحوم ہاتھ نہ ڈال دے میرا ساتھ دے۔“

۱۰۔ ۱۱ جون ۱۹۳۹ء کو کوئٹہ میں پہلی مسلم لیگ کانفرنس منعقد ہوئی تو اخوند  
 زادہ نے اس کی کامیابی و کامرانی کے لئے ہر پور کام کیا۔ اپریل ۱۹۴۰ء میں قاضی محمد حبیب  
 صدر بلوچستان مسلم لیگ کی ولایت پر مجاہد تحریک پاکستان مولانا عبدالحامد بدایونی  
 (۱۸۹۸ء - ۱۹۷۰ء) نے بلوچستان کا دورہ کیا تاکہ مسلم لیگ کے کام کو آگے بڑھایا جاسکے۔  
 ۱۱۔ اپریل کو جب مولانا بدایونی، کوئٹہ پہنچے تو بلوچستان کے مشہور مسلم لیگی لیڈروں اور  
 کارکنوں کے رابطے اسٹیشن پر شاندار استقبال کیا۔ اخوند زادہ عبدالعلی خاں بھی پیش پیش  
 تھے۔

۲۶ جون ۱۹۴۳ء کو حضرت قائد اعظم نے کوئٹہ کا دورہ فرمایا تو اخوند زادہ نے  
 کوئٹہ رابطے اسٹیشن پر زبردست استقبال کیا۔ ہزاروں لوگوں نے فلک و کاف افرے لگائے۔  
 سب سے پہلے اخوند زادہ نے وجہ کر قائد اعظم کو خوش آمدید کہا اور چند اشعار بھی پیش کئے۔  
 انہوں نے کہ وہ اشعار استقبال نہیں ہو سکے۔ ان کے ایک شعر کا مفہوم کچھ یوں ہے :-  
 ”میرے وطن کا ہر کانٹا میرے لئے پھول کی طرح نرم و  
 نازک ہے لیکن اس کا ہر پھول، وطن دشمنوں کے لئے خار و لہر کی مانند  
 ہے۔“

اس کے بعد جب قائد اعظم کا شاندار جلوس جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوا تو اخوند  
 زادہ صاحب راجا کا اعظمی منار کے ساتھ ساتھ پیدل جلسہ گاہ پہنچے۔ پھر وہ قائد اعظم کی  
 جنازہ سے انگریزی میں خطاب فرما رہے تھے تو اخوند زادہ نے لگے۔ ان کے ساتھی  
 نے ان کے شاندار بیانیہ کی (۱۹۷۰ء) نے میرے زادہ کو گر پڑھا۔ ”آپ انگریزی تو  
 کچھ نہیں کہتے کمال ہیں۔“ ”اب ہاں۔“ اس شخص کی آواز سے اس کے دل کا دورہ مچا  
 گیا۔ اس نے مجھے حشر کر دیا۔ ”مسلم لیگ سے آپ کی محبت آپ کے لئے اس قدر

تے ظاہر ہے۔

”مسلم ایک اتفاق و اتحاد کی علامت ہے اور اس لحاظ سے یہ

جماعت ہمارا دین اور ہمارا ایمان ہے۔“

آپ کی رخصت ایک سال کی ملاقات کے بعد ۱۶ شوال ۱۳۶۳ھ مطابق ۳

اکتوبر ۱۹۴۲ء بروز منگل ہوئی۔

حضرت صاحبِ بیداری ثم کراچی نے مندرجہ ذیل قطعہ تحریر کیا۔

ہوئے آہ وہ آج دنیا سے رخصت جو شاعر بھی تھے عالم ہیں بھی لائیں  
کو مصرعِ سالِ فہمِ ان کا صباہ ”ہیں پلنت میں جا کہہ عبدالحی خاں“

۱۹۴۲ء

### ماخذ

(۱) ”جدوجہد آزادی میں بلوچستان کا کردار“ از ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء

ص ۲۳، ۲۵، ۲۹، ۵۰، ۱۰۱، ۱۳، ۳۱۔

(۲) ”بلوچستان میں فارسی شاعری“ از ڈاکٹر انعام الحق کوثر مطبوعہ کوئٹہ ۱۹۶۸ء ص

۲۰، ۲۲، ۲۳۔

(۳) ”جوئے کوثر“ از ڈاکٹر انعام الحق کوثر مطبوعہ کوئٹہ ۱۹۷۶ء ص ۳۷۔

(۴) ”نبی کریم ﷺ کا ذکر بلوچستان میں“ از ڈاکٹر انعام الحق کوثر مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء ص

۲۳، ۲۸، ۲۹، ۳۱۔

(۵) ”پشتو میں سیرتِ انبیاء“ از جی۔ فیض صاحبزادہ حمید اللہ مطبوعہ کوئٹہ ۱۹۸۷ء ص ۳۱۔

(۶) ”سرورِ کونین ﷺ کی منک بلوچستان میں“ از ڈاکٹر انعام الحق کوثر مطبوعہ کوئٹہ ۱۹۹۷ء

ص ۲۳، ۲۵، ۲۶، ۲۸۔

(۷) ”تقریمِ بھاری، صیوسی“ از ابو النصر محمد خالدی، محمد احمد خان مطبوعہ کراچی طبع سوم

۱۹۷۳ء ص۔

(۸) ”شہدائے جہاد و شہادتِ پاکستان“ اسلام آباد پبلیکیشنز پبلیشنگ ہاؤس ۱۹۹۷ء ص ۴۴۔

۲۵، ۲۶، ۲۷۔

(۹) ”بلوچستان آزادی کے بعد“ از ڈاکٹر انعام الحق کوثر مطبوعہ کوئٹہ ۱۹۹۷ء ص ۸۸، ۸۹۔







ہر جہت سے وہی ایک کرہ ایک سہی ہر جہت کی

اور ان کے ہر جہت سے ایک سہی ہر جہت کی  
ہر جہت سے ایک سہی ہر جہت کی  
ہر جہت سے ایک سہی ہر جہت کی  
ہر جہت سے ایک سہی ہر جہت کی  
ہر جہت سے ایک سہی ہر جہت کی  
ہر جہت سے ایک سہی ہر جہت کی  
ہر جہت سے ایک سہی ہر جہت کی  
ہر جہت سے ایک سہی ہر جہت کی

۱۸۲۰ء

ماخذ

- (۱) ایک کرہ ایک سہی ہر جہت کی ۱۸۲۰ء میں لکھا گیا
- (۲) ایک کرہ ایک سہی ہر جہت کی ۱۸۲۰ء میں لکھا گیا
- (۳) ایک کرہ ایک سہی ہر جہت کی ۱۸۲۰ء میں لکھا گیا
- (۴) ایک کرہ ایک سہی ہر جہت کی ۱۸۲۰ء میں لکھا گیا
- (۵) ایک کرہ ایک سہی ہر جہت کی ۱۸۲۰ء میں لکھا گیا
- (۶) ایک کرہ ایک سہی ہر جہت کی ۱۸۲۰ء میں لکھا گیا
- (۷) ایک کرہ ایک سہی ہر جہت کی ۱۸۲۰ء میں لکھا گیا
- (۸) ایک کرہ ایک سہی ہر جہت کی ۱۸۲۰ء میں لکھا گیا
- (۹) ایک کرہ ایک سہی ہر جہت کی ۱۸۲۰ء میں لکھا گیا
- (۱۰) ایک کرہ ایک سہی ہر جہت کی ۱۸۲۰ء میں لکھا گیا







کے دفاع کے لئے یکجا ہو سکے۔ شریعت کا حوالہ دیتے ہوئے مولانا نے کہا کہ ہندوستان جیسے ممالک جو اسلام کے کنٹرول سے نکل چکے ہیں۔ ان ممالک میں خلیفہ کو اپنے نمائندے بھیجنے چاہئیں جو انہیں صحیح راستہ دکھا سکیں۔ انہوں نے یہ امید ظاہر کی کہ جمعیت العلماء اس کی کوپورا کرنے کی کوشش کرے گی۔

ہندوستان کے سیاسی مسائل کا ذکر کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ ترک مولات نے ہندوستانیوں کو کافی بیدار کر دیا ہے۔ انہوں نے کونسل پر قابو پانے کے تحیل کا تمسخر اڑایا اور کہا کہ یہ ملک و قوم کے پیر کو ضائع کرتا ہے۔ کانگریس کے امیدوار کونسلوں میں موجودہ امیدواروں سے زیادہ کچھ حاصل نہ کر پائیں گے اور گورنمنٹ کو کونسل کے ذریعے مفلوج کر دینے کی گفتگو اتنی ہی بے معنی ہے جتنی کی سوراج کو تین مہینے میں حاصل کرنے کا وعدہ۔“

اگست ۱۹۲۸ء میں نرورپورٹ سامنے آئی جس میں مسلمانوں کے حقوق کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ پنجاب اور کھل کے ہندوؤں نے اس رپورٹ کی دل و جان سے حمایت کی اور مسلمانوں کی مخالفت کا طوفان کھڑا کر دیا۔ رپورٹ میں سفارش کی گئی تھی کہ ایک مضبوط مرکزی حکومت ہو اور جسے صوبوں کے دستور کا اہتمام کرنے کا پورا اختیار ہو۔ اور جدا گانہ انتخابات کو سخت مضرت قرار دیا گیا۔ یہ رپورٹ دسمبر ۱۹۲۸ء میں ”آل پارٹیز“ کے تیسرے اجلاس کلکتہ میں پیش ہوئی۔ مسلم لیگ حیثیت اسلامی سیاسی جماعت کے شریک ہوئی۔ قائد اعظم کی ہدایت پر مسلم لیگ کے نمائندوں نے ترمیمات پیش کیں مگر ہندو صاحبزادے و بڑے کانگریس نے کان بھی نہیں دھرے۔ اب مسلمانوں کی آنکھیں کھل گئیں۔ مسلم لیگ نے ندرست مخالفت کی۔ دیگر ہندوؤں کے ساتھ مولانا عبدالرزاق نے بھی نرورپورٹ کے نتیجے کو کھینچ کر رکھ دیا۔ تیسرا ہی سال ”آل انڈیا خلافت کانفرنس“ کلکتہ کی مجلس استقبالیہ کے چیمبر میں بھی ہوئی۔

۱۹۲۹ء میں جمعیت علماء ہند نے نرورپورٹ کے مسئلے پر کانگریس کی حمایت کی تو مولانا عبدالرزاق نے اس جماعت کی اسامیہ شہنشاہ اور ہندو نواز کی پوری طرح عیاں ہو گئی۔ علی

وجود کو خطمے میں دیکھ کر آپ نے بھی، غیر انورین اہلسنت مثلاً شاہ محمد سلیمان چغتائی  
 (۱۸۵۹ء - ۱۹۳۵ء) مولانا محمد علی جوہر (۸ - ۱۸ - ۱۹۳۱ء) مولانا محمد عمر احمد  
 (۱۸۸۳ء - ۱۹۵۸ء) مولانا حسرت موہانی (۸ - ۱۹ - ۱۹۵۱ء) مولانا شہزادہ قاضی  
 (۱۸۸۰ء - ۱۹۳۳ء) مولانا شاہ محمد فاضل آبادی (۸ - ۱۹ - ۱۹۳۰ء) مولانا محمد امجد  
 بدایونی (۷ - ۱۸ - ۱۹۳۱ء) مولانا قطب الدین عبدالحق فرنگی نئی (۶ - ۱۸ - ۱۹۵۵ء)  
 مولانا غلام بھیک نیرنگ (۶ - ۱۸ - ۱۹۵۲ء) مولانا نذیر احمد فہمی (۶ - ۱۸ - ۱۹۳۶ء)  
 مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی (۳ - ۱۸ - ۱۹۵۳ء) مولانا عنایت اللہ فرنگی نئی (۸ - ۱۸ - ۱۹۸۸ء)  
 (۱۹۳۱ء) مولانا مظہر الدین شیر کوٹی (۸ - ۱۸ - ۱۹۳۹ء) مولانا عبدالقادر آبادی  
 (۵۸ - ۱۸ - ۱۹۳۰ء) اور مولانا محمد شفیع دہلوی (۹ - ۱۸ - ۱۹۳۹ء) وغیرہم کے ساتھ  
 جمعیت علماء ہند کو خیر باد کہہ دیا۔

جمعیت علماء ہند سے مستعفی ہونے کے بعد مولانا عبدالرؤف نے مسلم لیگ میں  
 شمولیت اختیار کر لی اور پھر بعد ازاں جمعیت علماء اسلام کی رکنیت بھی اختیار کر لی اور اس  
 طرح وہ کھال کی اسلامی سیاست پر بہت اثر انداز ہو گئے۔ انہوں نے جمعیت علماء ہند کے  
 منقوف کی خوب تردید کی اور رائے عامہ کو مسلم لیگ کے لئے بہول کیا۔ جولائی ۱۹۳۷ء میں  
 کلکتہ ہوڑا ضلع مسلم لیگ کے صدر چنے گئے اور جازیت (فروری ۱۹۳۸ء تک) اس صدر  
 فائز رہے۔

نومبر ۱۹۳۵ء میں کلکتہ میں ایک عظیم الشان علماء کا غم فیس ہوئی جس میں مولانا  
 آزاد بھائی (۷ - ۱۸ - ۱۹۵۵ء) اور دوسرے مقتدر علماء نے ایک قرارداد کے ذریعے مسلم  
 دھرموں سے اپیل کی کہ مسلم لیگ کے نمائندے کے ساتھ کسی دوسرے نمائندے کو دست دینا  
 اتحاد ملت، مفاد ملت اور وقار اسلام کے خلاف ہے کیونکہ پاکستان کے سوال کا یہ فیصلہ  
 ملک ان انتخابات کے نتائج پر مبنی ہے۔ اس قرارداد کو منظور کرانے میں مولانا عبد الرؤف  
 فیض پیش تھے۔

دسمبر ۱۹۳۵ء کے انتخابات میں کھال میں مرکزی اسمبلی کی کل چھ مسلم نشستیں  
 تھیں جو سب کی سب مسلم لیگ نے حاصل کر لیں۔ فروری ۱۹۳۶ء میں کھال اسمبلی کی ۱۱۵  
 مسلم نشستوں میں سے ۱۱۲ نشستیں مسلم لیگ نے جیت کر ۹۳ فیصد اسمبلی میں اس کے

کاغذ کی کوہرطہ ہیرے میں ڈال دیا۔ ان انتہا بات میں مولانا عبدالرافق نے مسلم اپنی  
اسیادوں کی حمایت میں تن من و صمن کی بازی لگادی۔ کفن کی یہ سر قزو شاہ کوہر طہ  
خدا مت بھی بھی فراموش نہیں کی جائے گی۔

سیاحان و قاصدین کو رہنما پایہ طیب دہلے کے مولانا عبدالرافق اعلیٰ پائے کے  
مصنف ہیں تھے۔ ان کی تصنیفات میں سب سے اہم کتاب "اصح المسیر فی پرتغالیہ البحر" ہے  
جس کا پہلا ایڈیشن ستمبر ۱۹۳۲ء میں شائع ہوا تھا۔ دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۲ء میں کراچی سے  
طبع ہوا ہے۔ اس کتاب کی ہندوستان کی اسیں مسلمان مل سکی۔ ۲۰ فروری ۱۹۵۳ء  
۱۹۵۳ء بروز جمعہ ۱۰ ربیع الثانی یہ متنازعہ مولانا عبدالرافق اعلیٰ پائے کے مولانا  
کھتہ میں اپنے ذوق حقیقی سے جامہ لایا۔ کتب خانہ کے قبرستان میں آگری تمام کاغذیں۔

میں نے بیویوں کے نکاح کیسے کیسے

ان میں کھائی آہیں کیسے کیسے

کتاب طارق سلطان پوری نے یہ قصہ ۲۰ سال کما۔

"کتاب عزیمت و عظمت"

۱۹۳۸ء

پاسے کاظم جزیلی ان کا خدا سے بعد سرگ

کر گیا ہے نہایت میں جو کار پاسے خوب

ان کا سال وصال ۱۰ ربیع الثانی نے طارق سے کما

"جو کہ تعلیم و عظمت والہ محبوب وہ"

۱۳۶۷ء

طارق اور ایک عمر طارق قسوری نے بھی ان کی تاریخ مکی۔

"علم پرور شخصیت"

۱۹۳۸ء

امام ذی، خیر عبدالک، والا پوری، علم ای ہیں

عمر طارق، طارق، ان کا سال وصال ۱۰ ربیع الثانی

قوم کے دور مند نے اکثر انہی کے قوم پر قریب  
 سال رطت کا یوں کہ صادق  
 "میرزا فیل" صاحب انہی

۱۹۳۸ء

ماخذ

(۱) "پارہ فطاک" از سید سلیمان ندوی مطبوعہ کراچی ۱۹۵۵ء ص ۱۰۰-۱۰۳ء

(۲) "سیاحی کتب" از شمس الرحمن "امام" محمد علی جوہر (مترجم) ناظمی و سکران شاہجہانپوری  
 مطبوعہ کراچی ۱۹۷۹ء ص ۲۸-۲۹

(۳) "جہان ہند پاک" از مولانا محمد تقی احمد بٹل پبلسی مطبوعہ کراچی ۱۹۷۲ء ص ۱۱۹

(۴) "جمعیت علماء ہند" جلد اول از پروفیسر مولانا محمد اسلم مطبوعہ قزوین ۱۹۸۰ء ص ۱۳۸-۱۳۹

(۵) "جامع اردو" (۱) یقویا پینا "جلد دوم" مطبوعہ شیخ غلام علی دین سنو لکھنؤ ۱۹۸۹ء ص ۴۹۱

(۶) "عظیم کام" عظیم تحریک "جلد اول اردو مقرر ایڈیٹ" مطبوعہ مکتب ۱۹۸۳ء ص ۳۰۸-۳۰۹

(۷) "مکتب گرائی پنجاب پروفیسر محمد اسلم سابق صدر شعبہ تہذیب و تمدن علی گڑھ  
 ۱۹۷۲ء فروری ۱۹۹۸ء

(۸) "تحریک پاکستان اور تعلیمت علماء" از محمد رفیع حبیب اللہ مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء ص ۳۴۳

(۹) "تحریک پاکستان" میں صوفیہ سرحد کا حصہ پروفیسر محمد شفیع صاحب مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء  
 ص ۱۹۹-۲۰۸



آپ ممتاز عالم دین، مہمور عجیب طرز پر بات، صاف دلوں کے مقررہ پتہ پر پہنچا دیں، غلط  
پہنچا دیں، غلط تو ان کو اور پتہ بتا دیا کرتے تھے۔ تو ایک غلطی، نہ میں تو ایک  
غیر مقررہ پتہ پر پہنچا دیں میں آپ کی خدمات آپ کے لئے کے قابل ہیں۔

تقریباً ۱۹۱۹ء (۱۳۳۸ھ) کے دور میں مشرقی ہندو مسلم جمہوریہ بن گیا۔  
 بعد ازاں مسلم تحریکات اس سہ جنگ فتنے کے بعد مختلف طور سے ابھرنے لگیں۔  
 ہندوؤں کی خواہش تھی کہ مسلم اتحاد و نظام کا خاتمہ کیا جائے۔ اسے موقع ہندوؤں کو  
 کامیابی دے گا۔ مسلمانوں کی رہنمائی فرما لے۔ آپ نے اس موقع پر ارشاد کیا۔

حکومت اسلامی کی چلی اور پالی اور مقبوضات کے بارے میں

جلیہ نہایت اسی نام کے مسطروں کے ہاتھوں سے لکھ دیئے گئے ہیں۔

پھر اپنے گاہکوں کی چھیڑ چھاڑ سے زیادہ غور کیا، جو ان کی شہرت

کریں ہے اور اس صورت کا جس قدر بھی ہو، ہم سے ملے۔

(۱) خیر سے خیر ہے۔ کسی خیر کا خیر نہیں کہ بددعاؤں کو مسترد کر دے۔

ایک نوجوان کو خبر پڑ کہ وہ چاہے، رات کو اچھی سو جاوے گا۔

کہتے ہیں، ان لوگوں کے ساتھ متعلق ہو کر چلنا ہے اور سب سے

ہوتے، مسلمان آگے ہوتے ہی یہ لوگ کے ساتھ جاکر آئیں گے

اور اللہ کے قے جو تھا لیکن اللہ کے قے کے لئے اللہ کے قے کے لئے

اے اے کہ وہ بڑا ہی سچا ہے۔ میں نے اس کی ساری باتیں سنی ہیں۔

ہوتی ہیں، انسانی وجود کا لے گی کہ خوشیوں میں دل چاہی ہیں۔

[illegible][illegible]

طریقہ آف ایجوکیشن کے لیے ایک نیا دور

۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ء میں آپ نے شروع کیے گئے تعلیمی ادارے



آپ اس پر ہے کہ "وہ قومی فکر یہ" قومی فکر پر دعوت اور بعد میں قومی عمارتوں کی قیادت کے لیے قومی  
 فکر۔ اس کے علاوہ ۱۳۳۵ھ / جنوری ۱۹۱۶ء کے شمارے میں "در اصل سنت محمد کو آپ میں  
 ۱۱ جنوری ۱۹۱۶ء کو اگلے نظریاتی کاظم کس کے اعلان میں پاس ہوئے اور قومی قرار دیا گیا ہے  
 جس میں لکھا گیا ہے کہ۔

"یہ جلسہ "سفر تکمیل پر ہے" اور مسلمانوں کے حق میں اہمیت محض سمجھ کر اس  
 سے دعا کرتی ہیں۔"

۱۳۳۰ء میں تنظیم اہل سنت مدار اقبال (۱۷-۱۸-۱۹۳۸ء) نے قومی و قلمی  
 میں اس فکر کا اظہار کیا جو ہماری قومی جدوجہد میں ایک نئے موڑ کا پیش خیمہ ثابت ہوئے اور  
 اسی سلسلے سے غریب کا فکر اس شاہرہ لوح آگیا جس پر گامزن ہو کر یہ فکر قومی استیصال کی  
 حوالہ تک پہنچ گیا۔ تاہم اس دور میں جب مدار اقبال اپنے افکار کا اظہار کر رہے تھے وہ ان کی  
 تائید کرنے والے کوئی نہ تھا۔ حال ہی میں قاضی الامان (۱۸۸۹ء-۱۹۷۹ء) نے "قومی و قلمی  
 مسلمانوں کے اعلان میں بھی بے رخی اور کٹھن کی "تبیئت پائی جاتی تھی۔" تاہم وہ  
 اس وقت تک شروع ہی سے ایسے افکار کے حامی تھے اور مسلمانوں کے فکر پر د کے حلقوں کی  
 طاقت کا جانتے تھے اس لیے انہوں نے اقبال کی واضح طور پر تائید کی و مدار اقبال نے اپنے  
 خطبے میں لکھا۔

"بعد امتحان و پیمائش سب سے زیادہ قومی ملک ہے اور اگر ہم

کاہلے ہیں کہ اس ملک میں اسلام عقیقت ایک قومی قوت کے زہد

ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک قسم میں علاقے میں رہتی

مذہب کاظم کر سکے اس طرح نہ صرف ہندوؤں کا مسئلہ حل ہو

جائے گا بلکہ ان سے مسلمانوں کے استیصال اور ہماری قومی ہو

جائے گی۔ اس کا جواب "مسلمان قومی و قلمی" ہے۔"

تعارف تنظیم اہل سنت کے انہی افکار پر جوں و جاہر مسلمانوں کے لیے تھے اور

کامیابی تھی وہ دوسری طرف ہندوؤں کے افکار کے خلاف اپنے قلمی و

الفاظ سے ان کے قوت میں اضافہ کرنے کے لیے "مسلمان قومی و قلمی" کے

تعارف ۱۳۳۱ء کے شمارے میں اقبال کے افکار کی تائید کرتے ہوئے لکھا۔







سنے ہو گی داستان تک بھی تمہاری داستانوں میں

آپ کی مندرجہ ذیل کتب یادگار ہیں :-

- (۱) تفسیر خزائن العرفان (۲) الطیب البیان رو تقویۃ الایمان (۳) زاد الخرمین
- (۴) آداب الاخیار (۵) الکلمۃ العلیاء (۶) سیرت صحابہ (۷) سوانح کربلا (۸) التحقیقات ارفیہ
- الکلبیات (۹) کتاب العقائد (۱۰) کشف الکجاب (۱۱) اسواط العذاب (۱۲) گلین غریب نوادر
- (۱۳) ہدایت کاملہ قنوت نازلہ (۱۴) دیوان اردو۔ وغیرہم۔

۱۸ ذوالحجہ ۱۳۶۷ھ / ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۸ء بروز جمعۃ المبارک بارہ بجکر چھپس  
صحت پر آپ کی روح مقدس قفسِ غصیری سے پرہیز کر گئی۔ مزار مبارک مسجد جامعہ نعیمیہ  
مراہ آباد کے بائیں گوشے میں مرجع، خواص و عام ہے۔

بہت سے شعراء نے قطعات تاریخِ وفات لکھے، چند ایک درج ذیل ہیں :-

- (۱) حضرت مولانا پروفیسر حامد حسن قادری آگروی ثم کراچی (۷-۱۸۸۷ء)
- (۱۹۶۳ء) مصنف "داستان اردو"۔

بے سرو پایا ہو گئے ایسا تھا مولانا کا غم  
اے قادری خستہ جگر تاریخِ رحلت کر رقم  
ہیں رونما اب درد و غم، مہر و جفا، رنج و الم  
"فضل و سخا، رشد و ہدئی، حلم و حیا، عدل و کرم"

۱۹۴۸ء

- (۲) مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی شیخ الحدیث مدرسہ شمس العلوم ہدایوں (بھارت)
- شوقِ نعیم غلہ میں حضرت نعیم دیں دارِ فنا سے دارِ بقا کو ہوئے رواں
- رضواں سے دی نہ کہ فریدی کن وصال کہہ دو "ملا بہشت ہریں میں انہیں مکاں"

۱۳۶۷ھ

- (۳) مولانا حکیم مفتی غلام معین الدین نعیمی مدظلہ العالی "السواوالا اعظم" لاہور
- وہ تھا رفت ہوئے باغِ جنت ادیب و عالم عظم محمد
- مجاہدِ حق وصال ارتعاش "نعیم الدین نعیم فضل و کرم"

۱۳۶۷ھ

رکھ

گروہ سے جھلکے علماء الاقامل آقا جیسا کہ جنتِ شوقِ جمال

تاریخ میں نوشتہ مخدوم بندہ ام "ذی الحجہ تونہ و شب یک وصال مولیٰ"

۱۳۱۷ھ

(۴) جناب طارق سلطان پوری، محلہ حطراں، حسن اہل فضل

یاد چرچا ہیرت و دانش آفتاب ہم فضل و کمال  
شیر حق، جس سے خائف و مرعوب و جل و کمر، منافقت کے شعل  
کوئی اس کو شکار کر نہ سکا کم نہ غیروں کی سازشوں کے تھے جاں  
متحرک برائے پاکستان تھا سراپا عمل وہ خوب شامل  
شامل اجتماع مدارس میں تھے جہاں اور بھی فرشتہ فصلا  
عز اسلام کے ساتھ سب طالب نہ مفاہات ذات کا تھا سوال  
آج بھی اس کا ذکر ہوتا ہے جذبہ عشق کو نہیں بے مثال  
آج بھی اس کی یاد باقی ہے ہو گئے اس کے عمل کو کئی سال  
بارغ فردوس اس کا مسکن ہو رحمت حق ہو اس کے شامل حال  
"رہنمائے عظیم ما" طارق اس حق اندیش کا ہے سوال وصال

۱۳۱۷ھ

(۵) حضرت صاحبزادی، کورنگی، کراچی

ہوئے ہیں راہی سوئے عدم صدر الافاضل بھی  
تھے جو مشہور نکتہ بیخ و نکتہ ان و نکتہ میں  
لکھی ہے آپ نے تفسیر قرآن مبین الہی  
بے جملہ اہلسنت کے لئے وہ جامعہ  
نعمتی جو مبلغ دین کے ہیں عدلے عالم میں  
ہیں سب ہی معتقد ان کے، ہیں ان کے وہ کے خوش ہیں  
حقیقت خوب روشن ہو گئی ہے عشق میں حلا  
"امام، عالم، لافاضل تھے مولیٰ عظیم قادری"

ماخذ

(۶) کلمات صدر الافاضل ۲۰۲۰ مولیٰ عظیم علامہ معین الدین نعمتی مطبوعہ ۱۴۰۲ھ

حصہ سوم

(۱۲) کتابتِ حضرت امیر محمد علی قادیانی علیہ السلام و انوارات الہیہ ص ۱۹۷  
۱۹۷۵ء

(۱۳) تحفہ قرآنی میں اردو کا حصہ سیرتِ امیر محمد علی قادیانی علیہ السلام ص ۱۹۷  
۱۹۷۵ء

(۱۴) تحفہ قرآنی میں اردو کا حصہ سیرتِ امیر محمد علی قادیانی علیہ السلام ص ۱۹۷  
۱۹۷۵ء

(۱۵) سید محمد نعیم الدین مراد قادیانی "الانوار فی تفسیر التوحید" ص ۱۹۷  
۱۹۷۵ء

(۱۶) انوارِ جامع ملت اور تحفہ پاکستان سیرتِ امیر محمد علی قادیانی علیہ السلام ص ۱۹۷  
۱۹۷۵ء

(۱۷) سیرتِ امیر محمد علی قادیانی علیہ السلام سیرتِ امیر محمد علی قادیانی علیہ السلام ص ۱۹۷  
۱۹۷۵ء

(۱۸) سیرتِ امیر محمد علی قادیانی علیہ السلام سیرتِ امیر محمد علی قادیانی علیہ السلام ص ۱۹۷  
۱۹۷۵ء

(۱۹) سیرتِ امیر محمد علی قادیانی علیہ السلام سیرتِ امیر محمد علی قادیانی علیہ السلام ص ۱۹۷  
۱۹۷۵ء

(۲۰) سیرتِ امیر محمد علی قادیانی علیہ السلام سیرتِ امیر محمد علی قادیانی علیہ السلام ص ۱۹۷  
۱۹۷۵ء

(۲۱) سیرتِ امیر محمد علی قادیانی علیہ السلام سیرتِ امیر محمد علی قادیانی علیہ السلام ص ۱۹۷  
۱۹۷۵ء

(۲۲) سیرتِ امیر محمد علی قادیانی علیہ السلام سیرتِ امیر محمد علی قادیانی علیہ السلام ص ۱۹۷  
۱۹۷۵ء

(۲۳) سیرتِ امیر محمد علی قادیانی علیہ السلام سیرتِ امیر محمد علی قادیانی علیہ السلام ص ۱۹۷  
۱۹۷۵ء

مولانا حکیم معراج الدین احمد امرتسری

مہاجرین کا یہ سہولت ہے کہ وہ اپنی ملکیت کو اپنے ملک سے لے کر اپنے وطن میں لے جاسکتے ہیں۔  
مہاجرین کا یہ سہولت ہے کہ وہ اپنے ملک سے لے کر اپنے وطن میں لے جاسکتے ہیں۔  
مہاجرین کا یہ سہولت ہے کہ وہ اپنے ملک سے لے کر اپنے وطن میں لے جاسکتے ہیں۔  
مہاجرین کا یہ سہولت ہے کہ وہ اپنے ملک سے لے کر اپنے وطن میں لے جاسکتے ہیں۔  
مہاجرین کا یہ سہولت ہے کہ وہ اپنے ملک سے لے کر اپنے وطن میں لے جاسکتے ہیں۔

عقب کے ساتھ ساتھ شمس کا سب کو غمزدہ کرنے سے بھی غمزدہ اور شمس کی  
۱۹۰۴ء میں آپ نے اہل اسلام کو صرف "ہدای کی روشنی سے کام لیں کی استدعا فرمائی تھی کہ اس  
کتاب کے مطالعہ پر مضطر کی رہنمائی کی جائے کہ آپ نے ایک کتاب کا گمراہی و  
دھوکہ کی بجائے غیورانہ ہستی کے لئے کیا ہے جو حق پرستوں کے لئے ہے۔  
آپ نے اس کتاب کو صرف "کے مطالعہ سے کام لیں کے لئے لکھا ہے کہ اس میں

[illegible]



آپ کی فکر آپ نے حکومت کو ایک کوئی نیا دینا گوارہ کیا۔

نمبر ۱۹۱۲ء میں آپ نے "انجمن راعیان ہند" کی بنیاد رکھی اور "الہین میگزین" کا ادارہ لیا۔ اس قوم کی تنظیم سے اس لوہے والی نے قوم کے لئے جو خدمات سر انجام دیں وہ ضروری صرف سے کہنے کے قابل ہیں۔ آپ کی کوششوں سے "انجمن راعیان ہند" کا سب سے پہلا اجلاس لاہور میں سر میاں محمد شفیع (۱۸۶۹ء-۱۹۳۲ء) کی صدارت میں ہوا۔ اس تنظیم اسٹون اجلاس میں علامہ محمد حسین عرقی امر تسری (۱۸۹۲ء-۱۹۸۵ء) نے اپنی نظم میں حکیم صاحب کو یوں خراج عقیدت پیش کیا۔

ایک دن وہ سو توں کو بگایا جس نے جس قافلہ شوق جایا جس نے  
مردود منہول مقصود سنایا جس نے ہمارا قوم کا جڑا ہے اٹھایا جس نے  
جس نکلتے ایٹم بنکب معراج واپس واپس لہرار جناب مہراج  
اس مجلس کی کامیابی نے مسافر میں پھیلی ہوئی "ارائیں قوم" کو متحرک کر دیا۔  
اس کے بعد آپ نے دیگر اقوام کے مقابلہ میں سب سے پہلے "تاریخ اراٹیاں" تصنیف کر  
کے اراٹیاں اپنی کامیابی فراموش نہ کیا۔ قاضی فتح محمد امر تسری بھی آپ کی دریافت تھے جنہوں  
نے لاہور کی انجمن راعیان کے تعاون سے ہفت وار "اراقی" جاری کیا۔

ارائیں قوم کی پیش رہا خدمات کے پیش نظر علامہ محمد حسین عرقی امر تسری (۱۸۹۲ء-۱۹۸۵ء) نے آپ کو اپنی ایک نظم میں راعیوں کا "سر سید" لکھا تھا۔ جب انجمن راعیان ملی تنظیم و اشاعت کا کام لاہور والوں نے سنبھال لیا تو حکیم صاحب نے اپنی تمام تر  
کوششوں کو سب کی طرف مبذول کر لی۔

آپ نے لاہور میں ہی مسیحی ہندو امیر ملت حضرت جی سید حافظ جماعت علی  
شاہ صاحب نے مل لاری (۱۸۶۱ء-۱۹۵۱ء) کے دست حق پرست پر دعوت کر لی تھی۔ دعوت  
سے بعد آپ اپنے والدہ تقویٰ امینہ علی خدمات اور اشاعت سر شد کی بدولت حضرت امیر  
ملت قادیان صاحب کے خاص مریدوں میں شمار ہونے لگے تھے۔ حتیٰ کی فاضل الشیخ کی منزل تک  
پہنچے۔

حضرت امیر ملت قادیان صاحب نے خلیفہ عالم مولانا امام احمد رضا امر تسری  
(۱۸۶۱ء-۱۹۵۱ء) کے امر تسری سے ایک "اراقی" جاری کرنے کی صحت و دعوت کی

یہ خدمات انجام دیں وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہیں۔ لیکن ایک ایسا وقت آپ کی حضرت امجد  
کو مجبوراً یہ اخبار بند کرنا پڑا تو جولائی ۱۹۱۸ء میں مولانا انظر اور مولانا محمد شریف نے  
(۱۸۹۱ء - ۱۹۵۱ء) کی تحریک پر حسین صاحب نے "انظر انظر" کی ذمہ داریاں قبول کر  
لیں۔ اس پرچہ کی ترتیب کا سارا کام مولانا انظر اور فقیر اعظم مولانا محمد شریف نے ہی  
فرماتے تھے۔ ۱۹۲۲ء میں مولانا انظر کی رحلت ہوئی تو علامہ امجد نے اس کا ایک ذمہ  
مہتمم آتی امجد تیری (۱۸۸۱ء - ۱۹۳۳ء) سے ملا اور درخواست کی کہ مولانا انظر کی رحلت  
سے انظر کی علمی حیثیت ختم ہو گئی ہے لہذا آپ سرپرستی قبول فرمائیں۔ حضرت امجد نے یہ  
ذمہ داری قبول فرمائی۔ چنانچہ مولانا آتی اور استاذی حضرت حسین محمد موسیٰ امجد تیری  
اور رفیق مدظلہ کے برادر اکبر حضرت حسین غلام قادر (۱۹۰۸ء - ۱۹۵۵ء) نے پرچہ کی  
ترتیب کا کام سنبھالا یعنی ان کے علمی معاون رہے اور یہ ایک ایسا ہی خلوص تعاون تھا کہ ان  
دونوں بزرگوں کا اخبار میں حیثیت مدبر یا مدبر یہ معاون کبھی بھی نام نہیں لکھا۔

حسین صاحب نے اپنے بچے و مرشد حضرت امجد کی خدمت میں علمی چاروں قدس سرہ  
کے زیر قیادت تحریک خلافت میں بھرپور حصہ لیا۔ لیکن وہ ہندو مسلم اتحاد کو مسلمانوں کے  
لئے انتہائی مسلک سمجھتے تھے جیسا کہ بعد میں حالات نے ثابت بھی کر دیا۔ حسین صاحب نے  
"انظر" کی اشاعت مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۲۳ء کے صفحہ ۵ پر "مکالمہ مسلمانوں کو  
مقابلہ کرتے ہوئے لکھا کہ

"ہمارے دوستوں کو ابھی تک "ہندو مسلم اتحاد" کا شوق ہے  
مگر وہ نہیں جانتے کہ ایسا اتحاد مسلمانوں کے لئے سم قاتل ہے۔ ملک  
کے ہندو ہندو قومی میثاق کے متعلق جو وہ یہ اختیار کر رہے ہیں وہ اس  
سے پوشیدہ نہیں۔ ابھی "انظر" ہی "انظر" ہے، اب "انظر" ہی "انظر"  
میں ہندوؤں کے غلط و ستم کا یہ حال ہے تو مسلمان بھائیوں کو بھی کہہ  
معاون مل گیا تو ہندو لوگ، مسلمانوں کو کان سے پھڑکھڑکھاتا ہے  
باہر نکال دیتے ہیں، ان کی زمین کی، شہر کی دیں گے، کہ وہاں ہندو  
انڈیا کا پیر ہیں، ان کے لئے ہر قسم کی سہولتیں مقرر کر دیں گے۔



الحق سبحانه وتعالى هو الذي خلقنا من غير حساب ولا عيلة  
والموت بعد الموت في يوم الدين

[illegible][illegible][illegible]

اساتذہ علم کے کرام سے کہہ کر، خدا پرست اور خدا خیز عیسوی عقائد کا  
تخلیص ملے۔

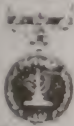
اولیٰ میں ہے: "مَنْ جَاءَكَ مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ فَقَالَ إِنِّي رَسُولُ رَبِّكَ فَقُلِ إِنِّي رَسُولُ رَبِّكَ" (اور جو شخص سے بنی اسرائیل آئے اور کہا کہ میں تم کا رسول ہے تو کہو کہ میں تم کا رسول ہوں)۔







اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْمُغْلِبِيْنَ



# تحریک پاکستان گولڈ میڈل

تحریک پاکستان میں نمایاں خدمات کے اعتراف کے طور پر  
 باب جلیقم معراج الرحمن احمد کو ۱۳۳۰ء میں گولڈ میڈل دیا گیا۔  
 تحریک پاکستان گولڈ میڈل کا اعزاز صرف شہر میں ہی دیا گیا  
 انہوں نے مسلمانان برصغیر کے جسم، دین اور مظلوموں کو قربان کیا ہے اور ان کا دل  
 دیتے ہیں انہیں ہمیشہ دروہ منزلت کی نگاہ سے دیکھا جائے گا  
 جس سے قوم کی جانب سے ان کا خد و خد اور تمام کاموں کا اعتراف ہے اور ان کے کاموں کی تعریف ہے

پنجاب  
 ڈاکٹر حیات الدین  
 سیکریٹری  
 قلمی کتب خانہ

پنجاب  
 سیکریٹری  
 قلمی کتب خانہ





## ڈاکٹر سید ظفر الحسن انبالوی

مولانا ڈاکٹر سید ظفر الحسن بن سید دینو ان محمد کی ولادت ۱۳ فروری ۱۸۷۹ء کو سیالکوٹ میں ہوئی۔ آبائی وطن قصبہ کھرڑ ضلع انبالہ (مشرقی پنجاب) تھا۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ایم اے (فلسفہ) کرنے کے بعد جرمنی سے فلسفہ کے مضمون REALISM پر پی ایچ ڈی کی اور، ایس آئی سی علی گڑھ میں فلسفہ کے استاد ہو گئے اور پھر ترقی کرتے کرتے عہدہ شعبہ فلسفہ کے عمدہ تک جا پہنچے۔ آپ پہلے ہندوستانی تھے جنہوں نے فلسفہ کے مضمون REALISM پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

ڈاکٹر صاحب کی شادی برصغیر کے نامور ادیب، شاعر اور صوفی بزرگ سید غلام محمّد نیلک انبالوی (۱۸۷۶ء - ۱۹۵۲ء) کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ آپ علوم عربیہ اسلامیہ اور قریبیہ لسانیہ و انگریز کے نام بھر تھے۔ حق یہ ہے کہ علوم اسلامیہ حاضرہ کے اندر حضرت علامہ اقبال (۱۸۷۷ء - ۱۹۳۸ء) کے بعد ان کے پایہ کا کوئی دوسرا محقق، محکم و مارت اس شان میں یورپ و ایشیا میں نہیں تھا۔ اور ان کا یہ ارجد و مرتبہ مشرق و مغرب نے تسلیم کیا تھا۔

ان کی تعلیم و تربیت اعلیٰ تھی۔ چار ماہ سے اردو سے صاف۔ طریقت۔ علامہ اقبال سے وصال۔ مائیت وصال اور کچھ سنی مسلمان تھے۔ ان کا قول تھا کہ

شرق و مغرب کے علوم حکمت کو کھٹال ڈالنے کے بعد صرف دیباغیں بھیجی ہیں۔ وہ یہ کہ دنیا میں صرف ایک کتاب ہے اور وہ قرآن اور دنیا میں صرف ایک انسان ہے اور وہ ہے محمد ﷺ ڈاکٹر صاحب کے امتیازی اور مستقل فلسفہ کو جرمنی میں بھی تسلیم کیا گیا۔

فلسفہ و حکمت میں ڈاکٹر سید ظفر الحسن، علامہ اقبالؒ کی طرح اپنے ایک مستقل جد اگانہ ممتاز مذہب حکمت کے بانی ہوئے ہیں جس کو حکماء مغرب نے تسلیم کیا تھا۔ ان کے رشد و کمال کا یہ درجہ تھا کہ ان کی تھیوری اور حکمت پر لوگوں نے مقالات اور محکمات (THE- SIS) لکھ کر برلن اور جرمنی کی دوسری یونیورسٹیوں سے ڈاکٹری کی ڈگریاں حاصل کی تھیں۔ ایک صاحب نے "ڈاکٹر ظفر الحسن کا نظریہ حقیقت و حقیقت" (DR. ZA- FAR- UL- HASSANA'S THEORY OF REALISM) پر مقالہ خصوصی لکھ کر جرمنی میں پیش کیا تھا۔ جس پر حکماء جرمنی اور فلاسفہ مغرب نے صاحب مقالہ کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی تھی۔

علامہ ڈاکٹر سید ظفر الحسن نے REALISM اور فلسفہ اسلام اور حکمت کے مختلف شعبوں پر شہرہ آفاق طبع زاد مجتہدانہ کتابیں جرمنی اور آسٹریا سے شائع کی تھیں اور کئی غیر مطبوعہ کتابیں موجود ہیں۔

ڈاکٹر صاحب صور ناو سیرت مسلمان تھے۔ چہرہ پر شاندار لمبی و نرمی رکھتے تھے۔ نماز اور وظائف کے پابند تھے۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی طور پر معتقد تھے۔ سنو سن ہند امیر ملت حضرت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پور دہلی (۱۸۲۱ء-۱۹۵۱ء) سے شرف بیعت رکھتے تھے۔ اور قاضی الشیخ کے مقام پر فائز تھے۔ اپنی تقریروں اور حجتی گفتگوؤں میں اکثر اپنے پیروں و مرشد کا ذکر فرماتے رہتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب سے بالغ نظر اور روشن ضمیر تھے۔ حسن و اخلاق، سیر و پیشی اور دینی محبت کی رائی و رائیہ تصویر تھے۔

آپ کا بہت بڑا کارنامہ ہندی فکر اور ہندو اتحاد کی تفسیر جدید یعنی گاندھی صاحب کی فکریں ہے۔ ہندی فکر جدید یعنی گاندھی صاحب کا اگر گاندھی صاحب کے عہد میں تصور کیا جائے تو اس میں ظاہر ہوگی اور اس کا حقیقی انجمن کے ذریعے اس نے مسلمانوں کو مرشد کرنے کا کوشش کی تھی۔ مراد حکیم، مراد عظیم و مجاہدین کے عہد میں اس کا ایک طے ہو گیا۔

قائد اعظم (۱۸۷۶ء - ۱۹۴۸ء) نے آل انڈیا مسلم لیگ کے ماتحت ایک مسلم تعلیمی کمیٹی قائم کی جس کے صدر ڈاکٹر سید ظفر الحسن تھے اور سیکرٹری ان کے شاگرد ڈاکٹر افضال حسین قادری (۱۹۱۲ء - ۱۹۷۳ء) تھے۔ سید صاحب کی بلند پایہ رپورٹ وارد ہاسٹیکم کیلئے پروانہ موت ثابت ہوئی۔ بعد ازاں آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس نے مسلم تعلیمی اسکیم، سید صاحب کی نگرانی میں تیار کی۔ سید صاحب کی رپورٹ اور اسکیموں کو آج پاکستان میں بروئے کار لانے کی اشد ضرورت ہے۔

ڈاکٹر صاحب کا سب سے بڑا کارنامہ علی گڑھ پاکستان اسکیم کو ستمبر ۱۹۳۹ء میں کتبائی، علمی و عملی شکل میں پیش کرنا تھا۔ پاکستان کی آواز تو بلند ہو رہی تھی لیکن کوئی اس کی علمی و عملی صورت اور اس کی فلسفیانہ اور منطقی بنیاد کو واضح اور معین شکل میں اب تک پیش نہ کر سکا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے پیر و مرشد حضرت امیر ملت قدس سرہ کے ارشاد پر اپنے شاگرد خاص ڈاکٹر افضال حسین قادری (ف ۱۹۷۳ء) کے تعاون سے یہ اسکیم مع چارٹ و نقشہ جات اور مقدمہ بعنوان ”ہندوستان کے مسلمانوں کا مسئلہ اور اس کا حل“ مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے سامنے پیش کی جس نے ”علی گڑھ پاکستان اسکیم“ کے نام سے شہرت عام پانے دوام حاصل کی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے تمام اساتذہ کرام اور پروفیسران کا ہندوستان میں اسکیم کی تائید و حمایت میں شائع ہوا اور جلد ہی یہ اسکیم پورے ہندوستان میں ہر دل کی مرکز بن گئی۔ چنانچہ تحریک پاکستان کی تاریخ میں ”علی گڑھ اسکیم“ ایک نشانِ اعظم کا درجہ رکھتی ہے۔

اس اسکیم کی تیاری کے سلسلہ میں حضرت امیر ملت قدس سرہ کے مشورہ پر ڈاکٹر صاحب اور علامہ اقبالؒ کے مابین کچھ عرصہ خط و کتابت بھی رہی اور بعض باتوں کی وضاحت کے لئے ڈاکٹر صاحب نے اپنے شاگرد خاص ڈاکٹر برہان احمد فاروقی (۱۹۰۴ء - ۱۹۹۵ء) کو مددگار اسکیم علامہ اقبالؒ کی خدمت میں بھیجا۔

ڈاکٹر صاحب کا خیال تھا کہ ہندوستانی کے مسلمانوں کی اپنی ایک علیحدہ قومی شناخت ہے جو کوئی حد تک غیر مسلموں سے مختلف ہے۔ اس اسکیم میں ہندوستان کو تین خود مختار قوتوں میں تقسیم کرنے کا مشورہ دیا گیا تھا جن میں سے ایک شمال مغرب میں واقع چار مسلم اکثریتی صوبوں اور متعدد چھوٹی ریاستوں پر مشتمل شمال (پہلو، پنجاب و بہار) کا ضلع

پورنیا اور آسام کا ضلع - بہت نکال کر) پر اور تیسرا باقی ماندہ ہندوستان (چند علاقے مشرقی کر کے) پر مشتمل ہو جس کے لئے انہوں نے خصوصی حیثیت کی فہوس تجویز پیش کی۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی تجویز پیش کی کہ ان تینوں قاقوں کو دفاع اور حملہ کے لئے باہمی اتحاد کی اجازت دی جائے۔

ڈاکٹر صاحب کا ایک اور بہت بڑا کارنامہ حضرت قائد اعظم کو یونٹ پاکستان سکیم کے قائل نہیں ہونے تھے، انہیں سکیم کی بنیاد پر مسلسل مذاکرات و مباحثات و مکالمات کے ذریعہ قائل کرنا تھا۔ یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ قائد اعظم نے مارچ ۱۹۴۰ء میں اجلاس لاہور آل انڈیا مسلم لیگ میں قرارداد پاکستان پیش کی۔ یہ غالباً لوگوں کو معلوم نہیں کہ حضرت قائد اعظم کے خطبہ لاہور کا وہ تمام حصہ جو "نیشنل تھیوری" پر ہے وہ سب ڈاکٹر صاحب کا لکھا ہوا ہے۔ قرارداد لاہور، اس کی منطقی فلسفیانہ تھیوری پر قائد اعظم کا خطبہ لاہور اس عارف علی گڑھ کا فیضان روحانی تھا۔ اور ایسا ہونا ہی تھا کیونکہ ساری تحریک پاکستان، تحریک علی گڑھ کا ثمرہ تھا۔

ڈاکٹر صاحب نے علی گڑھ یونیورسٹی میں اپنے زیرِ ہدایت ایک خفیہ سوسائٹی بھی قائم کر رکھی تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے اکثریتی صوبوں میں ایک آزاد حکومت قائم کی جائے۔ اس وقت تک ابھی "پاکستان" کا نام ایجاد نہیں ہوا تھا۔ ڈاکٹر صاحب اس سوسائٹی میں شامل ہونے والوں سے دور کثرت نماز نفل پڑھ کر اور پڑھا کر دعوت لیا کرتے تھے۔ سوسائٹی کا ہر ممبر ہر روز بعد از نماز فجر مندرجہ ذیل حلق نامہ ایک تحفہ کی طرح پڑھا کرتا تھا۔

"بیت، میں فلاں من فلاں خدا کو حاضر یاظر جان کر پورے صدق اور علم میں کے ساتھ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ  
ہندوستان میں مسلمانوں کا عروج و اقبال ہمیشہ میری حمایت ہوگی اور اس غایت کو حاصل کرنے کے لئے میں اپنی جان و مال، عزت اور آسائش ہر چیز قربان کرنے کو پہنچاؤں اور آمادہ ہوں گا اور ہر طرح جدوجہد کرتا رہوں گا۔ اور میں قرآن پر ہاتھ رکھ کر عہد کرتا ہوں کہ اس غایت کو حاصل کرنے کے لئے جو حکم آپ پر حیثیت امیر مجھے دیں گے اس کے لئے جان و مال و جان فقیل کروں گا۔"

میں غلامانِ فکاح و بیعت کے تحت نہایت بڑا وعدہ کرتا ہوں کہ

(۱) — نہایت معلوم کہ حاصل کرنے کے لئے میں ملک کی سیاسیات میں اپنا نصب العین یہ رکھوں گا کہ اولاً مسلمان صوبوں میں اتحاد کلی قائم ہو جائے۔ اور ثانیاً پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان کی ایک فیڈریشن بن جائے۔ جو باقی ہندوستان سے بالکل علیحدہ ہو۔ صوبوں میں نہایت بہ اعتبار آبادی ہو، مسلمانوں کا جد اگانہ انتخاب ہو اور ان کے حاصل کرنے کی پوری سعی کروں گا۔

(۲) — ہمیشہ کسی نہ کسی قسم کی ورزش کیا کروں گا تاکہ میری صحت و قوت قائم رہے۔ نیز اجتماعی و انفرادی مدافعت کے طریقے سیکھوں گا۔

(۳) — میں حتی الامکان قرض نہیں لوں گا۔ اگر قرض کے بغیر چارہ نہ ہو تو اس صورت میں مسلمان سے قرض لوں گا۔ غیر مسلم سے ہرگز قرض نہیں لوں گا۔ اور اپنی جائیداد غیر مسلم کے ہاتھ ہرگز نہیں بیع نہیں کروں گا۔

(۴) — کسی پروردگار جہان کرشمیں رہوں گا۔ اپنی معاش خود پیدا کروں گا اور اس کے لئے کوئی حرفت سیکھوں گا۔

(۵) — حتی الامکان مسلمانوں سے خریداری کروں گا اور مسلمانوں سے اجرت پر کام لوں گا۔

(۶) — اپنی ذات میں وہ اخلاق پیدا کروں گا جو ہماری غائت کے لئے مفید ہیں۔ یعنی اطاعت، مروت، وفاداری، جسارت، استقامت، خودداری، صداقت، ایثار، کفایت، سعادت، عبادت اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہوں گا۔ مسائل مذہبی میں اختلافات سے اجتناب کروں گا اور حتی الامکان اسلام اور اسلامیات کی پابندی کروں گا اور ان میں نظر پیدا کروں گا۔

(۷) — دوسرے ارکان کے ساتھ محبت و اخوت کے ساتھ رہوں گا۔ اور حتی الامکان ان کی مدد کروں گا۔ کبھی کسی رکن کو دھوکا نہیں دوں گا۔ اور جماعت میں شریک ہو جائے گا۔ اور اپنی حالت کا ذریعہ نہیں بنوں گا۔ اور امیر کی نسبت ہر گمانی نہیں کروں گا۔

(۸) — امیر کی اجازت کے بغیر کسی سیاسی جماعت میں شریک نہیں ہوں گا اور ان کی سررضی کے خلاف کئی احکامات میں ہمت نہیں دوں گا۔ اس کی رضا کے بغیر ملازمت

اور شاہی نہیں کروں گا اور نہ ممالک غیر میں جاؤں گا۔

(۹)۔ حتی الامکان دوسروں کو اپنا ہم خیال بنائیں گا۔ کہ وہ جماعت میں شریک

ہوں اور مسلمانوں میں جماعت کے خیالات کو پھیلانے لگا۔

(۱۰)۔ شودروں کو مسلمان بنانے کی کوشش کروں گا۔ اور اس کوشش میں مدد

کروں گا۔

(۱۱)۔ بہ طیب خاطر جماعت کو ماہوار پابندی کے ساتھ ہمیشہ چندہ دیتا

رہوں گا اور اس کی مالی امداد کرنے سے دریغ نہیں کروں گا۔

(۱۲)۔ صبح کو اٹھتے وقت اور رات کو سوتے وقت بہ خشوع و خضوع یہ دعا مانگوں

گی۔

”یا اللہ! اپنے خاص فضل و کرم سے مجھے اپنی بیعت پر قائم رکھ اور وعدوں کو پورا کرنے کی توفیق دے۔“

اس کے بعد محمد بیعت کو دہرائوں گا اور ہر ہفتہ جمعۃ المبارک

کے دن صبح کے وقت اپنے وعدوں کو بھی دہرائوں گا۔“

۱۹۴۴ء میں ”آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن“ کی سرگرمیاں شروع ہو گئیں۔

مختلف مقامات پر تربیتی کیمپوں کے انعقاد نے فیڈریشن کی کارکردگی کا لوہا منوایا۔ اس تربیت

کا مقصد مسلمان طلباء کو ”مسلم انڈیا“ اور ”منصوبہ پاکستان“ کے مسائل سے آگاہ کرنا تھا۔

اسی قسم کا ایک خاص کیمپ ۱۸/۲۸۵۳ اکتوبر ۱۹۴۳ء کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں لگایا گیا

جس میں طلباء کے علاوہ ڈاکٹر افضل حسین قادیانی (۱۹۱۲ء۔ ۱۹۷۳ء) پروفیسر ابو بکر احمد

علیم (۱۸۹۷ء۔ ۱۹۷۵ء) پروفیسر جمیل الدین احمد (۱۹۱۰ء۔ ۱۹۷۰ء) اور ڈاکٹر سید ظفر

اسلم نے مقالے پڑھے جس سے طلباء میں حصول پاکستان کے لئے ایک یگانہ روزگار اور چار

پہلو

پاکستان بننے کے بعد آپ نے سر آغا خاں کے ساتھ مل کر کرچی میں ایک ”عالمگیر

رائس انسٹیٹیوٹ“ ”اسلامی اکیڈمی“ ”یونیورسٹی“ اور ”سرگز علوم و معارف و تحقیقات“

قائم کرنے کا منصوبہ بنایا مگر افسوس کہ یہ منصوبہ پروان نہ چڑھا۔ اور حکومت پاکستان نے

اس کی عمل درآمد کی۔

اکثر صاحب کی حالت ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۶۸ھ مطابق ۱۹ جون ۱۹۴۹ء  
 کو لاہور روپوشی میں ہوئی۔ جسد مبارک کو لاہور لا کر قبرستان میانی صاحب میں میں  
 نمک نہ گت (۱۸۷۶ء-۱۹۵۲ء) کی قبر سے متصل چاہ مشرق پہرہ خاک کر دیا گیا۔  
 باب طارق سلطان پوری نے یہ قلم و سحر وصال کیا۔  
 "خورشید جاہ حسن بھیرت"

۱۹۳۹ء

ہم اس کا ہے ہم علم فراست کی مجال میں  
 منطق شہرہ آفاق مائیکہ دانشور  
 عظیم فیہد و مرد مومن، مارق و مونی  
 بھیرت، جسے فکر و فکر، تدبیر و دانائی  
 فکر و تدبیر، سوچی اس کی انقلابی تھی  
 ہوئی علوم، عالم میں ملی نژاد کی عظیم اس کی  
 وہ تھا تحریک پاکستان اک حامی، وہ شامل تھا  
 تمام اقدار اس کا اس حقیقت سے ہو رہا ہے  
 قرعہ سحر و سحر، اس سے بھی رہا تھا اس کا  
 عظیم ایسا دانشور کی شاگردوں میں شامل ہیں  
 انہیں فکر و منطق جس قدر اس پر، ہمیں ہے جا  
 جامد سروش فیہد، تاریخ وصال اس کی  
 مکی طارق "ہرگ با و قلم دانش و حکمت"

۱۳۶۸ھ

ماخذ

(۱) "پہلی کتابی کارنامہ" احمد امجدی مطبوعہ کراچی ۱۹۷۷ء ص ۹۳۔

(۲) "تذکران احمد" ج ۱ ص ۱۱۱۔ "از گو صادق قسوری مطبوعہ ندرج کابل (قصر) ۱۹۸۱ء

ص ۲۵۲۔

(۳) "سحر و سحر" ج ۱ ص ۱۱۱۔ "از گو صادق قسوری مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء



۳۳۳۳-

- (۴) "فنگان گراچی" از پروفسر محمد اسلم مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء میں ۳۰۱۹۔  
 (۵) "فنگان خاک لاہور" از پروفسر محمد اسلم مطبوعہ لاہور ۱۹۹۳ء میں ۳۰۱۹۔  
 (۶) "قرارداد پاکستان صحافتی محاذ پر" از ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر مطبوعہ کوئٹہ ۱۹۹۰ء میں

۳۳۲-

- (۷) "معاصرین" مولانا عبد الماجد دریا آبادی مطبوعہ گراچی میں ۲۰۰۰ء میں ۲۳۔  
 (۸) "وفیات مشاہیر پاکستان" از پروفسر محمد اسلم مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء میں ۲۳۔  
 (۹) "کاروان شوق" از حکیم آفتاب احمد قرشی مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء میں ۳۰۲۔  
 (۱۰) "قائد اعظم محمد علی جناح اور پاکستان" از شریف الدین علی زلفی مطبوعہ اسلام آباد

۱۹۸۹ء میں ۵۱۳۶۶-

- (۱۱) "کتاب زیست" از الحاج محمد زبیر مطبوعہ گراچی ۱۹۸۲ء میں ۲۵۵۲۵۵۲۵۵-

(۱۲) ہفت روزہ "قدیل" لاہور بات ۶ ستمبر ۱۹۳۹ء میں ۱۲۴۱-

(۱۳) روزنامہ "نوائے وقت" لاہور بات ۷ ابرو ستمبر ۱۹۸۰ء-

(۱۴) مکتوب گرامی سید عقیل ظفر الحسن (ساجد لاہور ڈاکٹر سید ظفر الحسن) اسلام آباد لاہور

محرورہ ایم / فروری ۱۹۸۱ء-

(۱۵) مکتوب گرامی الحاج محمد زبیر سابق اسٹٹ لاہور کوئٹہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اسلام آباد

لاہور گراچی ۹ نومبر ۱۹۸۰ء-

(۱۶) مکتوب گرامی جناب طارق سلطان پوری امام مولف از مسن ابدال علی گڑھ محرم ۱۹۸۰ء

میں ۱۹۹۸ء-

(۱۷) "تاریخ نظریہ پاکستان" از انعام شاہ کھانی پوری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء میں ۳۰۰-

(۱۸) "تحریک آزادی میں لاہور کا حصہ" از ڈاکٹر "عقین الدین" عقیل مطبوعہ گراچی ۱۹۷۹ء

میں ۱۰۵/۸۱۳-



## مولانا محمد شفیع داؤدیؒ

مولانا محمد شفیع داؤدی ۱۸۷۹ء میں داؤد نگر ضلع مظفر پور (صوبہ بہار، بھارت) میں پیدا ہوئے۔ کلکتہ یونیورسٹی سے بی اے اور ایل ایل بی کیا۔ کلکتہ ہائی کورٹ اور پٹنہ ہائی کورٹ میں کامیاب وکالت کی۔ دینی علوم پر بھی اچھی خاصی نظر تھی۔ مظفر پور میں ”شفیع منول“ کے نام سے ایک شاندار رہائش گاہ تعمیر کی جس میں تازیست رہائش پذیر ہے۔

مولانا داؤدی نے تحریک خلافت میں بھرپور حصہ لیا اور اپنے آپ کو اس کے لئے وقف کر دیا۔ علی اور ان کے خاص الخاص مخلصین میں سے تھے۔ ۱۹۲۵ء میں ”بہار، اڑیسہ خلافت کانفرنس“ کے صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۲۶ء میں سنٹرل اسمبلی کے ممبر چنے گئے۔ فروری ۱۹۲۷ء میں ”آل انڈیا خلافت کانفرنس“ کے اجلاس لکھنؤ کی صدارت کی۔ ”تحریک ترک موالات“ میں وکالت چھوڑ کر نیم فقیرانہ لباس زیب تن کر لیا۔ اس وقت تین چار روپے ماہوار کی آمدن تھی۔ اس تحریک میں قائدانہ کردار ادا کرنے کی پاداش میں ۱۹۲۰ء میں دفعہ ۱۰۸ تعزیرات ہند کے تحت آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ آپ نے مہانتہ دہی کر، کچھ ایک سال کے لئے قید و سزا کی تکالیف برداشت کرتے رہے۔

اس گرفتاری کے لئے انگریز سپر نٹنڈنٹ پولیس جب ”شفیع منول“ پہنچا تو تین چار حجر میاں چھ کر ہی مولانا کے کمرے کے سامنے والے دروازے میں لڑکھڑکیا۔ یہ ۱۵۰۰

کی شخصیت اور حب قومی کا رعب تھا جس نے اتحاد ہشت زدہ کر دیا تھا کہ ورنہ گرفتاری بھی مشکل دکھاسکا۔ مولانا نے اسے بڑی فراخ دلی سے خوش آمدید کہا اور بتایا کہ دوسرا تھ چلنے کا تیار ہیں، گھبرانے اور پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

مسلم لیگ نے دہلی اجلاس (۱۹۲۶ء) میں آئینی اصلاحات کے لیے یکم وضع کرنے کی خاطر جو کمیٹی مقرر کی تھی اس نے فروری ۱۹۲۷ء کے شروع میں قائد اعظم کی رہائش گاہ ویسٹرن کورس دہلی میں اپنی میٹنگ بلائی۔ لیگ کی ۱۹۲۳ء، ۱۹۲۵ء، ۱۹۲۶ء کی قراردادوں میں جن مطالبات اور تحفظات کا تعین کیا گیا تھا ہندو لیڈر انہیں قبول کرنے میں متاثر تھے۔ وہ بدستور مخلوط طریق انتخاب پر مصر رہے۔ اس لئے کمیٹی نے ایک ایسا قانون تیار کرنے کی سعی کی جو انہیں قابل قبول ہو۔ انہوں نے جو کمیٹی کی میٹنگ ہوئی راجپوتانہ اہمیت پر مبنی گئی۔ قائد اعظم نے مباحثوں میں حصہ لینے کے لئے دوسرے لیڈروں کو بھی مدعو کیا۔ انہی آخری میٹنگ ۲۰ مارچ ۱۹۲۷ء کو قائد اعظم کی زیر صدارت ہوئی جس میں درج ذیل اصحاب نے شرکت کی۔ مولانا محمد علی جوہر (۱۸۷۸ء-۱۹۳۱ء) سر محمد شفیع (۱۸۶۹ء-۱۹۲۳ء) نواب محمد اسماعیل خاں (۱۸۸۳ء-۱۹۵۸ء) سر محمد یعقوب خاں (۱۸۷۹ء-۱۹۴۲ء) میاں شاہنواز (۱۸۷۵ء-۱۹۳۸ء) صاحبزادہ عبدالقیوم خاں آف سرحد (۱۸۶۴ء-۱۹۳۷ء) نواب ذوالفقار علی خاں (۱۸۷۲ء-۱۹۳۳ء) مولانا سروردی (۱۸۸۳ء-۱۹۳۵ء) ڈاکٹر مختار احمد انصاری (۱۸۸۰ء-۱۹۳۶ء) راجہ لکھنؤ علی خاں (۱۸۹۵ء-۱۹۶۳ء) مبارک علی محمد خاں محمود آباد (۱۸۸۱ء-۱۹۳۱ء) عبدالمبین چوہدری (۱۸۹۵ء-۱۹۴۸ء) امام صاحب جامع مسجد دہلی نور محمد شفیع وغیرہ۔

اس اجلاس میں سندھ کو الگ صوبہ بنانے، صوبہ سرحد اور بلوچستان میں اصلاحات نافذ کرنے اور پٹنل میں مسلمانوں کو قانون ساز مجالس میں آبادی کے تناسب سے نمائندگی دینے اور مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کی ایک نمائندگی مقرر کرنے کے مطالبات کیے گئے تھے۔ ان تجاویز کو ”تجاویز دہلی“ کے نام سے موسوم کیا گیا تھا، دوسرے دن جنرل کے علاوہ مولانا دہلی سے بھی اس پر دستخط کیے تھے۔

مولانا دہلی نے اس اجلاس میں سرگرمی سے حصہ لیا اور اس کی کامیابی کے لئے

سلی و بیع فرمائی۔ تجاویز کی تیاری میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔

۲۵ اگست ۱۹۲۸ء کو آل پارٹیز کانفرنس کا جلسہ لکھنؤ میں ڈاکٹر انصاری کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مولانا داؤدی رکن مرکزی مجلس قانون ساز (ممبر سنٹرل اسمبلی) نے زور دیا کہ وہ تجاویز جو دہلی میں مسلمانوں نے ۱۹۲۷ء میں بنائی تھیں اور جن کو مسلم لیگ اور کانگریس دونوں نے منظور کر لیا ہے ان کو سرورپورٹ میں شامل کیا جائے۔ لیکن ڈاکٹر انصاری اور ان کے ساتھی کانگریسیوں نے انکار کر دیا۔ مولانا داؤدی ہندوؤں اور کانگریسی مسلمانوں کی بہت دھرمی سے مایوس ہو کر رنجیدہ واپس ہوئے۔

۳۰ ستمبر ۱۹۲۸ء کو شملہ میں سنٹرل اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا۔ وہاں پنڈت موتی لعل نہرو (۱۸۶۱ء-۱۹۳۱ء) نے کوشش کی کہ اسمبلی میں اپنی تجاویز ریزولیشن کے ذریعے منوالیں۔ اپنی پارٹی کے ایک ممبر گنگا نند سنہا سے ریزولیشن کانفرنس دلوادیا جو ہیلٹ میں آکر اس کے لئے تاریخ مقرر ہو گئی۔ مولانا داؤدی جو لکھنؤ سے دلبرداشتہ ہو کر آئے تھے اور سرورپورٹ کے زبردست مخالف تھے۔ انہوں نے اپنی پارٹی ”خلافت کمیٹی“ کے ممبروں سے مشورہ کیا اور دیگر ممبروں کے سامنے ذکر کیا تو سب نے طے کیا کہ تمام مسلمانوں کی ایک کانفرنس دہلی میں منعقد کی جائے جس کی صدارت کے لئے سر آغا خاں (۱۸۷۷ء-۱۹۵۳ء) کو لندن سے بلایا جائے۔ ۳۸ مسلمان ممبران اسمبلی و کونسل آف انڈیا نے یہ تجویز منظور کر کے دستخط کر دیئے۔ صرف چار کانگریسی مسلمان ممبران رفیع احمد قدوائی (۱۸۹۴ء-۱۹۵۳ء) تھقدق احمد خاں شروانی (۱۸۷۲ء-۱۹۳۵ء)، یوسف امام (۱۸۹۰ء-۱۹۵۳ء) اور شاہ محمد زبیر (۱۸۸۸ء-۱۹۳۰ء) نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ قائد اعظم

اس وقت لندن گئے ہوئے تھے۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۲۸ء کو مسلمان ممبران کی طرف سے اخبارات میں اعلان کر دیا گیا کہ مسلمانوں کی تمام جماعتوں کی نمائندہ ایک کانفرنس (آل پارٹی مسلم کانفرنس) دہلی میں زیر صدارت سر آغا خاں ہوگی۔

اس کانفرنس کے بلاتے والے جن ممبران نے دستخط کئے ان کے نام صوبہ وار مندرجہ ذیل ہیں۔

پیشی۔ ۱۔ نواب سر ذوالفقار علی خاں (۱۸۷۶ء-۱۹۳۳ء) سر عبد القادر (۱۸۷۳ء-۱۹۵۰ء)

۲۔ علیاں شاہ نواز (۱۸۷۵ء-۱۹۳۸ء) لکھنؤ۔ ۳۔ دار محمد نواز خاں (۱۹۰۱ء-۱۹۵۰ء)

۱۹۶۸ء) میاں عبدالحی (۱۸۸۸ء-۱۹۴۶ء) سید راجن شاہ گیلانی مٹائی ۱۹۶۸ء-۱۹۳۶ء)۔

صوبہ متحدہ (یوپی)۔ مولوی محمد یعقوب (۱۸۷۹ء-۱۹۳۲ء) نواب محمد اسماعیل خاں (۱۸۳۸ء-۱۹۵۸ء) سر محمد یامین خاں (۱۸۸۶ء-۱۹۶۶ء)۔

بکال :- عبد اللہ سروردی (۱۸۸۳ء-۱۹۳۵ء) عبد الحکیم غزنوی (۱۸۷۹ء-۱۹۵۳ء) محمد رفیق حاجی چوہدری محمد اسماعیل خاں (۱۸۷۹ء-۱۹۵۳ء)۔

۱۸۹۷ء-۱۹۷۹ء) عبد القیوم چوہدری (۱۸۹۵ء-۱۹۳۸ء) سروردی (۱۸۷۹ء-۱۹۷۹ء)۔

بہار :- مولانا محمد شفیع دہلوی (۱۸۷۹ء-۱۹۳۹ء) نواز داد سید اشرف الدین (۱۸۷۹ء-۱۹۷۹ء) بدیع الزمان (۱۸۷۹ء-۱۹۷۹ء)۔

سندھ :- حاجی عبد اللہ ہارون (۱۸۷۲ء-۱۹۳۲ء) محمد پناہ خاں (۱۸۷۹ء-۱۹۷۹ء)۔

بمبئی :- سر ابراہیم ہارون (۱۸۷۹ء-۱۹۳۵ء) فاضل ابراہیم رحمت اللہ (۱۸۷۹ء-۱۹۷۹ء)۔

مدراس :- مولوی سید مرتضیٰ (۱۸۷۹ء-۱۹۷۹ء) عبد اللطیف فاروقی (۱۸۹۳ء-۱۹۷۹ء)۔

سرحد :- صاحبزادہ نواب سر عبد القیوم خاں (۱۸۶۳ء-۱۹۷۹ء)۔

کئی پی :- عبد القادر صدیقی (۱۸۷۹ء-۱۹۷۹ء)۔

اس کے بعد مصلحہ ذیل ممبران نے بھی دستخط کر دیئے راجہ غنیش علی خاں (۱۸۹۵ء-۱۹۶۳ء) حاجی عبد اللہ حاجی قاسم (۱۸۷۹ء-۱۹۳۵ء) کبیر الدین احمد (۱۸۸۶ء-۱۹۳۹ء) سید حسین شاہ (۱۸۷۹ء-۱۹۷۹ء) ممبران اسمبلی۔ پرنس آرم سین (۱۸۷۹ء-۱۹۷۹ء) (پیر نواب واجد علی شاہ آف لکھنؤ) کرمل نواب سر عمر حیات نواز آف (۱۸۷۹ء-۱۹۷۹ء) میجر نواب محمد اکبر خان بولی (۱۸۷۹ء-۱۹۵۳ء)۔

سرگودھا (۱۸۷۹ء-۱۹۷۹ء) سید محمد پادشاہ (۱۸۷۹ء-۱۹۷۹ء) ضلع جہلم (۱۸۷۹ء-۱۹۷۹ء) سید محمد پادشاہ (۱۸۷۹ء-۱۹۷۹ء)۔

۱۹۷۹ء) تمام مصطفیٰ چوہدری (۱۸۷۹ء-۱۹۷۹ء) علی طلس محمد حسین (۱۸۷۹ء-۱۹۷۹ء)۔

۱۹۲۸ء: خیر کوٹھان کیا گیا کہ اگر کوہر (۱۹۲۸ء) کو دہلی میں سر آٹھان کی  
 دیکھ کر یہ جگہ میں سرور پور سے خیر کوٹھان۔

سب سوتی نسل خیر کوٹھان کے دیگھان اسلی میں مسلمان مہر اس کی رچا رست حالانکہ  
 کر کے تو اس کی دولت کے وہ حق مایہ سے جاتی دیکھ کی لو، اگر اس کو بڈ (LORD  
 BIRKEN HEAD) کے رستہ وہ ہاتھ گا کہ بندہ دستان کی سب قومیں مل کر کوئی  
 آئیں لیکن یہ سنگین لہ اور کوئی بندہ لے اپنے مہر مار گنا گناہ سنا کو اسلی سے مایہ  
 کر دہار میں وقت اس کا نام پکارا گیا کہ رچہ لائن کوٹھان کر سہ وہ مایہ تھا۔ اس طرح پندے  
 سوتی نسل سرور پور رستہ جس میں مسلمانوں کی خوب محل کر حق ظلی کی مٹی تھی چاس  
 کرانے سے دیکھ اس کا سر اسو لانا محمد شفیق لہاری کے سر ہے۔

۱۹۲۹ء: کوہر آٹھان کی صدارت میں دہلی میں "آل پارٹیز مسلم  
 کانفرنس" کا جلسہ ہوا جس میں پانچ ہزار تادمہ مسلمان شامل ہوئے۔ سرور پور رستہ کی دہلی  
 جلسہ، تادمہ نہ سب کی مٹی اور دیگر مسلم مفاد قرار داس بھی منظور کی گئیں۔ تادمہ کرتے  
 دہانوں میں ۱۵۰ آدمی سمائی (۱۸۸۶ء - ۱۹۵۵ء) مولانا عبدالماجد بدایونی (۱۸۸۸ء -  
 ۱۹۳۱ء) کے جلاو، مولانا لہاری بھی شامل تھے۔ مولانا لہاری نے اس کانفرنس کے نیکو کاری  
 کی پیشیت سے اگر یہ قدرت مانتا اہام دیں۔

۱۹۲۹ء میں سب جیسے مفاد محل طور پر کانفرنس کی کوہ میں جا کر ی اور مسلم  
 تادمہ کو بالکل نظر انداز کر دیا تو مانتے حق جس میں مولانا محمد علی جوہر (۱۸۷۸ء -  
 ۱۹۳۱ء) مولانا عبدالماجد بدایونی (۱۸۸۶ء - ۱۹۳۱ء) مولانا شام احمد کانپوری (۱۸۸۰ء -  
 ۱۹۳۳ء) مولانا عبدالکافی الہ آبادی (۱۸۵۸ء - ۱۹۳۰ء) مولانا محمد قاضی الہ  
 آبادی (۱۸۳۰ء - ۱۹۳۰ء) مولانا قصب الدین مہارانی فرنگی علی (۱۸۹۶ء - ۱۹۵۳ء) شیو  
 محمد علیہاں پٹنوی (۱۸۵۹ء - ۱۹۳۵ء) مہر غلام حسینک پرنسٹن (۱۸۷۹ء - ۱۹۵۲ء)  
 مولانا حکیم الدین شیر کوئی (۱۸۸۸ء - ۱۹۳۹ء) مولانا محمد علی (۱۸۸۸ء - ۱۹۳۱ء)  
 مولانا محمد حبیب الدین (۱۸۹۱ء - ۱۹۵۱ء) مولانا محمد (۱۸۸۳ء - ۱۹۵۳ء)  
 مولانا (۱۸۸۳ء - ۱۹۵۳ء) مولانا (۱۸۸۳ء - ۱۹۵۳ء) مولانا (۱۸۸۳ء - ۱۹۵۳ء)  
 مولانا (۱۸۸۳ء - ۱۹۵۳ء) مولانا (۱۸۸۳ء - ۱۹۵۳ء) مولانا (۱۸۸۳ء - ۱۹۵۳ء)

مولانا محمد ابراہیم، انعام دہلی (۱۸۷۵ء تا ۱۹۳۸ء)، پیر بہم شامل تھے، کے ساتھ مولانا محمد  
 طیف داؤدی نے بھی جمعیت علماء ہند کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے شہرہء کبریا اور جمعیت علماء کا پیرو  
 کی تحفیل کی جس کے صدر مولانا محمد علی جوہر اور سکریٹری مولانا مظہر الدین شیر کوئی تنگ  
 نہ تھے نیز ۲۵ ستمبر ۱۹۲۹ء کو "دلی مدراس پریذیڈنسی مسلم کانفرنس مدراس" کی  
 صدارت کی۔

ای سال مسلم لیگ میں شامل ہر مسلمانوں کے مفادات کے حصول کی جنگ  
 میں تین من و حق کی بازی لگادی اور پھر تازیت اسی نصب العین پر اپنی تمام تر توانائیاں  
 صرف کر دیں۔ ۱۹۳۰ء میں مسلم لیگ کی حمایت پر جمعیت علماء ہند کو شبہ تنقید کا نشانہ  
 بنایا۔ ۲۵-۲۶ نومبر ۱۹۳۳ء کو دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جلسہ زیر صدارت جہاں  
 ہمارے حافظہ ہدایت حسین سر سرائیت لاء آف کانپور (۱۸۸۱ء-۱۹۳۶ء) وہاں جس میں  
 سوہوں اور ریاستوں سے تین سال کیلئے مسلم لیگ کے نائب صدر چنے گئے۔ صوبہ بہار کی  
 طرف سے مولانا داؤدی کو تین سال (۱۸۳۳ء تا ۱۹۳۶ء) کیلئے آل انڈیا مسلم لیگ کا نائب  
 صدر بنایا گیا۔ اس اجلاس میں مولانا داؤدی نے جمعیت علماء ہند پر "جہہ مخالفت" آل انڈیا مجلس  
 کانگریس لڑی تنقید کی اور ایک قرارداد پیش کی جس میں کیوں مل ایوارڈ کے مخالفین کی مذمت  
 کی گئی۔

۱۹۳۰ء میں کول میز کانفرنس انعقاد پذیر ہوئی۔ ۱۲ نومبر ۱۹۳۰ء کو لندن میں  
 جان ویم (۱۸۶۵ء-۱۹۳۶ء) نے پہلی کول میز کانفرنس کا افتتاح کیا۔ ۱۲ نومبر  
 ۱۹۳۰ء تا ۱۹۳۱ء جنوری ۱۹۳۱ء یہ کانفرنس جاری رہی۔ اس وقت گاندھی جی (۱۸۶۹ء-  
 ۱۹۴۸ء) بیل میں تھے۔ ہندو قوم نے اپنی راہ گئی وہ ہری چال کا مظاہرہ کرتے ہوئے  
 کانفرنس کا بائیکاٹ کیا۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ کانگریس کے بائیکاٹ کے باوجود مسیحی  
 علماء ہند ذہانت کی شہنائی کیلئے موجود تھے۔ باقی تمام جماعتیں بھی اس میں شریک  
 تھیں۔ مسلمانوں کے نمائندوں میں قائد اعظم محمد علی جناح (۱۸۷۵ء-۱۹۴۸ء) ۲۵  
 نومبر ۱۹۳۱ء (۱۸۷۵ء-۱۹۳۱ء) مولوی اسد کے فضل الحق (۱۸۷۳ء-۱۹۹۲ء) ۲۵  
 ستمبر ۱۹۳۱ء (۱۸۷۵ء-۱۹۳۱ء) سر میاں محمد طیف (۱۸۶۵ء-۱۹۳۲ء) ۲۵  
 ستمبر ۱۹۳۱ء (۱۸۸۱ء-۱۹۳۶ء) سر علامت احمد شاہ (۱۸۵۳ء-۱۹۳۳ء) سر آغا





(۲) - وہابی پالیس میں اقلیتوں کو اپنے گھاس سے قدر سے زیادہ خشک کر دیا۔

الکشمیں۔

اس تمام جنگ و دو میں مولانا محمد شفیع دہلوی نے اپنی تمام تر صلاحیتیں مسلمانوں کے حق کے لئے وقف کر کے مسلم وفد اور قائد اعظم کا پورا اچھا ساتھ دیا۔ اور اپنے گرامر افکار مشوروں اور گوشوں سے گاندھی کے مفروضہ فریب کے حال کا جائزہ لیا۔ بلند آواز سے یہ مولانا دہلوی کی مگر یہ نظر قحی۔ جیسا کہ معروف مسلم لیگی رہنما چوہدری ظفر علی خان (۱۸۸۹ء - ۱۹۷۳ء) اپنی کتاب "شاہرہ پاکستان" میں لکھتے ہیں :-

"شفیع دہلوی بہت سادہ اور ہوش گوش کے آدمی ہیں۔ وہ مجھ سے کہتے ہیں کہ ان کے صوبے بہار میں کنگر س کمیٹی "آئندہ مسابجا کا عمل روپ دھارن کرے گی اور یہ کہ وہاں کیا لڑا انجام ہو گا۔"

(ص ۸)

۱۹ فروری ۱۹۳۳ء کو مولانا محمد شفیع دہلوی نے "ایگزیکٹو کونسل پارلیمنٹری مسلم کانفرنس" کا اجلاس دہلی میں طلب کیا کہ برطانوی حکومت کے شائع کردہ واپس لے کر (قرعہ پھیل) پر غور کیا جائے۔ اس جلسے کی صدارت سر محمد یارمین صاحب (۱۸۸۶ء - ۱۹۶۱ء) نے کی۔ اس جلسے میں ہندوستان بھر کے پالیس نمائندوں نے شرکت کی۔ اس میں مولانا عبداللہ بریلوی (۱۸۹۳ء - ۱۹۶۰ء) مولانا عبدالصمد مستدری دہلوی (۱۸۹۰ء - ۱۹۶۴ء) مہر غلام بھیک خیر بک اہلوی (۱۸۷۶ء - ۱۹۵۲ء) مولانا عبداللہ بدایونی (۱۸۹۸ء - ۱۹۷۰ء) سید حبیب الہ بک "سیاست" لاہور (۱۸۹۱ء - ۱۹۵۱ء) وغیرہم شامل تھے۔ اس میں پندرہ قراردادیں منظور کی گئیں۔ مولانا دہلوی نے "مجلس تجارتری" کانفرنس کی کامیابی کیلئے دی محنت اور محنت دہلوی۔

۲۴ ستمبر ۱۹۳۳ء کو "مسلم یونائیٹڈ" نے اپنے اجلاس میں سربراہ قہ میں جمیت اتحاد دہلوی کا مقابلاً تسلیم کر لیا کہ دارا شریعت کے معاملات میں جمیت کا مشورہ قبول کرنا واجب جمیت علماء (کا پور) نے سیکرٹری مولانا مظہر الدین شیر کوٹی (۱۸۵۸ء - ۱۹۳۱ء) کے اہل کی ترغیب کر دی اور ساتھ ہی اپنی جمیت کا اجلاس طلب کر لیا جس میں شیخ کو جمیت دہلوی (۱۸۵۹ء - ۱۹۳۵ء) حکیم الامت علماء اقبال (۱۸۷۸ء - ۱۹۳۵ء)



۱۹۳۰ء میں حکومت نے ایک نئی ٹیکس لاء منظور کیا جس کے تحت ہر  
 شخص کو ایک سو روپے سے زائد مال پر ایک سو روپے کا ٹیکس دینا پڑا۔  
 اس کے علاوہ ہر شخص کو ایک سو روپے سے زائد مال پر ایک سو روپے کا  
 ٹیکس دینا پڑا۔ اس کے علاوہ ہر شخص کو ایک سو روپے سے زائد مال پر  
 ایک سو روپے کا ٹیکس دینا پڑا۔

اس کے علاوہ حکومت نے ایک نئی ٹیکس لاء منظور کیا جس کے تحت ہر  
 شخص کو ایک سو روپے سے زائد مال پر ایک سو روپے کا ٹیکس دینا پڑا۔  
 اس کے علاوہ ہر شخص کو ایک سو روپے سے زائد مال پر ایک سو روپے کا  
 ٹیکس دینا پڑا۔ اس کے علاوہ ہر شخص کو ایک سو روپے سے زائد مال پر  
 ایک سو روپے کا ٹیکس دینا پڑا۔

۱۹۳۰ء میں حکومت نے ایک نئی ٹیکس لاء منظور کیا جس کے تحت ہر  
 شخص کو ایک سو روپے سے زائد مال پر ایک سو روپے کا ٹیکس دینا پڑا۔  
 اس کے علاوہ ہر شخص کو ایک سو روپے سے زائد مال پر ایک سو روپے کا  
 ٹیکس دینا پڑا۔ اس کے علاوہ ہر شخص کو ایک سو روپے سے زائد مال پر  
 ایک سو روپے کا ٹیکس دینا پڑا۔

۱۹۳۰ء میں حکومت نے ایک نئی ٹیکس لاء منظور کیا جس کے تحت ہر  
 شخص کو ایک سو روپے سے زائد مال پر ایک سو روپے کا ٹیکس دینا پڑا۔  
 اس کے علاوہ ہر شخص کو ایک سو روپے سے زائد مال پر ایک سو روپے کا  
 ٹیکس دینا پڑا۔ اس کے علاوہ ہر شخص کو ایک سو روپے سے زائد مال پر  
 ایک سو روپے کا ٹیکس دینا پڑا۔

۱۹۳۰ء میں حکومت نے ایک نئی ٹیکس لاء منظور کیا جس کے تحت ہر  
 شخص کو ایک سو روپے سے زائد مال پر ایک سو روپے کا ٹیکس دینا پڑا۔  
 اس کے علاوہ ہر شخص کو ایک سو روپے سے زائد مال پر ایک سو روپے کا  
 ٹیکس دینا پڑا۔ اس کے علاوہ ہر شخص کو ایک سو روپے سے زائد مال پر  
 ایک سو روپے کا ٹیکس دینا پڑا۔



تو ایک عدم تعلقات کے طبقے میں ان علماء نے گورنمنٹ کو ایسے سے اپنے پاس  
 لے کر آئے تھے۔ ان کی تعلیم کے لئے 1940ء کی لے اپنی کو قس کے وسیع و عریض لان میں  
 کوئی اسکول اور کالج قائم نہ تھا۔ اس پر انہوں نے اس کی خاطر حب و عن خواہش کیا گیا  
 سے لے کر ایک سنگی ٹنکا کھانیا کرتی تھیں۔ ایسے عاتقان علماء کی تعداد صحت کا خاص خیال رکھتی  
 تھیں۔ مسٹر صاحب کا کھانا وہ اپنی گھرانی میں تیار کراتی تھیں۔ ان کے "سے بچا جس نے اور  
 کہ جسٹ لارنس سے اپنی تعلیم حاصل کرتی تھی۔ ان کی کے فرائض انجام دیتے تھے۔ انہیں  
 بالی دھندے اور عوام کی طرف سے مستقل یا پٹان کے پاس کے سہیہ پر ان سے زیادہ  
 خرچہ کیا جاتا تھا۔

1949ء کی لی لیٹن سال طوفانی حالات کے دوران تیرہ عاتقان ان کی چاروں  
 میں شامل ہیں۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ایسے کو اپنا ہاشی مکان کراچی پر سے کراچی  
 چھوڑ کر کراچی پر رہنا پڑا۔ گزیر کی خاطر ان میں بھی فوجیت کہیں مگر حکومت ہند  
 کے ساتھ اس سے سوال و الجواب کیا۔

موریرہ ریلوے کے بعد کراچی (پاکستان) آئیں اور پھر ریلوے کی گوشہ نشینی میں گزار  
 کر 1954ء میں 99 کو کوہاٹی اعلیٰ کالج کے تھیں۔ کھن اقبال کراچی کے قبرستان میں  
 مدفون ہوئے۔

### ماخذ

- (۱) جامع اردو انسائیکلو پیڈیا "ملک لیل مطبوعہ مجمع نظام علی ایڈیٹرز لاہور، 1998ء ص 243
- (۲) "پاسی مکتبہ، کتب الاطرار، 1949ء علی محمد علی ایڈیٹرز سلطان شاہ پور ری مطبوعہ  
 کراچی 1998ء ص 243
- (۳) "انوار مکتبہ پاکستان کراچی پوری، طبعی انارکین مطبوعہ کراچی 1992ء ص 243
- (۴) "تاریخ پاکستان" مسعود احمد ص 199ء مطبوعہ لاہور، 1998ء ص 243
- (۵) "پروانہ قادیانی میں مکتبہ لاہور" (۱) اکمل نظام سبکی (۲) القادری مطبوعہ لاہور،  
 1998ء ص 243
- (۶) "انارکین کراچی" کراچی پوری، طبعی انارکین مطبوعہ لاہور، 1998ء ص 243



(۱۸۵) ۱۸۵۱ء تا ۱۸۵۲ء تک کے حالات

(۱۸۶) ۱۸۵۲ء تا ۱۸۵۳ء تک کے حالات

(۱۸۷) ۱۸۵۳ء تا ۱۸۵۴ء تک کے حالات

(۱۸۸) ۱۸۵۴ء تا ۱۸۵۵ء تک کے حالات

(۱۸۹) ۱۸۵۵ء تا ۱۸۵۶ء تک کے حالات



جونہ ۱۹۳۳ء تک باقائدگی کے ساتھ اشاعت پڑھ رہا تھا۔

سید حبیب سہانی بھی ٹٹے اور قوی، ضاکر بھی۔ چنانچہ جب کوئی تحریک اٹھتی تو اس میں آپ کا جو کردار ہوتا اس کی عکاسی ان کے اخبار ”سیاست“ میں ہوتی۔ آپ کو مشائخ و علماء، شہسوار سانسو سنی ہند امیر ملت اور سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری (۱۸۴۱ء-۱۹۵۱ء) کا تعاون اور سرپرستی حاصل تھی۔ آپ اعلیٰ درجے کے اخبار نویس، بہت اچھے مقرر اور اسلامی جہاد سے فوب واقف تھے۔ شعر و شاعری سے بھی اچھا خاصا لگاؤ تھا۔ ”ہفت تہ گیتا“ کا منظوم ترجمہ یہ کار ہے۔ زندگی کا بیشتر حصہ لاہور میں گزرا۔ نہایت مہنتی، جھانپتا، باہمت اور ستوں کے مخلص وہ ست اور دشمنوں کے سخت دشمن تھے۔ بڑے سے بڑے آفیسر اور لیڈر سے ٹکرا جانے میں تامل نہ کرتے تھے۔

آپ کا اخبار مسلم رائل عامہ کاہم تھا۔ مسلمانوں نے جب بھی کسی مسئلے پر آواز بلند کی، ”سیاست“ نے ہر پرانداز سے حقیقی کردار ادا کیا اور ملت اسلامیہ کے جوش و جذبہ کو ملت سے بلند کر لیا۔ دولت ایکٹ ایجنٹیشن اور جلیانوالہ باغ امرتسر کے سانحے کے سلسلے میں قومی پالیسی کا حامل رہا۔ سمر شپ کی پمپیاں لگیں، طرح طرح کے عقاب نازل ہوئے مگر ”سیاست“ کے اصولوں میں لرزش نہیں آئی۔ مغل پورہ ایجنٹیشن اور تحریک کشمیر میں ہر قدم شان کردار ادا کیا۔

سید حبیب، تحریک خلافت کے زور و دست حامی اور علی برادران کے مخلص ساتھی تھے۔ آپ نے تقریر و تقریر کے ذریعے تحریک خلافت میں مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ آپ کے اخبار ”سیاست“ نے تحریک خلافت کیلئے جو خدمات انجام دیں وہ اب زور سے گلے کے قابل ہیں۔ ۱۹۳۱ء میں آپ کو تحریک خلافت میں قن من و حسن کی بازی ہارنے کی پاداش میں تین سال کی قید ہوئی جو آپ نے نہایت پامردی کے ساتھ میانوالی جیل میں گائی۔ اس تحریک میں سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری (۱۸۴۱ء-۱۹۵۱ء) کی زیر قیادت پنجاب میں آپ آگ لگا دی کہ پورے ہندوستان میں گونج لگا کر قومی اتحاد جمع کیا جاتا ہے اور سامعین مسعود ہو جائیں۔ آپ کی ہر قدم خدمت کا اعتراف کرتے ہوئے قوم نے آپ کو ”فدائے ملت“ کا لقب دیا۔

۶۶ جنوری ۱۹۴۴ء کو مسٹر ایکہ ایک خاص اجلاس لاہور میں منعقد ہوا جس میں













اگر کسی مسلم ایک کی حمایت میں اپنے ہندو مخالفین "پلیٹس" کو "کسی" میں  
 "پرست" کے نام سے "کام" کو "کاپ" کے خطرناک عملوں کا مشہور طوطا بولے کہ  
 متاثر کیا۔ ان کی ان ہی کو ششوں کے نتیجے میں مسلمانوں میں اتحاد، فکر اور قومی یکجہتی کا  
 جذبہ پیدا ہوا۔ اور پھر سید حبیب نے قیام پاکستان کی کوششوں میں اپنے آپ کو اپنی  
 مصروف کر لیا حتیٰ کہ ۱۹۴۷ء کو پاکستان دینے کے نقشے پر ایک حقیقت کی رقم  
 لکھی۔

۱۹۴۷ء میں سید حبیب نے سرسکند و حیات خاں و وزیر اعظم پنجاب (۱۹۴۶ء  
 ۱۹۴۷ء) کی مسلم لیگ قلم پالیسیوں پر تقرری تنقید کی۔ سرسکند، آپ کی حق گوئی و بیانی کی  
 سب سے زیادہ شہرت نے آپ کے انہد "سیاست" سے حیات خاں و وزیر اعظم پنجاب کی  
 اقدامات کی جائزگی اور "سیاست" سمیت کے لئے دیا ہو گیا۔ اس کے بعد وہ "مشتور" "پہاڑی  
 آباد" ۱۹۴۷ء میں وزیر "کمانڈر" بن گئے۔

میان قعدہ کو کہتا ہوا آئندہ رجم والے سید حبیب نے تمام زندگی حق، صداقت  
 کا پھر پرست رہا۔ کئی قید و بند کی صعوبتوں سے خبردار ہوا۔ ہر ظالم و جبار سے ٹھکرانے  
 میں تیار رہا۔ اسی جملہ کیا۔ تمام زندگی لوگوں کی سہا شیں کرنے، امتیازوں کی لہر کا  
 جھری کرے اور مظلوموں کی اور ہی کے لئے افسروں سے جھڑپے والے اس کے  
 سر و بیاد کی آخری عمر شہادت اقدس۔ آخرت اور جہنم میں گزری۔ اور اس حال میں ۱۹۴۷ء  
 قعدہ کی ۱۹۵۱ء مطابق ۱۹۷۱ء کی ۱۰ جولائی کو ۳۰ سالہ رخصتہ الیہ ک آپ کی روح نفس  
 جنت کی ست پر جا کر گئی اور لاہور کے مشہور معروف قبرستان میانی صاحب میں تدفین  
 ہوئی۔

حضرت عاتق سلطانہ کی سہروردہ و سہیلی

سید حبیب سر و خدا صاحب سقا اور قوم کا زعيم و ملت کا اولاد  
 جو چہرہ نچو سے لیب حق کا نفس جب تک جیسا جہاد کی شان سے  
 یہ سلطنت کو پھولا اور کی طرح ان کے چہرہ و عظمت کا  
 یہ اسلام و ائمہ حق میں باقی و فوق اور ان کے سر و حق کو  
 حق سلطنت سے آگاہ و آغوش اور اچھا و سہا سہا سے

پہلے اس کو ہی ہدایت کا قرب حاصل اس کو کا عظیم طریقت کا راجما  
 "وہ آفتاب فکر و نظر" اس کا وہاں  
 طارق سرور شفیق نے نہ جتے ہوں گے

۱۹۵۱ء

حضرت سیدہ امی شہزادہ بی بی نے بھی یہ قطعہ کہا۔

اب رہا تھے مقبول تھے سہائی ایضاً سیدہ صاحبہ صاحبہ  
 یہاں وقت ان کا کیا خوب ہے یہ سادہ "مات حنیہ حضرت سیدہ صاحبہ"

۱۹۵۱ء

### ماخذ

(۱) "نقوش" لاہور ۱۹۷۲ء، "تکلیف فروری" ۱۹۶۲ء، "۱۰۳۳، ۹۲۶ء۔

(۲) "جہان آباد انسائیکلو پیڈیا" جلد اول، "شعاع علی ایڈیٹر مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۸۰۵۔

(۳) "تخصیصات کا انسائیکلو پیڈیا" مرکز مقصود ایڈیٹر، محمد ناصر مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۱۳۳۔

۲۰۰

(۴) "فکلیں خاک لاہور" سجاد علی و فیصلہ محمد اسلم مطبوعہ لاہور ۱۹۹۳ء، ص ۸۰۔

(۵) "پاکستان میں ولی جانے والی زبانوں کا تحلیلی مطالعہ" سجاد علی محمد اسلم مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء، ص ۱۸۔

(۶) "پاکستان میں سہائی" سجاد علی محمد اسلم مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء، ص ۲۰۔

(۷) "سیدہ امی شہزادہ بی بی" سجاد علی محمد اسلم مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء، ص ۱۸۔

(۸) "سیدہ امی شہزادہ بی بی" سجاد علی محمد اسلم مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء، ص ۳۰۔

(۹) "سیدہ امی شہزادہ بی بی" سجاد علی محمد اسلم مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء، ص ۱۸۔

(۱۰) "سیدہ امی شہزادہ بی بی" سجاد علی محمد اسلم مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء، ص ۳۰۔

(۱۱) "سیدہ امی شہزادہ بی بی" سجاد علی محمد اسلم مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء، ص ۳۰۔

(۱۲) "سیدہ امی شہزادہ بی بی" سجاد علی محمد اسلم مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء، ص ۹۲۔

(۱۳) "سیدہ امی شہزادہ بی بی" سجاد علی محمد اسلم مطبوعہ لاہور ۱۹۹۳ء، ص ۳۱۔

(۱۴) "آئینہ حق" لاہور میں شیری مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۷ء میں ۱۳۶۲۲۵۔

(۱۵) "تحریک پاکستان" (توابع وقت کے لواغوں کی روشنی میں) (۱۹۴۳ء۔ ۱۹۴۷ء)۔  
 سر فرز حسین مرزا مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء میں ۱۰۰۔

(۱۶) "ذرائع صحافت میں اہل ملت کا کردار" مولانا شاہ حسین گروچی مطبوعہ گروچی  
 ۱۹۸۳ء میں ۱۰۰۔

(۱۷) "صحافت ہندوستان میں" لاہور آئینہ عید السلام قورٹید، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء میں  
 ۲۳۶، ۲۳۲۔

(۱۸) "آئینہ اسلام" سر سید احمد سعید مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء میں ۷۸۔

(۱۹) "الماہنامہ" "یادگار" ضابطہ ملی (صحافت کی تاریخ) ۱۳۲۶ھ ۱۹۶۷ء۔

(۲۰) "یادگار" "سیاست" لاہور ۱۳۲۶ھ ۱۹۶۸ء میں ۸۔

(۲۱) "ششماہی" "یادگار" صحافت پاکستان اسلام آباد پبلک پریس ۱۹۹۹ء میں  
 ۷۵، ۷۸۔

(۲۲) "آئینہ حق" میں اردو شاعری، قیصر عظیم انسانیت مطبوعہ جلالپور (پہلی)  
 ۱۹۹۹ء میں ۷۰۔

(۲۳) "آئینہ حق" اردو شاعری میں پنجاب کا کردار، لاہور آئینہ عید السلام حسین (۱۹۹۹ء)۔  
 ۱۹۹۹ء میں ۷۰۔

(۲۴) "آئینہ حق" اردو شاعری میں پنجاب کا کردار، لاہور آئینہ عید السلام حسین (۱۹۹۳ء)۔  
 ۱۹۹۳ء میں ۷۰۔

(۲۵) "آئینہ حق" اردو شاعری میں پنجاب کا کردار، لاہور آئینہ عید السلام حسین (۱۹۹۳ء)۔  
 ۱۹۹۳ء میں ۷۰۔

(۲۶) "آئینہ حق" اردو شاعری میں پنجاب کا کردار، لاہور آئینہ عید السلام حسین (۱۹۹۳ء)۔  
 ۱۹۹۳ء میں ۷۰۔





کی تکمیل کی۔ شامری میں سید فخر الحسن فطرت موہانی (۱۸ء - ۱۹ء) اور شیخ امیر  
 اللہ تسلیم لکھنوی (۱۸۲۰ء - ۱۹۱۱ء) سے تلمذ تھا۔ مسلک حنفی اور مشرباً قادری تھے۔ حضرت  
 شاہ عبدالرزاق فرنگی محلی (۱۸۲۲ء - ۱۸۸۹ء) سے بیعت تھی، ان کی رحلت کے بعد  
 حضرت شاہ عبدالوہاب فرنگی محلی (۱۸۳۶ء - ۱۹۰۳ء) سے تجدید بیعت کی اور قیام الدین  
 و ملت حضرت مولانا محمد عبدالباری فرنگی محلی (۱۸۷۸ء - ۱۹۲۶ء) سے اجازت و  
 خلافت پائی۔ پہلا حج ۱۹۳۲ء میں اور آخری حج ۱۹۵۰ء میں کیا۔ اس طرح کل ۱۳ حج گئے  
 اور ۱۴ مرتبہ روضہ رسول ﷺ پر حاضری دی۔ پہلے حج کے موقع پر حضرت مولانا محمد  
 عبدالہادی فرنگی محلی مساجر مدنی (۱۸۶۹ء - ۱۹۴۵ء) سے سلاسل حدیث کی اجازت  
 حاصل کی۔

۱۹۰۳ء میں علی گڑھ سے ماہنامہ ”اردو معنی“ نکالا۔ ۱۹۱۴ء میں ”سہ ماہی“ تذکرہ  
 الشعراء جاری کیا اور ۱۹۲۸ء میں کانپور سے روزنامہ ”مستقل“ کا اجراء کیا جو بعد میں دو  
 روزہ، سہ روزہ، ہفت روزہ اور ماہنامہ ہو کر بالآخر ”اردو معنی“ میں ضم ہو گیا۔ ۱۹۰۳ء میں  
 سیاسی مضامین کا آغاز کیا۔ ۱۹۰۳ء سے عملی سیاست میں دخیل ہو گئے۔ ۱۹۱۳ء میں مسلم  
 لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ ۱۹۲۰ء میں سالانہ اجلاس مسلم لیگ میں شرکت کی۔ ۳۰  
 دسمبر ۱۹۲۱ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کا چودھواں سالانہ اجلاس احمد آباد میں ہوا تو صدارت کے  
 لئے نظر انتخاب مولانا حسرت موہانی پر پڑی۔ مولانا نے اپنے خطبہ صدارت میں کہا کہ  
 بدلے ہوئے حالات میں مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد پر نظر ثانی کی جائے، مسلم لیگ کے  
 دعوئے عام لوگوں پر کھول دیئے جائیں۔ مولانا نے اپنے اس تاریخی خطبے میں کامل آزادی  
 کا کر کیا۔ انگریز حکومت نے یہ خطبہ صدارت ضبط کر لیا اور گرفتار کر کے مقدمہ بغاوت  
 قائم کر دیا۔

۱۹۳۶ء میں مسلم لیگ کی تنظیم جدیدت و ملت ہو گئے۔ مسلم لیگ یوپی پارلیمانی  
 بورڈ کے ممبر اور یوپی مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے مستقل ممبر بن گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب  
 مسلم لیگ کو نوابان اور امیران کی جماعت سمجھا جاتا تھا۔ مولانا کا وجود اس اعتراض کا مست  
 جواب تھا۔ آپ نے مسلم لیگ کو عوام میں مقبول بنانے کیلئے سب سے زیادہ کام کیا۔  
 کامیاب تنظیم کا تعارف کرتے ہوئے انہی سے باہمیوں کہا جاتا تھا کہ یہ مولانا حسرت موہانی کے

تعلیم شدہ قائد ہیں اور اس بات کا سامعین پر تسلیت فرماتے ہیں کہ یہ قائد  
قائد اعظم کی قیادت میں جب مسلم لیگ ایک جہد گیر سیاسی جماعت بن گئی تو  
مولانا حسرت موہانی نے ۱۹۳۷ء میں سالانہ اجلاس انجمن کے موقع پر "مکمل آزادی کی  
قرارداد پیش کی۔"

"آل انڈیا مسلم لیگ کا مقصد ہندوستان میں مکمل آزادی کا  
قیام ہو گا جو آزاد جمہوری ریاستوں کی ذیلیت پر منحصر ہو گا۔ اس کے  
دستور کے تحت مسلمانوں اور دیگر تمام اقلیتوں کے حقوق اور مفادات  
کا جائزہ اور موثر تحفظ فراہم کیا جائے گا۔"

اس قرارداد کا بدشور ہند جو شطیل طویل سالوں سے خیر مقدم کیا گیا۔ مولانا حسرت  
خال (۱۸۷۲ء - ۱۹۵۶ء) چوہدری خلیق الرحمن (۱۸۸۹ء - ۱۹۷۳ء) سید حسین علی  
(۱۸۹۷ء - ۱۹۸۵ء)، مولانا مظہر الدین شیر کوٹی (۱۸۸۸ء - ۱۹۳۹ء)، عبدالحق  
مدنی (۱۸۸۷ء - ۱۹۵۳ء)، نجم مولانا محمد علی جوہر (۱۸۸۵ء - ۱۹۶۳ء) اور دیگر  
بہت سے لوگوں نے مولانا کی قرارداد کی تائید میں تقریریں کیں۔ "اسلام زعمہ بدشور"  
"اللہ اکبر" کے نعروں کی گونج میں قرارداد منظور ہوئی۔

اس اجلاس میں مولانا حسرت موہانی کی کوششوں سے مسلم لیگ کا نصب العین  
"مکمل آزادی" اور ایسا وفاقی طرز حکومت معین ہوا جس کے صوبے اندرونی طور پر آزاد  
ہوں۔ جدید نصب العین کی تحریک کرتے ہوئے مولانا نے صاف طور پر اعلان کر دیا کہ  
وفاق ہند کے صوبوں کو اس لئے وہ آزاد رکھنا چاہتے ہیں کہ م مرکزی حکومت مستطیع نہ ہو  
اکثریت کے اصولوں کے ساتھ انصاف نہ کرے تو یہ صوبے وفاقی ہند سے ہر نکل آئیں گے  
اور ہند اکثریتی صوبے کو آبادیاتی طرز حکومت پر قیادت کر لیں تو اسلامی اکثریت کے صوبے  
آزاد حکومت بنالیں اور ضرورت ہو تو "جمہوریہ شریہ" سے ان پر لیا جائے۔ انہوں نے  
کہ مولانا مسلم لیگ کے ہر سالانہ اجلاس پر آل انڈیا مسلم لیگ کی تائید کی م نشست شد  
یافتہ نئے شریک بنے رہے۔

۱۹۳۷ء میں ہندو شریہ اور انگریزوں کے ایشیائی میں مولانا حسرت موہانی نے مولانا  
سید احمد علی (۱۸۸۸ء - ۱۹۷۰ء) اور مولانا خورشید علی (۱۹۰۸ء - ۱۹۷۳ء) کے ساتھ









محمد بن علی علیہ السلام کی طرف سے کی گئی تھی۔ اس واقعہ کے بعد محمد بن علی نے کہا کہ میں نے اپنے  
 کو باقی کی باتوں پر غور کیا ہے لیکن میں نے اس بات پر اصرار کیا ہے کہ اگر وہ اس کے لئے اس کے لئے

اس بات کے لئے میں نے غور کیا ہے کہ اگر وہ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

فری ہائی اس طرح ۱۹۳۷ء میں آپ کانگریس کے ساتھ مسلمانوں کو بااثر بنانے کے لیے  
 کھڑے ہیں اور اسلامی اداروں کو مالی امور کے لیے مدد دے کر ایسے کے ارپے ہیں۔  
 اصول و فہم ۱۹۱۶ء

پندرہ سال پہلے میں ایک ایسا وقت تھی آپ ۱۹۱۶ء سے سوہیل کے ساتھ  
 ایک مہر میں تھیں۔ مسلمانوں کے جذبات کی سچی ترجمانی کر سکتے تھے۔ ان کے لیے ایک  
 ایک ہی ہندوستانی افغان کے ہونے کے بعد تھا۔ ہندوستانی الٹ تھی جس کے لیے ان کو ہندو  
 ہوائی کر دیا۔ یہ کہ ان مسلمانوں کے اوں میں تھیں مگر ان میں ان کے ایک  
 قریبی انوں کے ساتھ اور قبل (۱۹۷۰ء اور ۱۹۷۵ء) کے اسلامی عروج کے بعد میں ان  
 کا آپ کے لیے کیا

میں نے وہی کام کیا۔ ۱۹۷۰ء کی دہائی کے لیے کیا تھا۔  
 نے اپنی حالت اور قوموں کے لیے یہ کمر اور دوستوں کی آزمائش  
 کھلی ہے۔ کمر اور شہر کے لیے ہے۔

میں نے ۱۹۷۵ء کے لیے ایک اور ہے جسے قادیان کا سرور آج بھی یہ اور قبل  
 سے تھا۔ ایک سو قادیان کے لیے۔ اس میں کراچی کا ایک مگر اب میں ایک  
 اسلامی ہے۔

۱۹۷۵ء کے لیے ایک اور (۱۹۷۵ء اور ۱۹۷۸ء) کے لیے ایک اور  
 ایک اور ہے۔

ایک اور ہے۔

۱۹۷۸ء کے لیے ایک اور ہے۔

۱۹۷۸ء کے لیے ایک اور ہے۔

۱۹۷۸ء کے لیے ایک اور ہے۔

۱۹۷۸ء کے لیے ایک اور ہے۔

۱۹۷۸ء کے لیے ایک اور ہے۔

۱۹۷۸ء کے لیے ایک اور ہے۔

۱۹۷۸ء کے لیے ایک اور ہے۔

۱۹۷۸ء کے لیے ایک اور ہے۔





[illegible]

کہ اس قدر کہ اس کو چاہے وہ اپنے  
 اپنے ہاتھ سے اپنے ہی گھر میں  
 "ہو تو وہ" دعا کے لئے  
 "کے لئے" اس کے لئے

2454

۱۰۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد (۶۶۱ء) لوگ بے ہنگام ہو گئے تھے۔  
 "ہوئی وہم غلغلۃ کثیرین عرصات" ہو گئی۔

2424

ہاں ہی دستہ وہ چلتے چلتے  
 اس دکان سے سونے ہاتھ  
 عمر، عمر ہی کا ایک  
 ہاتھ سے ہاتھ  
 ان کی بھول میں وہ ہی  
 ایک ہاتھ سے ایک ہاتھ  
 عمر میں ہی کے ایک ہاتھ  
 ایک ہاتھ سے ایک ہاتھ  
 ایک ہاتھ سے ایک ہاتھ  
 ایک ہاتھ سے ایک ہاتھ

4724

اوپر لکھے ایسی امور ہیں کہ میں مزاج حسرتہ سے معافی و رحمہ اللہ سے  
ان امور سے باز رہتا ہوں۔

24

الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

مجلدات۔

۶۲۱۔ تہذیب کی بنیاد پر مبنی، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، (بھارت) ۱۹۵۰ء۔  
صفحہ ۱۰۰۔

۶۲۲۔ تہذیب کی بنیاد پر مبنی، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، (بھارت) ۱۹۵۰ء، ص ۳۱۳۔

۶۲۳۔ تہذیب کی بنیاد پر مبنی، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، (بھارت) ۱۹۵۰ء، ص ۱۲۔

۶۲۴۔ تہذیب کی بنیاد پر مبنی، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، (بھارت) ۱۹۵۰ء، متعدد صفحات۔

۶۲۵۔ تہذیب کی بنیاد پر مبنی، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، (بھارت) ۱۹۵۰ء، متعدد صفحات۔

۶۲۶۔ تہذیب کی بنیاد پر مبنی، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، (بھارت) ۱۹۵۰ء، متعدد صفحات۔

۶۲۷۔ تہذیب کی بنیاد پر مبنی، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، (بھارت) ۱۹۵۰ء، متعدد صفحات۔

۶۲۸۔ تہذیب کی بنیاد پر مبنی، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، (بھارت) ۱۹۵۰ء، متعدد صفحات۔

۶۲۹۔ تہذیب کی بنیاد پر مبنی، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، (بھارت) ۱۹۵۰ء، متعدد صفحات۔

۶۳۰۔ تہذیب کی بنیاد پر مبنی، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، (بھارت) ۱۹۵۰ء، متعدد صفحات۔

۶۳۱۔ تہذیب کی بنیاد پر مبنی، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، (بھارت) ۱۹۵۰ء، متعدد صفحات۔

۶۳۲۔ تہذیب کی بنیاد پر مبنی، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، (بھارت) ۱۹۵۰ء، متعدد صفحات۔

۶۳۳۔ تہذیب کی بنیاد پر مبنی، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، (بھارت) ۱۹۵۰ء، متعدد صفحات۔

۶۳۴۔ تہذیب کی بنیاد پر مبنی، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، (بھارت) ۱۹۵۰ء، متعدد صفحات۔

۶۳۵۔ تہذیب کی بنیاد پر مبنی، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، (بھارت) ۱۹۵۰ء، متعدد صفحات۔

۶۳۶۔ تہذیب کی بنیاد پر مبنی، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، (بھارت) ۱۹۵۰ء، متعدد صفحات۔

۶۳۷۔ تہذیب کی بنیاد پر مبنی، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، (بھارت) ۱۹۵۰ء، متعدد صفحات۔

(۱۶۰) تاریخ و فنکاران کے ساتھ ان کی مطبوعہ کراچی ۱۹۸۹ء میں ۲۔  
 (۱۶۱) اقبال کی شاعری پر مبنی مسعود حسن مسعود کی مطبوعہ الہ آباد (بھارت) ۱۹۰۰ء میں ۱۵۔

(۱۶۲) شخصیات اور جہانگیر کی کتاب ان کے لیے مطبوعہ کراچی ۱۹۹۸ء میں ۱۳۲۱۳۲۔  
 (۱۶۳)۔ بانی "آئینہ نگار" کے لیے "تحریک آزادی نمبر" ۱۹۷۰ء شہرہ نمبر ۲ میں ۵۹۳، ۱۲۰، ۱۰۰۔

(۱۶۴) کتاب "تاریخ" کراچی پبلشنگ ہاؤس ۱۹۵۳ء میں ۳۔  
 (۱۶۵) کتاب "آئینہ نگار" کراچی پبلشنگ ہاؤس ۱۹۸۸ء میں ۳۱۲۲۔  
 (۱۶۶) کتاب "تاریخ" کراچی پبلشنگ ہاؤس ۱۹۷۲ء، مضمون "۱۰۰ سالہ شہرہ" میں بانی "آئینہ نگار" کے لیے۔

(۱۶۷) کتاب "تاریخ" کراچی پبلشنگ ہاؤس ۱۹۷۵ء میں ۸۔  
 (۱۶۸) کتاب "تاریخ" کراچی پبلشنگ ہاؤس ۱۹۷۵ء میں ۳۰۔  
 (۱۶۹) کتاب "تاریخ" کراچی پبلشنگ ہاؤس ۱۹۷۶ء میں ۱۹۔

(۱۷۰) کتاب "تاریخ" کراچی پبلشنگ ہاؤس ۱۹۷۶ء میں ۱۔  
 (۱۷۱) کتاب "تاریخ" کراچی پبلشنگ ہاؤس ۱۹۷۶ء میں ۳۲۔

(۱۷۲) کتاب "تاریخ" کراچی پبلشنگ ہاؤس ۱۹۹۰ء میں ۱۳، ۱۳، ۱۳، ۱۳۔  
 (۱۷۳) کتاب "تاریخ" کراچی پبلشنگ ہاؤس ۱۹۹۸ء میں ۱۵، ۱۵، ۱۵، ۱۵۔

(۱۷۴) کتاب "تاریخ" کراچی پبلشنگ ہاؤس ۱۹۹۸ء میں ۱۵، ۱۵، ۱۵، ۱۵۔  
 (۱۷۵) کتاب "تاریخ" کراچی پبلشنگ ہاؤس ۱۹۹۸ء میں ۱۵، ۱۵، ۱۵، ۱۵۔

(۱۷۶) کتاب "تاریخ" کراچی پبلشنگ ہاؤس ۱۹۹۸ء میں ۱۵، ۱۵، ۱۵، ۱۵۔  
 (۱۷۷) کتاب "تاریخ" کراچی پبلشنگ ہاؤس ۱۹۹۸ء میں ۱۵، ۱۵، ۱۵، ۱۵۔

## مولانا میر غلام بھیک نیر ننگ انبالوی

مولانا میر غلام بھیک نیر ننگ ان سید قاسم علی (ف ۱۸۸۸ء) بن سید فتح علی  
طوبی ترقی کی ولادت باسعادت ۱۸۷۶ء میں دورانہ ضلع انبالہ (حال مشرقی پنجاب،  
بھارت) میں ہوئی۔ ۱۸۹۰ء میں انبالہ میں میٹرک کا امتحان اول پوزیشن میں پاس کیا۔ آپ  
کی اس کامیابی نے اہل خاندان کو باور کرایا کہ یہ چہ مستقبل کا بہت بڑا انسان ہو گا چنانچہ مزید  
تعلیم کے لئے گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل کر دیئے گئے۔

اسی سال حکیم الامت علامہ اقبال (۱۸۷۷ء - ۱۹۳۸ء) بھی مرے کالج  
سیکولر سے آکر یہاں تھراپتیر میں داخل ہوئے۔ سر فضل حسین (۱۸۷۷ء - ۱۹۳۶ء)  
میں عیدائہ مزین ملک پیدا (۱۸۷۹ء - ۱۹۵۱ء) وغیرہم بھی یہیں زیر تعلیم تھے۔ نیر ننگ کا ان  
بہ حضرات سے تعلقات کا سلسلہ شروع ہوا۔

گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے کا امتحان اعلیٰ پوزیشن میں پاس کرنے کی بعد  
دہلیات کا امتحان پاس کیا اور پھر انبالہ میں پریکٹس شروع کر دی حکومت نے آپ کی منت  
دہلیات اور قابلیت کو دیکھ کر سرکاری کیل کا مدد پیش کیا۔ چنانچہ آپ چند سال تک سٹیٹ  
سرکاری کیل قرائض سر البھام، جے دے مگر فیور طبیعت نے زیادہ دیر تک یہ کام پایا  
نہ ہوا۔ کیل قرائض سے گریڈ دو پر پیش شروع کر دی۔

نیرنگ نے حضرت شاہ ولی حسین اثر فی کچھ پھولی (۱۸۵۰ء-۱۹۳۶ء) سے  
دوستی پر سعادتِ دوست حاصل کی تھی اور اجازت و خلافت یافتہ تھے۔ آپ نے  
چودہ مرتبہ کاغذی مجموعہ "کلام" "تخلص اثر فی" آپ ہی نے ترتیب دے کر چھپوایا تھا۔ اس  
مجموعہ کو دیکھنے سے نیرنگ کی اپنے چودہ مرتبہ سے عقیدت و محبت میں ہوتی ہے۔

نیرنگ شاعر بھی تھے۔ نواب مرزا آغا دہلوی (۱۸۳۱ء-۱۹۰۵ء) سے شرف  
تکذ حاصل تھا۔ علامہ اقبال آپ کی شاعری سے بہت متاثر تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ اقبال نے  
آپ کی خدمت میں اپنا نمونہ کلام ارسال کیا تھا۔

یہ مرزیت جو شمعِ فکل جاتا ہے شانِ اس کی زلف چپوں کا چہرہ ہے  
پائے ساقی پر گر لیا، جب گر لیا ہے مجھے چال سی خلی گہاں یہ لغزش مستان سے  
جو بانیرنگ نے جو نمونہ کلام حضرت حکیم الامت کی خدمت میں ارسال کیا تھا  
اس کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

حرم کو جانا جنابِ زابد یہ ساری ظاہر پرستیاں ہیں

میں اس کی رندی کو ماننا ہوں جو کام لے کر سے حرم کا

آپ کے کلام کے دو مجموعے "کلام نیرنگ" اور "فہرست افق" یادگار ہیں۔ کلام  
نیرنگ کا دوسرا اور تیسرا ایڈیشن ہمارے پیش نظر ہے۔ دوسرا ایڈیشن ۱۹۲۳ء میں لاہور  
سے اور تیسرا ایڈیشن ۱۹۸۳ء میں کراچی سے طبع ہوا ایک غزل ملاحظہ ہو۔

اب ہجومِ غم و کلفت ہے خدا خیر کرے جان پرنت نئی آفت ہے خدا خیر کرے  
جائے ماندن ہمیں حاصل ہے نہ پائے رفتن کچھ مصیبت سی مصیبت ہے خدا خیر کرے  
آج اس امتِ عیار کی باتوں کا یقین سادگی اپنی قیامت ہے خدا خیر کرے  
ولی کیا جانے وہ کافر کی ہے ایماں پہ نظر آنکھ میں اپنی مرگوت ہے خدا خیر کرے  
بہشِ بخشِ مرض میں ہے طبیبوں کو کلام جال و حرور ہے رخصت ہے خدا خیر کرے  
بہشوں کو پتہ خود بھی نہیں رستے کا راہرو و حکم حیرت ہے خدا خیر کرے

مولانا نیرنگ کو حکیم الامت علامہ اقبال (۱۸۷۷ء-۱۹۳۸ء) سے بہت محبت  
تھی۔ ۱۹۰۵ء میں جب اعلیٰ تعلیم کے لئے علامہ اقبال انگلستان گئے تو نیرنگ نے ان کے لئے  
ایک خطِ مہر میں علامہ کی مشایعت کی۔ خواجہ حسن نظامی (۱۸۷۸ء-۱۹۵۵ء) نے

۱۸۸۸ء تا ۱۹۰۷ء اور نیرنگ کی موجودگی میں اقبال نے "انجمن مسلمان" کے عنوان سے ایک نظم حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین لویا (۱۲۳۰ھ تا ۱۳۰۷ھ) کے مزار مقدس پر پڑھی۔

اقبال کا مشق رسول ﷺ ایک مسئلہ چیز ہے، نیرنگ نے بھی اس مشق اقبال کی جاکسیں بلکہ اقبال سے حاصل کی۔ یہ نیرنگ، علامہ اقبال کے مشق رسول ﷺ کے متعلق رقمطراز ہیں۔

"اقبال کا تقبی تعلق حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات

قدسی صفات سے اس قدر زیادہ تھا کہ حضور ﷺ کا ذکر آتے ہی ان کی حالت وگوئوں ہو جاتی۔ ہر لمحہ میں بارہا ان کی یہ کیفیت دیکھ چکا تھا اس لئے میں نے ان کے سامنے تو نہیں لکھا مگر خاص لوگوں سے علو اور شہرہ رکھنا کہ اگر یہ حضور اقدس ﷺ کے سر قد پاک پر حاضر ہوں گے تو نہ وہ ایسی قسمیں آئیں گے کہ میں جاں بحق ہو جائیں گے۔"

حکایت، شاعری، علمی اور ادبی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ نیرنگ نے مذہبی، قومی اور سیاسی تحریکوں میں بھی نمایاں حصہ لیا۔ مذہب و ملت کا بڑا زیادہ رورکھتے تھے۔ ۱۹۰۱ء میں انہماک کے سید نیپل کشن منقب ہوئے۔ تحریک خلافت اور تحریک ترک ممالک میں بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۲۳ء میں جب "شہمی تحریک" آگرم، تھڑ اور بھرت پورہ فیہ میں شروع ہوئی تو آپ نے انہماک میں "جمیۃ سرگزین تبلیغ الاسلام" کی بارگاہی جس کے صدر مولانا خواجہ حبیب الرحمن خاں شروانی (۱۸۶۷ء - ۱۹۵۰ء) اور آپ کا خیالات نامم افی منتخب ہوئے۔ حضرت علامہ اقبال ان کے پالیسی رکن تھے۔ علامہ ازیں مولوی سر اسیم علی (۱۸۶۱ء - ۱۹۳۵ء) اور مولانا عبد المجاہد بدایونی (۱۸۸۷ء - ۱۹۳۱ء) انہماک میں آئے تھے۔ اس انجمن نے مبلغین کی ایک بڑی تعداد تیار کر کے شہمی تحریک کے خلاف کام کرنے لگے۔

نیرنگ نے ۱۹۲۳ء میں پہلی دفعہ مسلم لیگ کے اجلاس ۱۹۲۳ء میں شرکت کی۔ اس کے بعد سالانہ ملی اسمبلی ۱۹۲۶ء میں شرکت ہوئے۔ اس اجلاس میں آپ کو لیگ کا سربراہی منتخب ہونے والا ہو کر ۱۹۲۷ء لکھا گیا تھا، جس کا کام مستقبل کی اصلاحات سے ہے۔

یہ منصوبہ تھا کہ لاہور لیگ کی مرکزی مجلس کو ختم کرنا تھا۔ لیکن آپ اس کی مخالفت فرمادی۔  
 لاہور میں بھی ایک مجلس انتظامی کے رکن بھی بنائے گئے تھے جس کا مقصد "کیس کی اصلاح اور"  
 برقرار رکھنا تھا۔ اس مجلس کے بعد علامہ اقبال تھے۔

آپ نے مسلم لیگ سے وابستہ ہونے کے بعد اہلہ کے مسلمانوں میں آواز کی اور  
 قومی امور سپرد کرنے میں موثر کردار ادا کیا۔ آپ کی کوششوں کے اثر سے اہلہ میں یہ  
 بہت مقبولیت حاصل ہوئی اور مسلمانوں میں قومی تحریکوں میں حصہ لینے اور سیاسی ترقی  
 کے مسائل کے جذبات عام ہو گئے۔ چونکہ آپ کو اپنے شہر اہلہ میں قومی عزت اور  
 حاصل تھا اس لئے آپ اہلہ ضلع سے ۱۹۳۴ء کے انتخابات میں بلا مقابلہ سبکیاں اٹھائیں  
 اور منتخب ہو گئے۔ اور پھر اس کے بعد ہر انتخاب میں منتخب ہوتے رہے۔ آپ نے اپنی  
 صلاحیت اور لیاقت سے نہ صرف صوبائی مسلم لیگ بلکہ اس کی مرکزی تنظیم کو بہت  
 پانچواں چھپوچھپو سے جلد لیگ کے ممتاز قائدین میں شمار ہونے لگے۔ ۱۹۳۶ء میں آپ نے  
 سندھ اسمبلی میں قائد اعظم (۱۸۷۶ء-۱۹۴۸ء) کی سرپرستی میں دو چار سال بٹھائی  
 اور اقلیتی کی قرارداد پیش کی لیکن مخالفین کی بہت دھمکیوں کی وجہ سے کامیابی نہ ہو سکی۔ ویسے  
 اس وقت بلوچستان میں مسلم لیگ کا وجود تھا اور نہ ہی قائد اعظم کی یہاں تشریف لائے تھے۔  
 تاہم آپ کے خیال سے یہ پتہ ضرور چلتا ہے کہ وہ بلوچستان کی لئے اسٹے ہی چاہتے تھے جتنے کہ  
 ان کے صوبوں کے لئے۔

نومبر ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۲ء تک "مرکزی مجلس" دستور ساز میں مسلم لیگ کے  
 "کونسلر" کی حیثیت سے لیگ اور اس طرح مسلمانوں کی قیادت کرتے رہے۔ اس عرصہ  
 میں قائد اعظم اپنی بے پناہ ذمہ داریوں کے باعث بہت کم اسمبلی کے اجلاس میں شریک ہو  
 سکے تھے اس لئے ان کی مدد ممبروں کی میں یہ تک ہی لیگ اسمبلی پارٹی کے لیڈر کے قرائم  
 میں کام کرتے تھے۔ قائد اعظم کی جیسے ہر مجلس مواقع پر جاسکتے تھے تو قومی اہمیت اور  
 اہمیت کی ایک نمائندگی مثالی ہے۔

مسلم لیگ کے یہ نو گھنٹے سے آگے اصلاحات و ترمیمات کا کام ہی اہلہ دستور ساز  
 پارٹی کی ذمہ داری تھی۔ جس میں لیگ سے لگا تھا کہ یہ خود ہی کے اکثر اہلہ جانتے ہیں  
 مسلمانوں کے لئے ہے اس کو برقرار رکھنا ہے۔ مسلمانوں کے لئے ہے کہ اس کے لئے ہے کہ







— — — — —

المجلد الثاني: تاريخ الكويت من العصور القديمة إلى العصور الحديثة

(محلہ کے محکمہ اعلیٰ درجہ کے ترقی پزیر اسکول کے ساتھ مل کر)

۱۔ مجھے کچھ عرصہ قبل میں اس سطور اور حلقہ میں تھا۔

[illegible]

الحمد لله رب العالمين







ان مجلس میں ملک قرار دینے کی سبکی جن میں کئی ایک کی حمایت یہ ہوئی تھی۔

۱۸۔ آٹھ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو متحدہ مسلم لیگ کی صوبائی کانفرنس کراچی میں منعقد ہوئی۔ اس کے ساتھ اس کانفرنس میں نوٹس دہ لیاقت میں خیال (۱۹۴۵ء) ۱۹۵۱ء اور ۱۹۵۲ء کی شراکتیں (۱۹۳۸ء-۱۹۵۲ء)، لیگ ممبران محمد علی جوہر (۱۹۱۵ء-۱۹۴۳ء)، اور ایچ ایم خان آف محمود آباد (۱۹۱۴ء-۱۹۴۳ء)، مولانا عبدالکامیہ (۱۸۹۵ء-۱۹۵۰ء)، ملک نے شرکت کی (۱۸۸۵ء-۱۹۴۶ء) میر غلام جمیل نے شرکت کی (۱۸۸۶ء-۱۹۵۲ء) مولانا جلال میاں فرنگی محلی (۱۹۱۹ء-زندہ) وغیرہ۔ اس کانفرنس نے بھی شرکت کی۔ اس کانفرنس کے صدر مجلس استقبالیہ مولانا عبدالحامد (۱۸۷۲ء-۱۹۳۲ء) اور پیر علی محمد راشدی (۱۹۰۵ء-۱۹۸۷ء) جنرل مقرر ہوئے تھے۔

۱۸۔ آٹھ اکتوبر ۱۹۳۸ء کی رات کو ۹ بجے اجلاس عام شروع ہوا جس میں پندرہ گروہوں نے شرکت کی۔ اجلاس کی صدارت قائد اعظم نے کی۔ تلاوت کے بعد قومی نظمیں پڑھیں گئیں اور پھر مختلف زبانوں میں قراردادیں گئیں۔ کانفرنس کی دوسری نشست ۹ اکتوبر کو ۹ بجے رات شروع ہوئی جس میں پندرہ ہزار کے قریب لوگوں نے شرکت کی۔ اس نشست پر خطاب کرتے ہوئے سید عبدالرؤف شاہ نے سی پی کی نمائندگی کرتے ہوئے۔

یہ قسمی سے ہمارے علاقہ اور سی پی کے مسلمان مل کر بھی مشکل سے ساڑھے چار فیصد ملتے ہیں۔ اس لئے ہم ہر قسم کی مصیبت کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ دنیا مند کی اسکیم اگر کسی اور صوبے میں رواج نہ پا سکی تو یہ امت ہمارے اوپر لال لگی۔ اس کیلئے وہ لاکھ روپیہ پیگ فنڈ سے حکم کے لئے جن میں سے مسلمانوں کو اس حصہ میں سے صرف دیکھنا چاہئے ملتے ہیں۔

قادی کے اہل و عیال نے مسلمانوں کی سخت مخالفت کی۔

ہو جو انہیں یہ اسکیم کو اس کا نام ہی ہو فی سدا کہہ دی گئی ہے اس کے  
 اور روحانی سکون ہے۔ اس وجہ سے قسم اب نہ ہی اور ہندوئی میں ہو  
 گی۔ ہندی اور سرہتی اب صوبہ کی زبان ہو گئی۔ دو حصہ ہیں، مسلمان  
 فرائض جو ہے۔ ایک میں مسلمان زیادہ جڑے تھے تو ان کو ہندوئی  
 رہا میں وہی گنتیں اور وہ سرے میں بندہ ہو رہے تھے تو تعلقات کو انہیں  
 بنانے کے بہانے سادے مقدمے والوں نے لے لئے تھے۔ انہیں  
 تھوڑی سی داستان طویل ہے۔ آخر مسلم اکثریت کے ملائے میں انہیں  
 ضغول میں اتحاد ہو گا تو اندہ اکثریت، اسے صوبوں پر کچھ اثر ہو گا۔ آپ  
 کے متفق ہوئے سے ہمیں مظاہر سے ثبات مل جائے گی۔

اس سے بعد پر ایک قرارداد میں کانگریس کی سرحد بنگال، پنجاب اور اتر پردیش  
 ، مشرقی اور کانگریس و زارتوں، کانگریس کے فیصلے، دیوید مسٹر اسکیم، سب سے باہر مقررین کا مقصد  
 انتخابات، ہندی زبان کو قومی زبان قرار دینے، ان و زبان کی توسیع، قومی اور کانگریس  
 چھوٹے مذمت کی گئی۔ آل انڈیا مسلم لیگ سے سفارش کی گئی کہ وہ جہاں مسلمانوں میں ایک ایسے  
 آئین کے الفاظ کے بارے میں از سر نو غور کرے جو کہ مسلمانوں کی عزت، جان و حقوق کا  
 ملبرہ دار ہو اور مسلمانوں کو غور و محنت سے فراہم کر سکے۔

کانگریس کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ کوئی قانون ایسا نہ بنایا جائے جو  
 مسلمانوں کے حقوق کی خلاف ورزی کرے یا جو آل انڈیا مسلم لیگ کے لئے قابل قبول نہ ہو۔

ہو۔

یہ قرارداد شیخ عبدالحمید احمد علی ایم ایل اے (سندھ) نے پیش کی۔ اس کے علاوہ  
 کے بی گورمانی ایم ایل اے (پنجاب) اور مزید حامی حلقہ حلقہ حلقہ ایم ایل اے  
 (سندھ)، مولانا عبدالحمید ایم بی (یو پی) اور سید عبدالکافی شہید ایم بی ایم اے ایم اے ایم اے  
 (پنجاب) نے کی۔

۲۶ ستمبر ۱۹۳۸ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کا ۱۲۲ واں سالانہ اجلاس  
 قائد اعظم کی صدارت میں پٹنہ میں انعقاد پٹنہ ہوا جس میں سید عبدالکافی شہید نے  
 کچھ کر کے لیا۔ اس اجلاس میں چند قراردادیں منظور کی گئیں۔ پہلی قرارداد شہید



مصطفیٰ کمال یا تاج محمد صوفی قرار دیا میں مولانا شاکت علی اور تیسری قرار دلا میں حسین الامت  
علامہ اقبال کی رحلت پر افسوس کیا گیا۔ تینوں مرحومین کی خدمات کو خراج تحسین پیش  
کیا۔ اور عامے معجزات کی گئی۔

پھر تھی قرار دیا میں کہا گیا کہ بھارہ پٹی اور سی پٹی میں مسلمانوں پر جو مظالم و احسان  
کئے ہیں اور ان کے بنیادی حقوق کو جس بے دردی سے پامال کیا گیا ہے، مسلم لیگ کی بھارتی  
سے بے دردی وہاں کی صوبائی حکومتیں ان کے نقصانات کی تلافی اور ان کے حقوق کی  
حفاظت کرنے میں تاج محمد صوفی ہیں لہذا اقل اندیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس باور کرتا ہے کہ اب اقل  
اندیا مسلم لیگ کی وزارت کبھی کو اس امر کا اختیار دینے کا وقت آگیا ہے کہ وہ جب اور جہاں  
چاہے۔ اس اقدام کا فیصلہ کرے۔

یہ قرار دیا عزیز احمد خاں ایم ایل اے (یو پی) نے پیش کی، اس کی تائید عاشق علی  
دارق (بھارت) اور مزید تائید سید عبدالرزاق شاہید دیگر آٹھ حضرات نے کی۔

سی پٹی و بھارت میں چونکہ ہندوؤں کی غالب اکثریت تھی بدیں وجہ وہ ہر وقت  
مسلمانوں کی دل آزاری کیلئے کمر بستہ رہتے تھے۔ چنانچہ ۷ مارچ ۱۹۴۹ء کو چاند بھو اشلی  
خانمیں (بھارت) کی مسجد میں نماز عصر کے وقت محاسب ہندو جھگڑ پورا پھیل اپنے ساتھی  
لنڈوں سمیت آکر گستاخانہ گیت گائے لکھ مسلمان نمازی مشتعل ہو کر باہر نکلے۔ قصاص ہوا  
اور جھگڑ پورا پھیل زخم کاری کی تاب نہ لا کر جنم ر سید ہوا۔ یہ خیر ہر طرف پھیل گئی۔ سی پٹی  
کی چاکری حکم مست نے ۱۵ مسلمانوں کو گرفتار کر کے رسیوں سے باندھ کر بھو گاچا سائیکل  
تاریک حوالہ میں بند کر دیا۔ مسلمانوں نے کانگریسی لیڈر مولانا ابوالکلام آزاد (۱۸۸۸ء۔  
۱۹۵۸ء) سے انصاف کے لئے کہا مگر خاموشی کے سوا کوئی جواب نہ ملا۔

۱۹۵۸ء کے چند مقتدر مسلم لیگی۔ غیر مسلم رہنماؤں کا ایک وفد انگریز آئی جی پٹن  
مسلم لیگ سے ملا جس کی نتیجہ میں ۱۱۴ مسلمانوں کو رہا کر دیا گیا جبکہ باقی ۳۳ کا سیشن جج ناگپور  
مسلم ایم این کارک کی عدالت میں چالان کر دیا گیا۔ صوبہ مسلم لیگ نے اپنے صدر سید  
محمد رفیع شاہ کی قیادت میں وفد کو مقدمہ کی پیروی کی مگر شوخی قسمت کہ انگریز جج  
جس نے ان کو اپنی کالونی کا ثبوت دیتے ہوئے ۲۳ فروری ۱۹۶۰ء کو فیصلہ سناتے ہوئے پچ  
مسلمانوں کو چھائی ۲۴ کو محسوس ایک نو قید کا ثبوت عدالت اور وہ سب وہ پٹن کی

برائے نام میں۔ ۱۲ گوندی کر دیا۔ اس فیصلے نے مسلمانوں کی آنکھیں کھول دیں اور ان کو  
حاکمی انصاف سے اعتماد اٹھ گیا۔

صوبہ مسلم لیگ کی پٹی ویدار نے انگریز سیشن جج کی ہائیلیٹ، صدر ہونی کو مسلم  
حکومت کے خلاف بائی کورٹ میں اپیل کرنے کے لئے "چاند ورسور" کی طرف لکھی "کال میں  
کے سرور کو مولانا مفتی عبدالباقی محمد بنان الحق قریل پور (۱۸۹۳ء-۱۹۸۳ء) کا نام  
صدر صوبہ مسلم لیگ تھے۔ سید عبدالرؤف شاہ صدر صوبہ مسلم لیگ۔ جن کا مقصد یہاں  
قوم کی خدمت کرنا اور اس پر سرمتنا تھا، اپنی اعلیٰ شخصیت اور صوبائی مسلم لیگ کی خدمات۔  
نظر انداز کر کے مصیبت زدہ اور بے گناہ مسلمانوں کو جیل خانہ سے بے رحمی سے  
جے کمپنی کے معمولی رکن بن کر میدان میں آگئے۔ اور اپنے شب و روز کے تمام مقاصد و  
بہتر کر اپریل ۱۹۳۰ء میں ناگپور ہائی کورٹ میں اپیل دائر کر دی۔ ۲۴ مئی ۱۹۳۰ء کو عدالت  
حالیہ نے تمام ملزمان کو باعزت طور پر رہائی کر دیا۔ اس مقدمہ میں سید عبدالرؤف شاہ، مفتی  
محمد بنان الحق کے علاوہ معروف مسلم لیگی نواب صدیق علی خاں آف قادیان (۱۸۹۹ء-  
۱۹۷۲ء) نے قابل تہنیت کام کیا۔

۱۰۔ ۱۱ جون ۱۹۳۹ء کو ناگپور شہر میں وہ روزہ "مسلم پبلیکیشن کا نفرنس" منعقد  
پڑھائی جس میں مسلم لیگ کے مرکزی اور صوبائی سطح کے رہنماؤں کے علاوہ مسلمانوں  
میاں فکری علی (۱۹۱۹ء- زندہ) نے بھی شرکت کی۔ کانفرنس کے کامیاب رہی۔ دست  
لوگ مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ مسلم لیگ کا یہ اہم انی اور تقاریر سے مسلم لیگ کو  
ای تقویت ملی۔ اس کانفرنس کی کامیابی کا سرانی کا سر اصوبائی صدر مسلم لیگ علی بن  
سید عبدالرؤف شاہ کے سر پر تھا۔

تیم ۳ تا ۳ جنوری ۱۹۳۰ء کو ضلع مسلم لیگ ہبل پور کے زیر اہتمام علیہ کا  
پور میں ایک شاندار "مسلم لیگ کانفرنس" منعقد ہوئی، جس میں شیر کمال مولوی کے  
مفتی الحق (۱۸۷۳ء-۱۹۴۲ء) عزیز ملت و سر سید عبد العزیز آف پٹنہ (۱۸۸۵ء-  
۱۹۴۹ء) اور الہ آباد کے نامور قانون دان سر سید قیصر احمد (۱۸۷۳ء-۱۹۴۳ء)  
نظم میں ۲۰ نموت پر شریک ہوئے۔ صوبہ مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے سید  
عبدالرؤف شاہ نے اس کانفرنس کو کامیاب کر کے نہ صرف کانفرنس کے گواہان میں

ماتم بھائی جیو مسلم ایک گوندہ دست تھیوت پہنچانی۔ اس سے ی پی میں مسلم پر  
حصہ بھائی گئی۔

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو "اقبال پارک لاہور" میں "قرارہ اوپا استون" عظیم  
جہاں مسٹر پاک دہند کے سرورہ جہاں تھے۔ حضرت قائد اعظم امیر مجلس تھے۔ اس  
وقت سے جہاں عجم میں یہ قرارہ دہندہ کمال مملوئی اس کے فضل الحق (۳-۱۸)  
۱۹۶۲ء کے پیش ن۔ پنجاب دارحد۔ سندھ۔ یو پی دہندہ اس۔ بمبئی۔ بہار۔ بہار۔ چھتیس۔  
لہاں۔ اس سے پہلی بار اس قرارہ دہندہ کی حمایت کی۔ صوبہ سی پی ن مملوئی اس  
پہلے سید محمد آف شاہ نے کیا۔

"میں اس ملاقات سے متعلق رکھتا ہوں، جہاں مسلمان چند  
فیصلہ ہیں۔ جہاں ہندوؤں کی دہندہ۔ است اکثریت اور کانگریس کا گڑھ ہے۔  
مجھے علم ہے کہ پاکستان کے قیام کے بعد ہمیں ہندوؤں کی حکومت سے  
ماقت رہنا ہو گا۔ مگر ہم پاکستان کی حمایت اس لئے کر رہے ہیں کہ  
ہمارے بھائی تو آزادی کی فمتوں سے بہرہ ور ہوں گے اور پاکستان میں  
اسلام کا دل بالا ہو گا۔

اکثریتی صوبوں سے مسلمانوں کو ہمارے آل سے گھرنا  
میں چاہیے اور وہ اپنی آزادی کی دہندہ تیز کریں اور اس قرارہ دہندہ  
میں کرتے ہوئے اپنے لئے متحدہ وطن حاصل کر لیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ  
کی مدد چاہیے۔"

قرارہ دہندہ کی حمایت کرنے والے اہم میں سے سب سے زیادہ موثر تقریر مولانا  
عبداللہ بدایونی (۱۸۹۸ء۔ ۱۹۷۰ء) نے کی۔ مولانا محمد علی جوہر (۱۸۸۵ء۔ ۱۹۴۰ء) اور  
سید محمد ہاشم شاہ کی تھی۔ سید صاحب جب تقریر کر رہے تھے تو ایسا معلوم ہوا کہ  
الفاظ کے دل سے نکل رہے ہیں۔ سامعین بے حد متاثر ہوئے اور نجانے کتنوں کے دل  
دل سے ہل گئے۔

تو ایک پاکستان کے قیام کا کن حکیم اقبال احمد قرشی (۱۹۲۵ء۔ ۱۹۸۱ء) اور  
کاب محمد علی شاہ کی تھی۔ سید محمد ہاشم شاہ کی اس تقریر کے دل سے ہل گئے۔

مقدمات پیش کرتے ہیں۔

مسلماں کی تقریر مسلمانوں کے چہرے پر عموماً ایک عظیم عقیدہ  
 ہون کا تعلق امر لائق (اور) سے تھا۔ ان کی رائے کوئی حد مت نہیں  
 گزرتی۔ ہمارا ایک زمانے میں مسلمانوں کی تہذیب و تمدن اور ثقافت کا  
 مرکز تھا۔ ہمارے لوگوں کا قصہ تھا جسے انگریزوں نے غصب کر لیا تھا۔ امر  
 بدور کے مسلمانوں کے دلوں سے اسلامی فہمیت کا چراغ نہ بجھتا تھا۔  
 سید عبدالرؤف شاہ، دور کے مسلمانوں کے کہوہ شب چراغ تھے۔  
 انہوں نے اپنے غواں سے قونی فتح کو فروزوں کیا۔ وہ قونی پڑا کے  
 مسلمانوں کے قہر تھے، وہ قونی پی مسلم لیگ کے سہارے قہر اعظم ان  
 پر بڑا اعتبار کرتے تھے۔ قائد نے انہیں آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس  
 عاملہ کا رکن نامزد کیا تھا۔ ۱۰ سالہا سال اس عظیم منصب پر فائز  
 رہے۔ مسلم لیگ کی تاریخ جہاد جہاد میں پیش پیش رہے اور انہوں نے  
 مسلم لیگ کے اسم اور سرخی سارا فیصلوں میں بھر پور حصہ لیا۔ سید  
 عبدالرؤف شاہ علیہ السلام کی شخصیت سے یہ نیا تھا۔ انہوں نے ان کے  
 شخصیت عبارت تھی۔ وہ بے نیک ہمارا کیا کیا انسان تھے۔ ان کے  
 بکار نہ تے قابل فراموش ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد انہوں نے قیام  
 میں قیام کیا اور مسلمانوں کے تحفظ کو دیکھتے ہوئے اگر مہر ہے۔ تحریک  
 پاکستان کو ایسے ہی برائے مسلمانوں پر مارے اور ان کے کاروائے  
 ناقابل فراموش ہیں۔

قرارداد کو "اللہ اکبر" کے ملک شایف نعروں کی گونج میں منظور کیا گیا۔ ان قرار  
 دہ کی منظوری کے بعد یہ صفیر کے مسلمانوں کے پاس واضح اور محسوس ہو گیا۔ اس  
 محول کے حصول کے لئے سید عبدالرؤف شاہ نے نہ صرف قیام کو بلکہ دوسرے  
 صدور کے دوسرے کہ کے مسلم لیگ کے قیام کو ہر مسلمان کے دل کی گونج بن گیا۔  
 اب ایسے لوگ (موجود) نے سے بھی نہیں گئے۔

اب (موجود) میں ہے اور اس کے

(۱۹۴۱ء میں نواب صدیق علی خاں (۱۸۹۹ء-۱۹۷۳ء) نے ناگپور میں ایک ایبک کانفرنس منعقد کی جس میں مولانا مظفر علی خاں (۱۸۷۲ء-۱۹۵۶ء) پروردگار علی الدین (۱۸۸۹ء-۱۹۷۳ء)، دیگر مسلم لیگ افسران نے شرکت کی۔ یہ کانفرنس نواب کامیاب رہی۔ سید محمد ارفاق شاہ نے اس وقت صوبائی صدر اس کانفرنس کو جس افسر نے اس سے کامیاب کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس کانفرنس کی کامیابی پر چارہ رازی شفیق علی خاں نے سید صاحب کو عمر پور، گرجا، حسین خاں کیلہ۔

۱۲۔ جانداروں کی تخلیق ۱۹۴۷ء مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس مدائن میں منعقد ہوا جس میں مسلمات حضرت قائد اعظم نے کی۔ اس میں مقلی اور من الاقوالی حالات پر غور و فکر کیا گیا۔ اس پر قرآن و احادیث کی روشنی میں ایک قراردادیں پیش کی گئیں۔ جن میں سے ایک قرارداد سید عبدالکافی نے پیش کی۔

مسلمانان کے صلیبی کی تھیں، اقتصادی اور سماجی ترقی کے  
کے ایک تھیں، ان کے جوئے میں سلسلہ میں پانچ سالہ انصاف  
ترتیب ہے۔

من قرأ ولو في كتابه مطلق فقرأ السلام (یا علی السلام علیک اے بن ابی طالب) کیلئے اے بن ابی طالب  
تو بھی اے بن ابی طالب کی۔ چنانچہ اس قرآن کو حضور اوستے ہو۔ اے ایک کیلئے سلام کی ہو۔  
اسلام میں پائی سلام منسوب۔ ترتیب سے کرچہ ماہ میں بھیجے ماملہ کو پیش کرے کی۔ کچھ  
مستحق اہل اسلام کے یہ مشتق تھی۔ اے امیر احمد خاں آف محمود آباد (کنوئیا) اے ماملہ  
مطلق اے بن ابی طالب کی اس میں اور ایم چاند و غیرہ اکثر اہل اسلام کے معترف ہیں۔ اے بن ابی  
طالب اے امیر و سید القیوم نام۔ سر عبد اللہ باری۔

[illegible]

۳۶. کوئی ایسی شے نہیں ہے جس کا سواں اجزاء قائم ہو۔



کل اٹلی مسلم لیگ نے نام انتخابات میں فرنگی فرعونیت اور ہندو کانگریس کی  
 نعرہ دیتے کہ ذات آمیز تختہ استارے کے بعد قافلہ آزادی کی تشکیل تو اور احتجاجاً جاری  
 اپنے کیلئے مسٹر صاحب سے مجالس قانون ساز کے منتخب مسلم لیگی اراکین کا ہر جارج  
 کوٹنگھن۔ ۱۹۸۱ء اپریل ۱۹۸۱ء کو ملک بھر میں انگریزی دور اندوہی میں قائد اعظم  
 کی صدارت میں منعقد کیا۔ اس سرکاری اجتماع میں مسلمانان ہند صغیر کو اپنے مستقبل اور اپنی  
 تھک دہائی بہترین فیصلہ لے رہا تھا کہ کیا مسلمانوں کو انگریز کی غلامی کے بعد ہندو کی بدترین غلامی کو  
 تھک دہائی سمجھ کر قبول کرنا ہے یا پھر مردانہ طریقہ اپنی دنیا آپ پیدا کرنی ہے اور استعمال  
 یا محض پر جدت کرنا ہے کہ اسلام آج بھی ایک زندہ و جاوید قوت ہے اور وہ ہر زمانے میں اپنے دور  
 تقسیم کر رہا ہے۔

اس اجلاس میں سید عید الرحمن شاہ، سی پی اسمبلی کے نمائندہ کی حیثیت سے  
 شریک ہوئے اور ۱۹ اپریل کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔  
 ”اسلامیائے ہند اس سے بوجھ کر گیا ثبوت دے سکتے ہیں کہ  
 ایشیاء کی عظیم خصوصیت کے ایک اشارے پر ملک کے دور دراز علاقوں  
 سے سینکڑوں اراکین مجالس قانون ساز اور دیگر اداروں نے انہیں مسلم لیگ  
 یہاں کھینچے چلے آئے ہیں۔ (قائد اعظم کو مخاطب کرتے ہوئے یہ شعر  
 پڑھا۔)

آن نہ من با شرم کہ دو جنگ بستی نشست من

آن منم کہ دو میان خاک و خون بستی مرے

مسٹر صاحب خطاب جاری رکھتے ہوئے شاہ صاحب نے کہا۔

”انگریزوں کو چاہیے کہ اپنی رو آگئی سے قبل ہندوستان کو

تقسیم کر دیں۔ ہندو مسلمانوں کے درمیان جو صف ہیں۔ ہم یہاں انہیں

کی جلدی نہیں دہرائے دیں گے۔ (یہاں اقبال کا یہ شعر پڑھا۔)

دور دور منزل کیلئے جلتی ہے

شراب لول قدم آستے کہ بھوں ہاچی

قرآن کے آخر میں آپ نے علیؑ کے آٹھ لاکھ مسلمانوں کی طرف سے

قائد اعظم کو قربانی پیش کرنے کا یقین دلایا۔

۱۱ مئی ۱۹۴۸ء کو شملہ میں مسلم لیگ کے زیر اہتمام ہالت کو ایک عظیم اجتماع منعقد ہوا جس کی صدارت مسلم لیگ کے سرگزی رہنما نواب محمد اسماعیل خان (۱۸۸۳ء - ۱۹۵۸ء) نے کی۔ اس جلسہ سے انکارین مسلم لیگ سید حسین امام (۱۸۹۵ء - ۱۹۸۵ء) چوہدری خلیق الرحمن (۱۸۸۹ء - ۱۹۷۳ء) اور نواب محمد اسد (۱۸۹۹ء - ۱۹۵۸ء) پی زلہ محمد ذکاۃ اللہ شملوی (۱۸۹۳ء - ۱۹۷۰ء) کے یہاں منعقد ہوئے۔ خطاب کیا۔ ایک قراردادوں میں مطالب کیا گیا کہ فلسطین میں یہودیوں کے بائیں۔ دوسری قراردادوں میں حصول پاکستان کی خاطر ہر طرح کی قربانی دینے کا عہد کیا گیا۔

قیام پاکستان کے بعد شاہ صاحب ہندوستان ہی میں رہے تاکہ مسلمانوں کا تحفظ کیا جاسکے۔ ستمبر ۱۹۴۷ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس آخری دفعہ پاکستان کی زمین پر منعقد ہوا۔ کونسل نے ایک قرارداد مرتب کی جس میں آل انڈیا مسلم لیگ کو ہندوستان کے علاوہ دیگر خطیموں میں تقسیم کر دینے کی سفارش کی۔ ایک تنظیم پاکستان کے لئے ۱۱ مئی ۱۹۴۷ء سے ۱۱ مئی ۱۹۴۷ء کے اجلاس کی صدارت قائد اعظم کر رہے تھے۔ اس اجلاس میں سید عبدالکافی شاہ نے بھی شرکت کی۔

اجلاس کا ماحول بڑا ہندو تھا۔ فضا پر لڑائی چھائی ہوئی تھی اور لوگوں کے ہاتھوں پر فم کی پرچھائیاں نمایاں تھیں۔ مسلمان ہندو پاک کے دور رہنا جنسوں نے متحد ہو کر نصف صدی تک انگریزوں اور ہندوؤں کے خلاف جنگ لڑی تھی اور کچھ سکھوں میں ایک دوسرے کا ماتھ دیا تھا۔ آج حالات کے اس موڑ پر فن کھڑے تھے جہاں سے لہن کی راجہ پیش پیش کے لئے الگ ہو جاتیں تھیں۔ فن کو اس امر کا بھی احساس تھا کہ مستقبل فن کے دو میدان حاصل ہونے والے ہیں اور ان کو اور بھی بند کر دے گا۔ حتیٰ کہ وہ ایک دوسرے کے ٹھکانا بن جائیں گے۔ حالانکہ قائد اعظم کی شخصیت قانون اور دستور کے سانچے میں داخل ہوئی تھی اور جہاں تک وہ جہاں کو متاثر نہیں کر رہا تھا لیکن اس اجلاس کی دستور دہ فضا نے فن کے دل کو لگایا۔ یہ پانچویں جب ان کی تقریر میں ہندو مسلم فسادات اور فتنے کا ذکر آیا تو ان کا دل ہل گیا اور ان کی حالت فم سے فن کا دل چھل گیا اور پھر مسلم لیگ کے کونسلروں



لے دیا۔ کہ وہ قاضی اعظم جو سنجیدگی، سہر اور متانت کا نمونہ تھے، ان کی آنکھوں سے آنکھوں آبلے، ساتھ چاروں تھی و شامہ انھیں بھی اندازہ نہ تھا کہ آزادی کی صبح اس قدر خون آلود ہوگی۔

اس موقع پر قاضی اعظم اور دوسرے رفقاء نے سید عبدالرؤف شاہ سے کہا کہ آپ پاکستان آ جائیں، جو اب شاہ صاحب نے کہا کہ اگر میں پاکستان آ گیا تو سی پی و درار کے بے پروا مسلمان مسلمانوں کا خون چرمان مال ہو گا۔ میرا بیٹا اور مرثا انہی کے ساتھ ہے۔ جس وقت شاہ صاحب یہ باتیں کر رہے تھے ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی گر رہے تھے۔

۲۱ مارچ ۱۹۵۲ء ۳۷-۳۸ جمہوریت آنڈ سب شاہ صاحب نے "کلمہ اللہ" لکھتے ہوئے پتہ حر کوڑو ضلع ایبوت محل (سدارشہ، بھارت) میں جہاد نہ بلکہ پریشہ اپنی جان، جان آفریں کے سپرد کر دی۔ عادت سے پسے دن کے وقت اپنے ٹخن کا پتہ ملو کر یہ اللہ قبر کی جگہ کی غلامی فرمائی۔ دوسرے دن ان کی شہادت کر دیا۔ پتہ حر، پاکستان۔

آہاں محمدی لکھ پ شہنشاہی کرے

چروہ اوریت اس لکھ کی کلبانی

ان کے افعال کے بعد مسلمانانِ دار کے سیاسی و مالی کارکنان کی سزا سے علم لگی ہو کر کوئی شخص ان سے تقابل سے پیدا نہ دیکھا کہ وہ نہ کر گا۔ ان کے محمد بنی و حسن بنی

وہ کہ جس نے شہنشاہی لکھ و دل تو ساری

وہ کہ جس کے دم سے دماغ قوم کی ہمار بھی

وہ کہ جس پر طرفہ تھی، جو دم جس کے عطف عام کی

وہ کہ جس نے نفس سے دل دلائے متعلقہ

وہ کہ جس کے پاس لکھ کا دم لکھ کا دم لکھ کا

وہ کہ جس نے اپنے آپ کو دل لکھ کا لکھ کا

وہ کہ جس نے لکھ لکھ کا لکھ لکھ کا لکھ کا

وہ کہ جس نے لکھ لکھ کا لکھ لکھ کا لکھ کا

وہ اک چراغ جس کی لہ سے کانپتی تھی تیرگی  
 ہر ایک گوشہ حیات میں تھی جس کی روشنی  
 وہ سند و تیز آمدنیوں میں بھلایا کے گھ گیا  
 سحر قریب آگئی تو مہ کے مجھ گیا  
 وہ ایک گل کہ جس کو لوگ نہت چمن کیس  
 وہ ایک شمع جس کو لوگ جان ابھمن کیس  
 وہ راہبر کہ جس کو لوگ بازش وطن کیس  
 وہ اک ٹمہ کہ جس کو غیرت دم بدن کیس  
 اسے سی پی رو کہ آج وہ تراٹمہ نہیں رہا  
 ہزار حیف ہم میں اب وہ دیدہ و در نہیں رہا  
 شاہ صاحب کے ہم وطن اور معروف شاعر حضرت صاحب دارائی قمر گہرائی  
 (۱۹۲۸ء۔ زندہ) نے ان کا یہ قطعہ تاریخ وصال کہا۔

"والا مرتبت سید عبدالرؤف شاہ صاحب"

۱۹۵۳ء

ان کے فراق میں ہے ہر اک شخص سو گوار  
 تھے شاہ صاحب ملک اور ملت کے خیر خواہ  
 ساتھ ملا ہے عیب سے ان کا سن و قات  
 "جنت میں روشن طبع ہیں عبدالرؤف شاہ"

۱۹۵۳ء

ایضاً

ہر ملک و قوم ہے ان کی وفات پر  
 "سب ایک ہی ہے سی پی دار کے  
 ملت کے ٹکسار ہے عبدالرؤف شاہ  
 قاتل کے چارہ ہے عبدالرؤف شاہ  
 "یک دم بر رہے عبدالرؤف شاہ"

۱۹۵۳ء



2035-1-1945

۱۳۰۰ هـ / ۱۹۸۱ م  
(۱۳۰۰ هـ / ۱۹۸۱ م) / (۱۳۰۰ هـ / ۱۹۸۱ م) / (۱۳۰۰ هـ / ۱۹۸۱ م)

421

[illegible]

(د) تحقیق پانچواں : اقل ملک مظہر لاہور ۱۹۹۳ء میں دے ۸.۲ - ۹.۵۳ - ۱۰

(۱۱) کسی پنی میں کا گرس کا راج لا کھتے اور فراموش ہو جاتی ہیں کہ وہ (انسانی) (۱۲) ہیں۔

— 27 —

(۱) شاہ ابوالحسن "نور محمد بن علی طبع الزمان" مطبوعہ کراچی، ۱۳۶ھ، ص ۸۰ و ۸۱۔

(۱۱) ”قریب پاکستان میں شیعہ مسلمانوں کا گروہ سزا کا کلمہ اکریم اُفق پر صبح طلوع ہو“

الحمد لله الذي جعلنا من المؤمنين رجالاً صدقوا ما عاهدوا الله عليه

(۱۴) ”جہاں آدمی میں شہد کا گہوارہ“ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶)

PP 2, P 19, P 11, 1937

(۲۰۱) "قبر تکستان میں شہر کا حصہ" (۱۹۸۱) کا محمد الحق نے دہلی میں شہر (۱۹۸۱) کا حصہ

15-11-2015

15-01-1950

(۱) "تذکرہ مشائخ ہند" مطبوعہ انجمن یادِ ہوشیار، عثمانیہ مسجد ام لاتی (مہاراشٹر)۔

۲۲۳۵۴۱۹ (ت ۱۹۱۲)

1941

50 (15)

۱۹۹۲

1667

۱۹۹۶ء میں

$$L_1(\mathbb{R}^n)(\mathbb{R}^n)$$

(۲۲) "تواریخ و تفسیر" (۱۹۵۷ء) ص ۲۳۰، "تاریخ و تفسیر" (۱۹۵۷ء) ص ۲۳۰۔

$$S = 1 - \frac{1}{2} \left( \frac{1}{2} \right)^n = 1 - \frac{1}{2^{n+1}}$$

ازدواجی کتاب و سہ ماہی، جسے نیشنل لائبریری، کولمبیا یونیورسٹی، نیو یارک میں رکھا گیا ہے۔

(۱۹۸۶ء) لکھنؤ، اعلیٰ تعلیم کے محکمہ، اراچی، ۱۹۸۵ء میں ۹۰

(۱۹۸۶ء) تعلیم کے محکمہ کے قیام کے بعد، اعلیٰ تعلیم کے محکمہ، کراچی، ۱۹۸۶ء میں ۵۴، ۱۹۸۶ء میں ۵۴

(۱۹۸۶ء) تعلیم کے محکمہ کے قیام کے بعد، اعلیٰ تعلیم کے محکمہ، کراچی، ۱۹۸۶ء میں ۵۴، ۱۹۸۶ء میں ۵۴



حکومت کو کل اہل اہل حق کے منظم کیا تو قطب میاں، خلافت کینی اور اہل حق کے صدر منتخب ہوئے اور ان کی قیادت کے تحت انہماک میں۔ اس سے قبل اور خلافت کا غرض کی مجلس استقبالیہ کے صدر منتخب ہوئے اور اپنے پر جو اہل صدر لڑتی خطبہ میں قوم کو اک و لولہ ہانڈہ کشا مختلف مقامات کے دورے کئے۔ جمعیت علماء ہند اس کے جلسہ میں اپنے چچا حضور کے قیام مقامی میں صدر لڑتے کی اور انکاف و اطراف ملک میں تبلیغ حق فرمائی۔

۱۹۲۵ء میں جمعیت علماء ہند میں معرض و بھر میں آئی تو خلافت کینی سے اختلافات کی وجہ سے الگ ہو گئے اور اپنی تمام تر مساعی کو جمعیت علماء ہند میں کے لئے وقف کر دیا۔ مولانا عبد الباقی کی حالت کے بالآخر رائے "جمعیت علماء ہند میں" کے تمام اہل اہم (صدر) مقرر ہوئے اور نمایاں شان خدمات انجام دیں۔

آپ کو اپنے محترم چچا مولانا عبد الباقی سے اہل حق و خلافت کا شرف حاصل تھا۔ والد گرامی سے بھی اہل حق تھے۔ علامہ انیسویں علمائے حرمین شریفین اور حضرت مولانا سید محمد تقی سے بھی اہل حق تھے۔ حضرت علامہ سید محمد تقی سے بھی اہل حق تھے۔ چچا حضور نے اپنی زندگی میں ہی آپ کو اہل حق تمام مقام پر باغیچہ مقرر کر دیا تھا۔

۱۹۲۹ء میں جب جمعیت علماء ہند مکمل طور پر کانگریس کی حلیف بن گئی اور مسلم علماء کو باطل قرار دیا۔ اس کے گاندھی کی گفتگو کی اس سے ہو گئی تو علمائے حق نے جن میں مولانا محمد علی جوہر (۱۸۷۸ء - ۱۹۳۱ء) مولانا فید الحامد بدایونی (۱۸۸۸ء - ۱۹۳۱ء) مولانا غلام احمد کانپوری (۱۸۸۰ء - ۱۹۳۳ء) مولانا عبد الکاظم الہ آبادی (۱۸۵۸ء - ۱۹۳۰ء) مولانا محمد قاسم الہ آبادی (ف ۱۹۳۰ء) شامل تھے، کے ساتھ قطب میاں نے ایک مکتبہ جمعیت کی جاتیں کی فکر کی۔ چنانچہ کانپور میں ایک جدید جمعیت علماء ہندی بن گئی جس کا صدر مولانا محمد علی جوہر جیسے شیخہ و مدد جب کو بنایا گیا۔ اس جمعیت کے قیام میں قطب میاں کا خاصا عمل دخل تھا۔

۱۹۳۶ء میں جب حضرت قائد اعظم نے مسلم لیگ کی زمام اقتدار سنبھالی اور صنفی سیاست میں انقلاب برپا کیا۔ اور مسلم لیگ حقیقی معنوں میں تحریک آزادی کی علمبردار بنی تو قطب میاں نے بھی وہ حیرت علمائے حق کی طرح اس میں شمولیت اختیار کر لی اور جہاں وہی ساتھ دے کر اسے راج کمال تک پہنچایا۔ جب قطب میاں اور ان کے اصحاب

ماتحتوں نے منظم طریقے سے مسلم لیگ کی عملی تائید و حمایت کر کے کانگریس، جمہوریت، عدالت، مجلس اعلیٰ اور ہندو مسلم دشمنی جہاں متوں کی کمر توڑ دی تو وہ شینوں کے گھڑوں میں سرفراز ہو گئے۔

۱۷ نومبر ۱۹۳۷ء کو آپ نے ایک اہم دست بیان جاری کیا جس سے کانگریس حلقوں میں کھلبلی مچ گئی۔ ملاحظہ ہو۔۔۔

”چند روز سے بعض مسلمان جو اپنی قوم کے مفاد کا خیال کے بغیر ملازمتوں، عہدوں اور وزارتوں اور صدارتوں یا غلط فہمیوں اور ذاتی جھگڑوں کی وجہ سے بلا اثر اور اپنی تنظیم کے بغیر کانگریس میں شریک ہو رہے ہیں اور مسلمان عوام کو بھی اپنے ساتھ کانگریس کی فطرتی قوتوں پر قربان کرنا چاہتے ہیں۔ طرح طرح کے پروپیگنڈے مسلمانوں میں پھیل رہے ہیں۔ انہی میں سے بعض نے کہا کہ جمعیت علماء ہند دہلی، کانگریس کے ساتھ ہے۔ میں حیثیت مدبر جمعیت العلماء صوبہ متحدہ دہلی یہ صاف ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ جمعیت نے ہرگز کانگریس میں ضم نہ ہونے اور شریک نہ ہونے کا فیصلہ نہیں کیا ہے اور نہ وہ مسلمانوں کو بلا اثر حرکت کا مشورہ دیتی ہے۔ یہ بات اور ہے کہ جمعیت کے بعض اراکین مثلاً مولانا حسین احمد (دہلی) صاحب بلا معقول سبب بتاتے ہوئے انگریزوں کی طرح کانگریس میں شریک نہ ہونے کی باتیں ان حضرات کی شرکت کسی طرح جمہوریت کی شرکت نہیں کہی جاسکتی۔ جمہوریت میں ہر ایک سے ایسے اشخاص موجود ہیں جو کانگریس کی موجودہ اقلیت کٹھی اور حکومت پر دہائی کی غارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ”مسلمان نمائندہ جماعت مسلم لیگ“ کے ساتھ ہیں۔ میں کانگریس کا حامی تھا۔ اس وقت تک جب تک کہ اس کی جنگ انگریزوں سے تھی اور اس کی جدوجہد ہندوستان کی آزادی اور سرہندی کے لئے تھی۔ مگر آج جب اس کی تمام قوتیں اقلیتوں اور خصوصاً مسلمانوں کے منانے اور ان کی جہادوں میں امتزاق ڈالنے اور نہ ہی اہمیت دینے کی طرف مائل ہو رہی ہے۔ اور ان کی تمام جدوجہد آزادی و ہند کی حمایت صرف اپنی قوت و حصے کیلئے ہے۔ مسلمانوں کو کانگریس کے اثرات سے بچانا ضروری سمجھتا ہوں اور مسلمانوں سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ مسلم لیگ کو مضبوط کر کے ہر اس جماعت سے اختلاف کے لئے تیار ہو جائیں جو ان کی سیاسی اور نہ ہی حیثیت ہندوستان و ہند کے کسی طبقہ کے منانے کے واسطے ہو۔“



۱۰ محرم ۱۰۳۸ ہجری کو قتل الخدیو مسلم بیگ کو قتل کا بیان دہلی میں مندرجہ  
 اور جس میں قسطنطین کے سلطان شہزادہ قتل ہونے کے بعد چاروں طرف سے قتل  
 سے بچنے کی کوشش کی اس میں پیدا ہوا اور سو گناہ سے پہلے ۱۰۳۸ء کو قتل ہوا  
 قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا  
 قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا

مسلم بیگ کے زبانی انہماک میں آئی ہے اب چاروں طرف سے قتل ہوا ہے اور  
 ۱۰۳۸ء کی تاریخ سے پہلے اسے قتل کیا گیا اور قتل ہوا اور قتل ہوا اور قتل ہوا  
 ۱۰۳۸ء کے واقعہ اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا  
 کے واقعہ میں قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا  
 اپنی جان بچانے میں قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا  
 قاتل کو قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا

سورہ قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا  
 قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا  
 قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا  
 قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا  
 قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا

قصبہ میں قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا  
 ۱۰۳۸ء کے واقعہ اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا  
 قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا  
 قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا  
 قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا  
 قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا  
 قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا  
 قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا  
 قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا  
 قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا

قصبہ میں قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا اور قسطنطین قتل ہوا

[illegible]

میں نے یہ قطب میاں کے مزید بائیں ہاتھ سے لیا۔  
اس کے بعد قطب میاں نے حصول پاکستان کے لئے ہمت و ہمت کے لئے قحہ قحہ  
میں اپنی کوششوں کو جاری رکھا یہاں تک کہ آنکھوں کی مٹی مٹی ہو گئی۔ پاکستان بننے کے بعد  
آپ فرنگی محل تھکے ہی میں رہے۔ اور یہاں حیات اور ہمدردی کا قحہ قحہ جاری رکھا تا ایک قحہ  
فریقت کی حیثیت سے عقیدت مندوں کی روحانی دنیا بھی قحہ کی۔ تو آخر اپنی بیوا کی سہیلی  
میں رہتے رہا کہ فرنگی محل تھکے میں آسودہ خاک ہو گئے۔

۱۹۹۰ء میں ایک اور حادثہ رونما ہوا جس میں ایک شخص نے ایک عورت کو مار مار کر ہلاک کر دیا۔ یہ واقعہ ۱۹۹۰ء کے سال کے یوں خراجِ غصہ کی ایک مثال ہے۔

حضرت مسعود دہلوی نے کہا کہ جو فرماؤں فقہ و ہدایت و ہدایت و ہدایت۔  
 تھے انہی کے عالم میں کہے جاتے تھے کہ  
 "ہاں، اعلیٰ ہے ان کا یہ مسودہ" "ہاں، اعلیٰ ہے ان کا یہ مسودہ"  
 (۱۹۵۳ء)

ماخذ  
۱) آئینہ عالمی فرائض و عبادت اللہ فراموش کی غلطی و غلطی ۱۹۳۰ء میں  
۲) آئینہ عالمی فرائض و عبادت اللہ فراموش کی غلطی و غلطی ۱۹۳۰ء میں  
۳) آئینہ عالمی فرائض و عبادت اللہ فراموش کی غلطی و غلطی ۱۹۳۰ء میں  
۴) آئینہ عالمی فرائض و عبادت اللہ فراموش کی غلطی و غلطی ۱۹۳۰ء میں









- (۶) حضرت مولانا محمد طریقات سید محمد احمد جعفری (۱۸۹۶ء - ۱۹۶۱ء)  
 (۷) علامہ حضرت اعظم ہند سید محمد محمدت چکھو چھوٹی (۱۸۹۴ء - ۱۹۶۱ء)  
 (۸) فخر الاسلام حضرت مولانا عبدالحامد ایوبی (۱۸۹۸ء - ۱۹۷۰ء)  
 (۹) علامہ سید آل رسول علی خان سجادہ نشین اجمیر شریف (۱۸۹۳ء - ۱۹۷۳ء)  
 (۱۰) علامہ مفتی محمد عظیم علی خان جماعتی میسوری شہرقی (۱۸۸۲ء - ۱۹۷۳ء)  
 (۱۱) مولانا سید ابوالبرکات سید احمد ناظم حزب الاحناف لاہور (۱۹۰۱ء - ۱۹۷۸ء)  
 (۱۲) مفتی اعظم ہند مولانا شاہ محمد عظیمی رشتا خاں بریلیوی (۱۸۹۳ء - ۱۹۸۱ء)  
 (۱۳) شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سجادہ نشین سیال شریف، سرگودھا (۱۹۰۲ء - ۱۹۸۱ء)

۱۹۴۶ء میں ہی آل انڈیا مسلم لیگ نے آپ کی زیر قیادت ایک سر رکھی وفد عرب ممالک کے دورہ پر بھیجا کیونکہ کانگریس کے شدید غلط پروپیگنڈے کی بنا پر عالم اسلام کے مسلمان ہندوستانی مسلمانوں کے خلاف تھے۔ ہندوستانی مسلمان چونکہ اپنی جدوجہد میں مصروف تھے، ان کے پاس یہ وہی ممالک میں پروپیگنڈہ کرنے کے لئے کوئی مسلمان رہنما نہ تھا۔ دنیا میں ہندوستان کی آزادی حاصل کرنے کو ”دیوانے کا خواب“ سمجھا جاتا تھا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کو ہندوستان ہی میں انتظام تھا کہ وہ باہر توجہ ہی نہ دے سکتی تھی۔ دوسری طرف بہت سے نام نہاد علماء اور مشیت کے دعویدار کانگریس کا ساتھ دے رہے تھے اور ہندوستانی مسلمانوں کے خون بہانے میں پوری طرح شریک تھے۔ حتیٰ کہ بعض علماء کی تنظیموں نے کھل کر قیام پاکستان کی مخالفت کی، ایسی تنظیمیں حالت میں آپ نے مصر، فلسطین، شام، لبنان، اردن اور عراق کا دورہ کر کے ہاں کے کام سے ملاقاتیں کیں۔ نمائندہ جلسوں سے خطاب کیا، دانشوروں اور علماء کے سامنے تقریریں کیں اور معززین کے اجتماعات میں تحریک آزادی کیلئے راہ ہموار کی۔ یوں عرب علماء، علمائے نظر یہ پاکستان سمجھنے لگے اور تحریک پاکستان کی حمایت کرنے لگے۔

الکامیاب وعدہ کے بعد اب آپ وطن واپس تشریف لائے تو کراچی کی قادیان مسلمانوں کے کثیر اجتماع نے اعلان استقبال کیا۔ ہم اہمیت سے دعا ہے کہ قادیان

ہاکی نے آپ کے اعزاز میں ایک عظیم الشان "مئی کا نظر نس" مناسبت کی جس میں سید  
 شاہ کے نامور علما مشائخ نے شرکت کی۔ اس کا نظر نس سے خطاب کرتے ہوئے آپ  
 نے فرمایا کہ:

"موجودہ کانگریسی حکومت کے نظام عمل اور ہمارے  
 پاکستانی نظام عمل میں ایک ایسا فلک پیا فرق ہے کہ جس کو کسی  
 صورت میں منظور نہیں کر سکتے۔ ہمارا پاکستانی نظام عمل ایک باوقار  
 البشر کا لایا ہوا، سمجھایا ہوا اور زمانہ ہائے ماضی، حال و مستقبل کے  
 قدرتی قوانین پر مشتمل ہے۔ دنیاوی حکومتوں کے قوانین لمحہ بہ لمحہ وہی  
 شب تریمیم و اضافہ کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں مگر اس باوقار نظام  
 نبی (یعنی حضرت سیدنا محمد ﷺ خاتم النبیین و المرسلین) کا لایا ہوا  
 قرآنی نظام عمل اور قوانین، حکومت کی تریمیم و تفسیح سے مبرا و زمانہ  
 بائے ماضی، حال و مستقبل پر حاوی ہے۔ اسی لئے میں مسلمانوں کے  
 مجوزہ وطن کو "قدرتی پاکستان" کہتا ہوں جس کی بنیادیں اور کام قرآنی  
 اور ارشادات مصطفوی ﷺ پر ہوں گی۔ ہمارے علما مشائخ نے اپنی  
 روحانی قوت سے خانقاہوں میں خاموش بیٹھے ہوئے "پاکستانی حکمرانوں کی  
 تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دیا ہے اور وہ اب میدان عمل میں آچکے  
 ہیں اور اب ہر صغیر کے مسلمانوں کا "قدرتی پاکستان" مقدور بن چکا  
 ہے۔"

۱۹۴۸ء میں کراچی میں علما مشائخ کی ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی۔  
 اس میں آپ کی عمرانی میں مولانا عبدالحمید ایوبی (۱۸۹۸ء - ۱۹۷۰ء) مولانا  
 مسعود علی لاہوری (۱۸۹۶ء - ۱۹۶۱ء) مفتی صاحبزادہ صاحب (۱۸۹۸ء - ۱۹۶۵ء)  
 علامہ سید احمد سعید کاظمی (۱۹۱۳ء - ۱۹۸۶ء) خواجہ محمد قمر الدین سیالوی (۱۹۰۶ء -  
 ۱۹۸۱ء) اور دیگر بہت سے علماء و مشائخ نے ایک جامع دستور آئین اسلامی کا مسودہ  
 تیار کیا جس میں علامہ نے ساری قوت لکھی۔ آپ کے علاوہ مولانا عبدالحمید ایوبی اور مولانا  
 سید احمد سعید کاظمی (۱۹۶۵ء - ۱۹۸۶ء) مشتمل وفد اعظم کی قیادت میں



عظیم ہو کر یہ مسودہ آئین اسلامی پیش کیا۔ بابائے قوم نے بڑی مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے وفد کو یقین دلایا کہ ”انشاء اللہ، قومی اسمبلی کے منظور کرنے پر بہت جلد اس آئین اسلامی کو نافذ کروایا جائے گا۔“ مگر افسوس کہ شدید حالات اور پھر رحلت کی وجہ سے قائد اعظم کا یہ وعدہ پورا نہ ہو سکا۔

آپ کو پاکستان سے جو اعلانانہ محبت تھی اس کا اظہار آپ کی اس دعا سے ہوتا ہے۔  
 جو آپ کی کتاب ”ذکر حبیب ﷺ“ حصہ دوم میں درج ہے :-

”اے غلاموں کے سر پر تاج عزت رکھنے والے! اے بے پناہوں کو پناہ دینے والے! سن لے، سن لے! ہم دیکھوں، بے بسوں کی سن لے! ہم یہ نگاروں کے سبب اپنے دین کو بدنام نہ ہونے دے! دین کی عزت رکھ لے! ظلم کو سرنگوں نہ ہونے دے! ہمیں قوت دے، عزت دے! احمیت دے، غیرت دے! ہر صغیر ہند میں جو چھوٹی سی آزاد قوم مختار پاکستانی حکومت تو نے محض اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے اس کی حفاظت فرما! اے قوی سے قوی تر بنا اور صحیح معنی میں اسلامی دولت، اسلامی سلطنت اور الٰہی مملکت بنا! جہاں تیرا قانون، تیرے احکام جاری ہوں، تیرے دین کا ظم بلند ہو اور تیرے نام کا ابد الٰہ آباد تک وال بالا رہے۔ مولیٰ! مولیٰ! اے رحم و کرم والے مولیٰ! ہماری دعائیں قبول کر۔“

آپ ایک بھاری خطیب ہونے کے ساتھ عظیم ادیب بھی تھے۔ ”ذکر حبیب“ حصہ اول دوم ”کتاب التصوف“، احکام رمضان ”بہار شباب“، ”اسلام کی ابتدائی تعلیمات“، ”انسانی مسائل کا حل“، ”اسلامی اصول“، ”اشتر ایت کیا ہے؟“ آپ کی یادگار تصانیف ہیں۔ انگریزی کی کتب میں ”QUEST FOR HAPPINESS“ کے نام سے جو کتب لکھی ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ انسان حقیقی خوشی کی تلاش میں کیوں نہ رہتا ہے اور اس کے حصول کا صحیح ذریعہ کیا ہے؟ ”FORGOTTEN PATH OF KNOWLEDGE“ میں مسلمانوں کی بد حالی کے اسباب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ”PRINCIPLES OF ISLAM“ میں اسلامی اصولوں پر روشنی ڈالی

ملی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ اسلامی اصول، اصول فطرت کے عین مطابق ہیں۔ تمام باتوں کے خلاف بھی ایک کتاب ”المرآۃ“ عربی میں لکھی جس کا جواب آج تک تمام پائی نہیں دے سکے۔

آپ کی وفات حسرت آیات ۲۳ ذوالحجہ ۱۳۷۳ھ / ۲۲ اگست ۱۹۵۴ء بروز اتوار مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قدموں میں جنت البقیع میں آخری آرام گاہ دی۔

حضرت صابر براری شہ کراچی نے متعدد جہ ذیل قطعہء تاریخ وفات لکھا۔

شاہ عبدالعلیم صدیقی	جہاں شہر حبیبؐ
اعلیٰ حضرت کے نام پر قرباں	غوث العظم کے مدد سے دام
کی جہاں بھر میں دین کی تبلیغ	ہے جہاں بھر میں آن کن کا ہم
مل گئی جگہ مدینہ میں	اس سے بہتر کہاں ہے کوئی مقام
ہے یہ صابر وصال کی تاریخ	”نیک سیرت مبلغ اسلام“

۱۹۵۴ء

### ماخذ

- (۱) ”اکابر تحریک پاکستان“ جلد اول از محمد صادق قصوری مطبوعہ گجرات ۱۹۷۶ء ص ۱۲۱۔ ۱۲۵
- (۲) ”جامع انسائیکلو پیڈیا“ جلد دوم مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۸۸ء ص ۹۱۳۔
- (۳) ”شخصیات کا انسائیکلو پیڈیا“ از مقصود الیاز، محمد ناصر مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء ص ۷۰۔
- (۴) ”تاریخ فرشتگان“ از صابر براری مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء ص ۳۵۔
- (۵) ”شاہ عبدالعلیم صدیقی“ از خلیل احمد رانا مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء متعدد صفحات۔
- (۶) ”شاہ عبدالعلیم کوثر“ مرتبہ فیصل ندیم احمد قادری مطبوعہ کراچی ۱۹۹۶ء متعدد صفحات۔
- (۷) ”تذکرہ غلامی اعلیٰ حضرت“ از محمد صادق قصوری مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴ء ص ۱۱۳۔
- (۸) ”مجلس النواذر شاہ“ از مولانا حسرت علی خاں مطبوعہ دہلی بیحد (النداء) ۱۹۳۵ء ص ۱۱۔

(۱۱) اس کے ساتھ ہی یہ کہہ کر وہاں نشست میں ڈال دیں۔ پھر وہی مضمون دہرائیں۔  
 ۱۲۴۵ء میں ۱۲۴۵ء۔

۱۲۴۵ء میں اس کے بعد مسلمانوں کو دیکھ کر وہاں بہت ناگوار ہو گیا۔  
 ۱۲۴۵ء میں اس کے بعد مسلمانوں کو دیکھ کر وہاں بہت ناگوار ہو گیا۔  
 ۱۲۴۵ء میں اس کے بعد مسلمانوں کو دیکھ کر وہاں بہت ناگوار ہو گیا۔









کا اعلان کرتے کہ چار عیسائی پانچ مسلم لیگ کے مقابلہ آفرینی کے ساتھ مسلمان کے نام  
مسلمانوں کے ہدف تھے۔

۱۹۲۱ء میں ۱۹۳۹ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کا ایک نمونہ اجلاس منعقد  
ہوا جس میں سر محمد اقبال، مولانا (۱۸۷۲ء - ۱۹۳۸ء) کی نگرانی میں ایک ایسی کمیٹی  
تیار کی گئی جس کا مقصد وہ قانون تنظیم دینے کے سلسلہ میں پیش ہونے والی تمام باتوں پر غور  
اور تفریق ان باتوں میں سر محمد اقبال، مولانا (۱۸۷۲ء - ۱۹۳۸ء) علی گڑھ کے پرنسپل  
اور سید ظفر الحسن (۱۸۷۹ء - ۱۹۳۹ء) قائد اعظمی تحریک، لاہور (۱۸۸۳ء -  
۱۹۷۹ء) کے قیام کے ساتھ ۱۹۳۹ء کو لاہور میں منعقد ہوئی کی تنظیم میں غور کیا گیا۔

دوب صورت ہو سکتی تھی۔ ایک تو اس کی توجہ صرف چاروں اقلیتوں پر مسلم لیگ  
کے حقوق پر تھی۔ دوسری اس میں شروع کر دینے کو خواہ مخواہ کی اور اس کے خلاف  
لی گائی ہو جائے۔ ۱۹۳۹ء کو قائد میں ایک شہرہ کا طرز میں منعقد ہوئی۔ اس میں  
جمہوریت، قانون اور "کے مقابلہ میں" جمہوریت، قانون اور اسلام کا ایک چارہ لکھا گیا اور آپ اس کا  
پروٹوکل منتخب کیا گیا۔ آپ کی ہدایت کا مقصد اصول یا انہی کے لئے مسلم لیگ کی عمل  
تیار اور جمہوریت، قانون اور اسلام کا پروٹوکل اس ۱۹۳۹ء میں قائد میں ہوا۔ آپ نے اس میں اپنی طرز  
طرز پر جمہوریت، قانون اور اسلام کی بات کی اور اس پر شروع تاکید کی۔ اس کے نتیجے میں حلقہ میں مسلم  
لیگ کا وہ نام پایا جو موجودہ نام کے تحت اس کے لئے استعمال ہوا ہے۔

اسی سال ہی آپ نے "جمہوریت، قانون اور اسلام" کے نام سے ایک تصور پیش کیا اور اس کے  
معمولی ایسے اصول یا انہی کو اپنی قرار دیا۔ آپ نے اس پر اس وقت میں مسلمانوں کے ایک  
اقلیت کے لئے اسلام اور انہی کے لئے اسلام کے بارے میں مسئلہ تھے۔ اس سلسلہ میں  
۱۹۳۹ء میں اس کی دوبارہ طرز ہوئی۔

۱۹۳۹ء میں جی پی موہانی مسلم لیگ کو اس لئے ایک خط قرار دے سکے  
تھے کہ انہی کا مقصد چار اقلیتوں کے لئے ایک ایسی کمیٹی تھی جس میں ہندو اور مسلمان  
۱۹۳۹ء - ۱۹۳۹ء کو لاہور میں منعقد ہوئی تھی۔ ۱۹۳۹ء - ۱۹۳۹ء کو لاہور میں منعقد ہوئی تھی  
"کہ انہی کی رائے کی مسلم لیگ نے غور کے ساتھ اور انہی کے لئے ایک خط قرار دے سکے  
تھے کہ انہی کا مقصد چار اقلیتوں کے لئے ایک ایسی کمیٹی تھی جس میں ہندو اور مسلمان







۱۳۹۱ هجری قمری میں لکھا۔ فاضل الرحمن صاحب نے اس پر تصدیق فرمائی ہے۔

[illegible]

(۳۳) روح در قفس مستطیل مسدود فضیل که بکلیه یی مطبوعه به عنوان (برداشت) ۱۹۵۰ء.

(۳۵) اقبال آباد کے رہنے والے تھے۔ ۱۹۹۵ء میں ۹۷ م۔  
 (۳۶) ۱۹۹۵ء میں ۹۷ م۔ ۱۹۹۵ء میں ۹۷ م۔

[illegible]

(۱۳۶۰) علامہ اعظم اہل حق سے سیاسی رجحان کے اقبال احمد صدیقی، مکتبہ عربیہ اسلامیہ، ۱۹۹۰ء

(۵) قیود و التزامات: معلومات (اساتذہ و پروفیسر) کے قیود نمبر ۶، بات ۶، حکیم، آقود ۶، ۱۹۷۱ء





پہلے ہی کہہ دیا کہ یہ سب کچھ میری رائے پر ہے اور اس کے ساتھ ہی  
 اس کی سہولت سے یہ سب کچھ میری رائے پر ہے اور اس کے ساتھ ہی  
 اس کے ساتھ ہی یہ سب کچھ میری رائے پر ہے اور اس کے ساتھ ہی  
 اس کے ساتھ ہی یہ سب کچھ میری رائے پر ہے اور اس کے ساتھ ہی

اس کے ساتھ ہی یہ سب کچھ میری رائے پر ہے اور اس کے ساتھ ہی  
 اس کے ساتھ ہی یہ سب کچھ میری رائے پر ہے اور اس کے ساتھ ہی  
 اس کے ساتھ ہی یہ سب کچھ میری رائے پر ہے اور اس کے ساتھ ہی  
 اس کے ساتھ ہی یہ سب کچھ میری رائے پر ہے اور اس کے ساتھ ہی  
 اس کے ساتھ ہی یہ سب کچھ میری رائے پر ہے اور اس کے ساتھ ہی

اس کے ساتھ ہی یہ سب کچھ میری رائے پر ہے اور اس کے ساتھ ہی  
 اس کے ساتھ ہی یہ سب کچھ میری رائے پر ہے اور اس کے ساتھ ہی  
 اس کے ساتھ ہی یہ سب کچھ میری رائے پر ہے اور اس کے ساتھ ہی  
 اس کے ساتھ ہی یہ سب کچھ میری رائے پر ہے اور اس کے ساتھ ہی

### ۱۰

اس کے ساتھ ہی یہ سب کچھ میری رائے پر ہے اور اس کے ساتھ ہی  
 اس کے ساتھ ہی یہ سب کچھ میری رائے پر ہے اور اس کے ساتھ ہی  
 اس کے ساتھ ہی یہ سب کچھ میری رائے پر ہے اور اس کے ساتھ ہی  
 اس کے ساتھ ہی یہ سب کچھ میری رائے پر ہے اور اس کے ساتھ ہی

اس کے ساتھ ہی یہ سب کچھ میری رائے پر ہے اور اس کے ساتھ ہی

## مولانا غلام محمد ترنم امرتسری

مولانا غلام محمد ترنم ابن عبدالعزیز بن ولایت ۱۳۱۸ھ ۱۹۰۰ء میں امرتسر (پنجاب) کے ایک قریب گھرانے میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے گھر ہی ۱۹۰۰ء میں فیروز آباد (پنجاب) کے مولانا محمد کاج امرتسر (۱۹۰۰ء - ۱۹۱۰ء) اور مولانا عبدالعزیز بن کاشمیر (۱۹۱۰ء - ۱۹۱۸ء) سے حاصل کیا۔ قارئین ہانی و شال ہانی کا فن بھی سیکھا۔ پھر تعلیم فیروز آباد کے مولانا غلام محمد بن برہمائی (۱۸۸۲ء - ۱۹۳۱ء) سے فاضل کا نصاب پڑھا۔ امتحان دیوار لکھنؤ کا بیالی حاصل کی۔ اگلے سال ادیب فاضل کا امتحان بھی پاس کر لیا۔ انعام میں نظر سے ملنے لگی سے اصلاً کہتے ہیں۔

مولانا غلام محمد بن علی بن تعلیم حاصل کرنے کے لئے مختلف اساتذہ سے کتاب سے ملے۔ نظر سے مولانا محمد عالم آفری (۱۸۸۱ء - ۱۹۳۳ء) سے عربی کی کتابیں پڑھیں اور مولانا غلام محمد کا امتحان اعلیٰ پائے میں پاس کیا۔ پھر مولانا علی علیہ السلام سے فاضل کا نصاب پڑھا۔ انعام حاصل کیا۔ پھر مولانا غلام محمد (۱۹۵۰ء - ۱۹۵۵ء) سے استفادہ کیا۔ مولانا غلام محمد بن علی علیہ السلام سے استفادہ کیا۔ پھر مولانا غلام محمد (۱۸۳۱ء - ۱۹۵۵ء) سے استفادہ کیا۔ مولانا غلام محمد بن علی علیہ السلام سے استفادہ کیا۔ پھر مولانا غلام محمد (۱۸۳۱ء - ۱۹۵۵ء) سے استفادہ کیا۔

۱۹۳۶ء سے بھی کتاب فیض آیا۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد امرتسر میں محکمہ جمعہ آیت، بے لور اہل علم و سادات  
الامینوں کی یہ ولادت اطراف و اکناف ملک میں جلد ہی آسمانِ شہادت پر اُٹھ گئی۔ جب یہ  
بچے مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کے لئے آپ نے امرتسر میں جامعہ اسلامیہ کے بانی  
یہ مدرسہ قائم کیا جس کے آپ خود پرنسپل تھے اس مدرسہ میں مشق و حاصل ہوا کہ ان  
مدرسہ جات تھا۔ ۲۹ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو مولانا حفیظ علی خاں (۱۸۷۲ء - ۱۹۵۶ء) صاحب  
مدفون کیلئے امرتسر گئے تو آپ کی مقبولیت دیکھ کر یہ شعر کہاجا:

قرنم چاند ہے اس شہر میں علم اور حکمت کا

ورخشاں اس کے باپے ہیں مسلمان بن ام تر

مسلمانوں میں مذہبی بیداری کے لئے انجمن تبلیغ الاسلام سے کھربا  
 حالات کرتے رہے جس کے زیرِ اہتمام حضرت امام اعظم (۱۹۶۱ء - ۱۹۷۱ء) نے  
 ہر سال بڑی وحوم و حوام سے منایا جاتا تھا۔ عرس میں ہر صغیر کے مشاہیر جلیلا  
 نکلتے تھے اور علم و عرفان کے وسیع بہاتے تھے۔ ان تمام مصروفیات کے باوجود اعلیٰ  
 اسلئے بھی جاری رکھا، حالانکہ تقریباً مفت ہی کرتے تھے۔

مولانا ترجمہ کو سیاست سے بھی بھرپور دلچسپی رہی۔ ۱۹۱۹ء میں جلیانوالہ باغ واقعہ مشہور واقعہ رونما ہوا تو اس وقت آپ کی عمر انیس برس کی تھی۔ تحریک آزادی کے سرگرم عمل ہونے کی حیثیت سے آپ وہاں منعقد ہوتے ہوئے جلسہ عام میں ایک انفرادی انعام یافتہ تھے۔ اس جلسہ کا اہتمام کانگریس کی طرف سے کیا گیا تھا، کوئی نمائندہ آپ کی طرف سے گیا ہو کر رہے تھے۔ اس کے بعد آپ کا نام پکارا گیا۔ لیکن پیشتر اس کے کہ آپ کچھ بھی کہیں گے اس جلسہ عام میں ہر طرف افراتفری پھیل گئی۔ انگریزوں نے ایک اسمبلی ہال کا نام لگوا کر تمام جہاز (۱۔ ۲۔ ۳) لے جایاں میں داخل ہو کر انہیں جلا دیا۔

۱۔ انا تم، کچھ نگرہ اور چند دلوں کی غلی بے بس میں بھی جاتے رہے جوں جوں کہ یہ  
سایاؤں و جاہلوں ہیں یا فرق باطن ہندو کا گھر تو بیش بہش کے لئے تیار ہے نہ وہاں



سلم ایک کے ساتھ ہی تھے۔ تحریک پاکستان میں شریلی کرہ اور انکیل اپنی جہاد میں  
 آ رہے تھے۔ قومی لکچر "سرساں" کے ذریعہ میں جاگزیں کیا۔ ملک گیر دورے کر کے سلم  
 ایک کا خطاب "عمر محمد" پچھلے سال ۳۱ جنوری ۱۹۵۳ء میں "کے جلسوں میں تحریک  
 پاکستان کے موضوع پر غور کی جا رہی تھی۔ ۱۹۵۳ء میں سلم کی ابتدا میں ملت اسلامیہ  
 اور سیدہ سیدہ جماعت ملی شہادت علی پر، ۱۹۵۳ء-۱۹۵۴ء کا صدر ان کا جلسہ منعقد ہوا۔ یہ  
 اور عظیم الشان سرگودھا (۱۹۵۳ء-۱۹۵۴ء) اور ملت اسلامیہ شہادت علی پر منعقد ہوا۔ یہ  
 ۱۹۵۳ء-۱۹۵۴ء کے "تحریک پاکستان" کے حق میں ایسی مددوں اور پر سفر تھا کہ یہاں کہ  
 امر آس میں کانگریسی اور آخر کار ملی موہلوں کا ہضم ٹوٹ گیا۔ یہ مولانا ہاشم کی قیادت میں مولانا  
 ان کے حق میں مسلم لیگ امر آس اور وقت مندوں اور شخصوں کا قوت کو مقابلہ کرتے رہے۔

یہاں پر ان کی شخص کی ہدایت کی وجہ سے گوروا سپر اور امر آس کے اشتراک کو  
 بعد میں کے مولانا نے کر دیا گیا تو مولانا ہاشم بھی دیگر لوگوں کی طرح معاشرے کو پاک کر  
 دینا میں دینی کی گہری لاجور میں تشریف لے آئے اور بیڈن روڈ پر قیام فرما دیے۔ یہاں  
 ملت اسلامیہ اور ملی "جامع مسجد" میں امر آس قرآن اور "جامع مسجد ملی  
 سلم" میں ملت اسلامیہ اور ملیاں سنبھال لیں۔ ہر تبلیغی کام فی کس اللہ کیا اور بیش  
 حق کوئی اور ملی کام کرتے رہے۔ جماعت کشمیر میں مولانا ہاشم کی قیادت میں (۱۹۵۴ء-  
 ۱۹۵۵ء) کے شہر اسلام آباد میں یہاں کیسے لکھی اور سالانہ کے علاوہ خواہہ جس شخص  
 لکھی کے علاوہ یہاں پر تشریف لے جا کر ان کے مولانا ہاشم کی قیادت میں یہاں کے مولانا

۱۹۵۵ء

ان لوگوں آپ "جامع مسجد مول سیکرٹریٹ اسلام آباد" میں خطبہ مقرر ہوئے تو  
 سیکرٹریٹ کے باغیچے میں جنگ مرمر کی صلیب ملی ہوئی تھی۔ سیکرٹریٹ میں داخل ہوتے  
 ہی پہلے اس صلیب پر نظر پڑی۔ خطبہ بعد کے موقع پر اسے ہٹائے جانے کا مطالبہ کیا گیا اور  
 قرار دیا کہ اس کے ذریعے کو مارا جائے اور خطبہ سیکرٹریٹ کی قیادت میں اس طرف مہڈال کر ملی گئی تھی  
 انہوں نے صلیب ہٹا کر دیا اور سرے بعد کے موقع پر آپ نے نام اعلان کر دیا کہ اگر  
 آئندہ بعد تک یہ صلیب اٹھائی گئی تو میں کہہ لے کہ یہاں دیکھ کر ان کی ہمارے لئے  
 انہوں نے کر دیا کہ آپ کے ان پہلوئے امتحان کا یہ اثر ہم کو شہرہ پیدا ہے پلے ہی

مجلس شورای اسلامی

[illegible]

۱۹۵۴ء میں "تحریک فتنہ نبوت" کے مسئلے میں احکام کر دیے گئے۔

[illegible][illegible]

احسن سے اعلیٰ کے قطب پر جاؤ گے کہ ان میں سے کچھ ایک اور عالم

۵. کتاب: تعمیر ذاتی (۱۹۹۳ء تا ۱۹۹۸ء) کے پندرہ جلدوں کا



وہاں جہازوں کے ساتھ ساتھ کچھ اور بھی ملے جو ان کے لئے بہت ہی قیمتی تھے۔

مجلس شورای اسلامی ایران  
کتابخانه ملی ایران

[illegible]

المجلس الأعلى للدراسات الإسلامية - القاهرة

واللہ اعلم بالصواب

۱۰- پندتو که سوره الفکر علی زبان بطور و صبر، ۳۴ آیه من ۹۰

المجلس: المجلس الأعلى للبحوث والدراسات الإسلامية، الكويت، 1415هـ، ص 133، 134.

۱۹۹۱ء میں پاکستان کی آزادی کے ۵۰ ویں سال کی مناسبتاً

[illegible]

۱۲۰۰ روبرو آستانه کے ساتھ سے ۵ دہائیوں میں ۲۳،۹۶۹ ایکڑ اور ۱۸۷۶ فکلی

— 2000 —

[illegible]

۱۹۸۱ء میں شریعت اسلامیہ کے تحت عدالتوں میں شہادت دینے کے لیے ۱۹۸۱ء

۱۹۱۱ء میں لکھی گئی تھی۔ اس کی پہلی بار ۱۹۱۲ء میں شائع ہوئی تھی۔

الحمد لله الذي جعلنا من عباده الصالحين  
والذين هم خير خلق الله على وجه الأرض

۱۹۳۱ء کی جنگ پر امریکی فوجیوں نے افغانستان کو تسلیم کیا۔

(1) في ١٢/١٢/٢٠٢٣، تم تحويل ١٠٠,٠٠٠,٠٠٠ ريال سعودي إلى ١٠٠,٠٠٠,٠٠٠ ريال سعودي.

۱۶۲۱ء کو جب کہ حکوم ملتان آباد ہوئے

1997-1998



۱۔ اے کلمہ ہے اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔  
 ۲۔ اے کلمہ ہے اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔  
 ۳۔ اے کلمہ ہے اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔  
 ۴۔ اے کلمہ ہے اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔  
 ۵۔ اے کلمہ ہے اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔  
 ۶۔ اے کلمہ ہے اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔  
 ۷۔ اے کلمہ ہے اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔  
 ۸۔ اے کلمہ ہے اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔  
 ۹۔ اے کلمہ ہے اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔  
 ۱۰۔ اے کلمہ ہے اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ہے۔

[illegible][illegible]

کئی لوگ اسے ظہاد میں داخل کیا یہ کوئی اور نام ہے جس کا وہاں فقہاء نے  
ظہاد کو کہہ کر ظہاد میں داخل کیا ہے۔ فقہاء انہوں نے ظہاد کو کہہ کر  
ظہاد کو کہہ کر۔ دو ناموں میں لایا ہے۔ وہی ہے کہ اگر کچھ لوگ اسے کہہ کر







شورش کا سیریز (۱۹۱۷ء - ۱۹۵۷ء) اپنی کتاب "شورش" میں لکھتے ہیں :-  
 "(مولانا مینکس) جتنی خونخواروں کے مالک تھے اتنی قدر نہیں  
 ہوئی بلکہ صحافت کے تذکرہ میں بھی ان کا نام نہیں آ رہا۔ وجوہ ذہنی  
 مچھے نہیں اور نہ ہم انہیں زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ  
 انہوں نے صحافت کی اعلیٰ قدروں کا نہ صرف احترام بلکہ استحکام بھی  
 کیا۔ جس نقطہ نگاہ کو درست سمجھتے اس کے مبلغ ہو جاتے۔ ان میں  
 ایک عالم کی روح، ادیب کا حسن، شاعر کی رہنمائی، رند کا ظرف، فقیر کا  
 گداز، مجاہد کا ولولہ اور بادشاہ کی تمکنت موجود تھی۔ قلم فروشی سے  
 انہیں تنفر تھا۔ اپنے خیال اور اپنے تصور کے آدمی تھے۔ ابھی پاکستان کا  
 تصور چند افراد کے ذہن میں تھا کہ انہوں نے "انقلاب" میں مسلسل  
 مقالے لکھ کر پاکستان کو ہندو مسلم سنگم کا حل قرار دیا۔ اس وقت یہ حل  
 مجذوب کی ہوا نہ سسی صحافی کی بڑ ضرور سمجھا گیا۔ لیکن آخر یہی حل  
 مسلمانوں کا ملی نصب العین ہو گیا۔ ان کا خیال تھا کہ انہوں نے ملایہ  
 اقبال سے بھی سارے پاکستان کا تصور پیش کیا تھا۔ وہ ظاہر و باطن پاکستانی اور  
 ان مفصل اہل قلم میں سے تھے جنہوں نے علیحدہ قومیت کے نظریہ کی  
 آبدی کی۔"

معروف صحافی سید اشتیاق احمد نے اپنی کتاب "سید الاستار" (مولانا  
 حیات) میں مولانا مینکس کے تصور پاکستان کا ذکر کیا ہے :-

"دسمبر ۱۹۲۸ء میں مشہور ادیب اور صحافی مولانا مینکس  
 احمد خاں مینکس نے روزنامہ "انقلاب" مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۲۸ء  
 میں تجویز پیش کی کہ مسلمان علاقوں پر مشتمل ایک علیحدہ وطن بنادیا  
 جائے۔ انہوں نے لکھا کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ شمالی ہند میں جو  
 پنجاب، اتر پردیش، اتر پردیش اور ہندوستان پر مشتمل ہے اپنی قومی حکومت  
 کے قیام کو نصب العین قرار دیا جائے کیونکہ وقت کا تقاضا اور  
 مسلمانوں کی خواہش اسی صورت میں پوری ہو سکتی ہے۔ اسی میں

مسلمانوں کی غالب اکثریت ہے۔ مسلمان جماعت آسمانی سے اسے  
 اپنا وطن سمجھ سکتے ہیں۔ اور جب ان کو معلوم ہو گا کہ اس وطن سے  
 آزاد کرانے میں ان کی ہر قسم کی فلاح و بہبود مضمر ہے اور ان کی  
 آئندہ نسلوں کی ترقی اور کثافت اس پر منحصر ہے تو ان کی ساری  
 "وششیں اس مقصد پر صرف ہونے لگیں گی۔ اس سال ۱۹۳۸ء  
 میں "نہرو کمیٹی" کے سامنے بھی یہ تجویز پیش کی گئی لیکن کمیٹی نے یہ  
 کہہ کر رد کر دیا کہ قصبہ کے لحاظ سے یہ ریاست تعمیر متوازن ہو جائے  
 گی۔ علامہ اقبال نے اپنے خطبہء آراء میں جو انہوں نے آل انڈیا  
 مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ ۱۹۳۰ء میں پیش کیا تھے اس کا علم دل  
 دیا ہے۔"

۱۸-۱۹ اپریل ۱۹۳۸ء کو فکلت میں آل انڈیا مسلم لیگ کا خصوصی اجلاس  
 ہوا اس موقع پر حضرت قائد اعظم (۱۸۷۶ء - ۱۹۳۸ء) کے حکم پر پنجاب مسلم  
 لیگ کی تنظیم نو کیلئے ۳۵ آدمیوں کی آزاد کمانڈرنگ کمیٹی مقرر کی گئی جس میں علامہ اقبال  
 مولانا ظفر علی خاں، میاں عبدالعزیز مالو، میر سٹر، ملک برکت علی، مولانا آیت اللہ  
 شجاع الدین میر سٹر، ڈاکٹر عاشق حسین، مولانا غلام رسول خاں میر سٹر، مولانا  
 سٹر، ملک محمدی زمان خان کے علاوہ مولانا مراد علی احمد خاں، مولانا محمد کرم خاں  
 شامل تھے۔

تحریک پاکستان میں آپ نے "علامہ اہلسنت" کے ٹکٹ بھاری خدمات سر انجام  
 دیں۔ ۱۹۴۰ء میں مولانا اہلسنت محمد احمد قادری (۱۸۹۶ء - ۱۹۶۱ء) آپ کے نائب  
 بن گئے۔ چنانچہ "آل انڈیا سنی کانفرنس" ۱۹۳۶ء میں مولانا اہلسنت نے آپ کا  
 نام علی طور پر لے کر لکھا تھا۔ آپ نے وہاں متعدد قراردادیں پیش کیں جو حلقہ طور پر  
 لکھی گئیں۔ مولانا اہلسنت نے فکر کے معارف قادیان و فیصلہ آخری ای سے اس حقیقت کو  
 تسلیم کیا ہے۔

"مولانا شمس الدین علی خاں نے مولانا اہلسنت کے نائب بننے کے بعد  
 "مولانا اہلسنت" کے نائب بن گئے۔ مولانا اہلسنت کے نائب بننے کے بعد

فی مکتوباتہ (۱) کا حصہ دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۱۰ سداوے کے خلاف دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۱۱ (۱) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر

۱۲ (۲) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۱۳ (۳) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۱۴ (۴) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۱۵ (۵) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر

۱۶ (۶) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۱۷ (۷) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۱۸ (۸) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۱۹ (۹) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۲۰ (۱۰) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر

۲۱ (۱۱) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۲۲ (۱۲) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۲۳ (۱۳) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۲۴ (۱۴) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۲۵ (۱۵) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۲۶ (۱۶) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۲۷ (۱۷) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۲۸ (۱۸) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۲۹ (۱۹) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۳۰ (۲۰) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر

۳۱ (۲۱) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۳۲ (۲۲) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۳۳ (۲۳) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۳۴ (۲۴) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۳۵ (۲۵) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۳۶ (۲۶) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۳۷ (۲۷) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۳۸ (۲۸) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۳۹ (۲۹) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر  
 ۴۰ (۳۰) دلی نوٹ ۱۹۲۱ء میں دلی میں منظر



۳۳ جلد میں اردو دہلی (اردو مجلہ، کلام)، فارسی مجلہ، کلام، غیر مطلوبہ کتب۔  
 ترجمہ حضرت کی پند کی آپ کی سب سے بڑی کرامت ہے۔ نماز کبھی قضا  
 نہ کی، راضی اور مشتاق رسول اللہ ﷺ کی محبت طبعی سے پھر دور ہونے کی وجہ سے پھر وہاں اب  
 تک ہر شخصیت میں رعب لہاں تھا۔ انتہائی تکلیف میں بھی نماز ترک نہ ہوئی۔ چنانچہ صاحب  
 المذہب ہی میں نے ۱۹۵۹ء مطابق ۲۱ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ بروز جمعہ رحمت قلب بند  
 کیا۔ اس سے دس گھنٹے منبری سے پورا کرکری اور کارڈن لائن لاہور کے قبرستان میں  
 مدفون ہوئے۔

موتے ہیں اس میں عشق و محبت کے مست پھول

موتی نے جس میں یہ فن بنا لیا

آپ نے انتقال پر مابال پر رونا مہ "تو اے وقت" لاہور نے ۲۹ جولائی ۱۹۵۹ء کو  
 اپنے دل لہریں میں ہاں خرواق تسمین پیش کیا۔

"مولانا مرتضیٰ احمد خاں میمنش کا انتقال اردو صحافت کا قابل  
 حافی نقصان ہے۔ مرحوم ایک بڑے اخبار نویس تھے اور "زمیندار"،  
 "آزمائش"، "شہزادہ"، "نوائے پاکستان"، "مغربی پاکستان" وغیرہ  
 اخبارات میں ایڈیٹر کی حیثیت سے بد توں کام کرتے رہے تھے۔  
 انہیں "اور" شہزادہ" و "قہار" میمنش" کے نام سے کیا تھا۔ ایک زمانہ  
 اردو صحافت میں ان کا طوطی و آواز تھا۔

مرحوم ایک دیندار اور صحافی میمنش تھے و تقاض میمنش  
 تھا مگر شراب کو بھی چھو آئیں نہیں، اسلام اور پاکستان کے لئے دل  
 میں دھارہ تھا۔ ان کے آخری چند سال بڑی عمر تھی اور تکلیف میں  
 گزرتے مگر چونکہ انتہائی خوددار، لیور و درویش قسم کے آدمی تھے  
 اس لئے کبھی کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلائے۔ وہ اپنی قومی خدمات  
 اور اپنی قوم کے اقدار کے لئے صحافت میں اپنے مقام کا ہر وقت  
 اپنی قوم و خلیفہ کے صحیح مفاد میں اقدار تھے مگر یہ نگاہیں  
 ان کے لئے بڑے گھٹے نہیں تھے اب ان کے آخری وقت تک محبت

مرد وری گزشتے گزاردہ کیا اور اس طرح خود ویران و برباد کی ایک  
شہادت مثال قائم کر گئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے بھروسے  
میں جگہ دے۔

بہت سے شعرا نے گرام کے ان کی راحت پر قصیدے جڑے وقت لکھے ہیں۔

درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت صاحبزادہ فی دامت برکاتہم العالیہ  
”سال وفات نیک خصال“ جناب مولوی مرتضیٰ حسین

۱۹۵۴ء

۹-۳۱

عالم فانی سے وہ بھی چل دیے  
روشنی مٹل و انشور  
تھے جو میدانِ لب کے حسو  
مالکِ شخصیت و رخ و  
جس کے ایوانِ رہت یہ حق  
یہ قومیت کے حاکم  
ہر سی، اردو کے شاعر تھے جناب  
ہے یہ ”مولانا“ سے  
آئی تربت پر رہے بارانِ نمود  
ہو مولانا رحمت  
کہندہ صاحبزادہ کی جڑے وقت  
”شیخ“ دوراں پیش مائی و قار

۱۹۵۴ء

لتبیت علماء پاکستان

مولانا ابوالحسنات قادری

مجموعہ گرام میٹکس

(۲) حضرت ابو الظاہر فدا حسین قد امیر اعلیٰ ”عمر و نام“

حضرت میٹکس جہاں سے چلے  
اس لئے وہ ناگماں داغ لائق  
آج ہیں سب اقربا و خلقت  
سے پادشہ سے آگے شہزاد  
اب جہاں علم میں مہیا گماں

و لہذا سوال اس کا جواب کہ عقلی معنی محبوب سے  
 ملے عقلی پر تو کہ اسے خدا  
 نظام شیریں علی واکہ شہادۃ

۱۹۵۹

(۱۹) سترے عارفی سلطانوری، سن پہاں علی اکبر۔

ہر قسمی حمد و کلام پر ہم قرعہ و حکم  
 صاحب کلام و کلام تھا کہ وہ اس کی  
 ایک حکم کا قلم ایک صفا نام و  
 وہ صفا کا کلام وہ حکم کی آن تھا  
 کاہن صفا کا تھا شہادۃ سے سراسر  
 وہ کلام صفا قریب پاکستان تھا  
 یہ کلام میں خدا تھا القاع الی حق  
 اس میں علی صفا وہ حق الہا انسان تھا  
 سن و کلام کے کلام تھا کہ وہ ہم پہاں  
 یہ کلام کا کلام صفا و قرآن تھا  
 اس کے سوال سے ہیں صفا صفا الی الی  
 کلام صفا کلام کا کلام صفا و حق تھا  
 صفا و کلام صفا صفا کلام کا کلام  
 کلام صفا کلام صفا کلام صفا کلام  
 کلام صفا کلام صفا کلام صفا کلام  
 کلام صفا کلام صفا کلام صفا کلام  
 کلام صفا کلام صفا کلام صفا کلام  
 کلام صفا کلام صفا کلام صفا کلام  
 کلام صفا کلام صفا کلام صفا کلام  
 کلام صفا کلام صفا کلام صفا کلام

۱۹۶۰





وہاں سے پہلے ہی کہہ دیا کہ اگرچہ اس کا نام ہے لیکن اس کا  
 ہونا اس کے لئے ہے کہ اس کا نام ہے اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے  
 اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے

اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے  
 اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے  
 اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے

اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے  
 اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے









آپ نے تعمیر فرماتے ہوئے، میری تحریر کے تحت آپ کی فرمائش کے مطابق  
 ایک ایسی ہیئت کے مطابق جو کہ ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔  
 اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔ اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔

اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔ اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔  
 اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔ اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔

اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔ اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔  
 اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔ اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔

اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔

اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔

اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔ اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔  
 اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔ اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔

اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔ اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔  
 اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔ اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔

اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔ اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔  
 اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔ اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔

اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔ اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔  
 اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔ اور ان کے لیے بہت ہی مفید ہوگی۔

۱۹۸۱ء میں لکھی گئی تھی اور اس کی اشاعت ۱۹۸۱ء میں ہوئی۔  
 ۱۹۸۲ء میں لکھی گئی تھی اور اس کی اشاعت ۱۹۸۲ء میں ہوئی۔

۱۹۸۳ء میں لکھی گئی تھی اور اس کی اشاعت ۱۹۸۳ء میں ہوئی۔  
 ۱۹۸۴ء میں لکھی گئی تھی اور اس کی اشاعت ۱۹۸۴ء میں ہوئی۔

۱۹۸۵ء میں لکھی گئی تھی اور اس کی اشاعت ۱۹۸۵ء میں ہوئی۔  
 ۱۹۸۶ء میں لکھی گئی تھی اور اس کی اشاعت ۱۹۸۶ء میں ہوئی۔

۱۹۸۷ء میں لکھی گئی تھی اور اس کی اشاعت ۱۹۸۷ء میں ہوئی۔







میں نے یہ سنا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے دل سے کسی اور شخص کے بارے میں  
ایسا سوچے کہ وہ اس کے لئے برا ہو تو اس کے لئے اس کا دل بڑھ جائے گا  
اور وہ اس کے لئے برا ہو گا۔

"وہی ہے کہ جس نے اسے دیکھا، وہ اس سے بڑھ کر سمجھتا ہے۔"

$$f_{\text{eff}} = f_0 \left( 1 - \frac{\alpha}{\beta} \right) \quad (1)$$
[illegible][illegible][illegible]



## مولانا صبرۃ اللہ شہید فرنگی مہدی

مولانا صبرۃ اللہ شہید فرنگی مہدی نے مولانا محمد علی شہید فرنگی مہدی کی طرح اپنے وطن کو آزادی دینے کے لیے اپنی جان قربان کر دی۔ مولانا صبرۃ اللہ شہید فرنگی مہدی نے مولانا محمد علی شہید فرنگی مہدی کی طرح اپنے وطن کو آزادی دینے کے لیے اپنی جان قربان کر دی۔ مولانا صبرۃ اللہ شہید فرنگی مہدی نے مولانا محمد علی شہید فرنگی مہدی کی طرح اپنے وطن کو آزادی دینے کے لیے اپنی جان قربان کر دی۔

مولانا صبرۃ اللہ شہید فرنگی مہدی نے مولانا محمد علی شہید فرنگی مہدی کی طرح اپنے وطن کو آزادی دینے کے لیے اپنی جان قربان کر دی۔ مولانا صبرۃ اللہ شہید فرنگی مہدی نے مولانا محمد علی شہید فرنگی مہدی کی طرح اپنے وطن کو آزادی دینے کے لیے اپنی جان قربان کر دی۔ مولانا صبرۃ اللہ شہید فرنگی مہدی نے مولانا محمد علی شہید فرنگی مہدی کی طرح اپنے وطن کو آزادی دینے کے لیے اپنی جان قربان کر دی۔

کھنڈوں کے واسطے اسی طرح کام میں آئے۔ مگر یہی  
 ایک قسم کی آگ کی طرح تھیں۔ ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔  
 ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔ ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔  
 ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔ ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔  
 ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔ ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔

ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔ ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔  
 ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔ ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔

ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔ ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔  
 ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔ ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔  
 ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔ ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔  
 ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔ ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔  
 ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔ ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔

ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔ ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔  
 ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔ ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔  
 ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔ ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔  
 ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔ ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔  
 ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔ ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔

ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔ ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔  
 ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔ ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔  
 ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔ ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔  
 ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔ ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔  
 ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔ ان کی ہر جگہ سے لگتی تھیں۔



بسم الله الرحمن الرحيم









مقرر ہوئے۔ اسی سال مولانا نیازی نے آپ کے مشورہ سے ”آل انڈیا مسلم لیگ“ کے سامنے ”خلافت پاکستان سکیم“ پیش کی۔ ۱۹۴۱ء میں فیڈریشن کی سالانہ کانفرنس منعقد کی گئی جس میں ”خلافت پاکستان“ کا منشور اور حصول کا طریقہ کار پیش کیا گیا۔ ۱۹۴۳ء میں آپ کی رہنمائی میں ایک مشہور کتاب ”پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟“ میاں محمد شفیع (۱۹۱۴ء-۱۹۵۳ء) اور مولانا نیازی نے شائع کی۔

آپ نے ”پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن“ کے پلیٹ فارم سے تحریک پاکستان کو آگے بڑھایا۔ مغربی پاک و ہند میں ”خلافت پاکستان“ کے نظریہ کو مقبول بنانے میں شبانہ روز کام کرائی۔ ”خلافت پاکستان سکیم“ پر مشتمل نقشہ ”انٹر مسلم برادر پنڈ“ نے شائع کر کے تمام ہندوستان میں پھیلا دیا تھا جو عرصہ تک ملک کے بڑے بڑے اخباروں میں خبروں اور تبصروں کا موضوع بن رہا۔

۱۹۴۰ء میں ”پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن“ کے سلسلے میں قائد اعظمؒ (۱۸۷۶ء-۱۹۴۸ء) سے آپ کی خط و کتابت ہوتی رہی جو جناب سر فراز حسین مرزا کی کتاب ”آل پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن“ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء کے صفحات ۱۱، ۱۲، ۱۵ اور ۵۰، ۵۱ پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس خط و کتابت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو حضرت قائد اعظمؒ سے کس درجہ عقیدت و محبت تھی۔ ستمبر اکتوبر ۱۹۴۱ء میں آپ نے مجاہد ملت مولانا محمد عبد الستار نیازی کے ساتھ دہلی میں قائد اعظمؒ سے ملاقات بھی کی۔

۱۹۴۱ء میں آپ نے ”تحریک رفاقت“ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ ہندوؤں، سکھوں اور مسلمانوں میں سیاسی اختلافات کی موجودگی میں بھائی بھائی اور رفاقت پیدا کی جائے۔ چند سال تک اس تحریک کو بڑے زور و شور سے چلایا تاکہ سیاسی اور مذہبی اختلافات ختم ہو سکیں۔ صلح و آشتی کے ماحول میں ایک دوسرے کا نقطہ نگاہ سمجھا جائے۔ ۱۹۴۶ء کے عمومی انتخابات کے موقع پر وزیراعظم پنجاب خٹہ نوانہ (۱۹۰۰ء-۱۹۷۵ء) نے ”تحریک رفاقت“ کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرنا چاہا تو آپ نے خدمت مخالفت کی اور اس تحریک کو ختم کر کے مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور قیام کیا جس میں مسلم لیگ کی دل و جان خدمت کی۔

۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ نے علامہ مشاقح کی رہنمائی حاصل کرنے کے لئے مشاقح

کئی مہائی جس کا صدر آپ کو بنایا گیا چنانچہ، عمارت کی آل انڈیا سنی کانفرنس میں آپ نے مسلم  
لیگ طرف سے شرکت فرما کر پاکستان کے حق میں مشہور قرارداد پاس کروائی جس کی رو  
سے ملک ہر کے علاوہ مشائخ اہلسنت نے نظریہ پاکستان کے لئے کام کرنا شروع کیا۔ اس  
تحریک میں آپ حضرات امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری (۱۹۳۱ء۔  
۱۹۵۱ء)، حضرت سید محمد محدث اعظم کچھوچھوٹی (۱۸۹۲ء۔ ۱۹۶۱ء)، مولانا ابوالحسن علی  
سید محمد احمد قادری لاہوری (۱۸۹۶ء۔ ۱۹۶۱ء) اور صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم گیلانی  
مولو آبادی (۱۸۸۳ء۔ ۱۹۴۸ء) کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔

۱۹۴۶ء ہی میں جب مسلم لیگ اور یونیٹ پارٹی کی تقابلی فیصلہ کن مرحلہ میں  
داخل ہو گئی تو آپ ایک دفعہ پھر میدان میں اترے۔ جب صوبائی مسلم لیگ کی بانی ٹیم کے  
تمام اراکین کو گرفتار کر لیا گیا تو آپ تحریک سول نافرمانی کی رہنمائی کرتے ہوئے نیشنل لیگ  
لیجسلیٹو۔ سلسلہ چشتیہ کی معروف گدیوں تونسہ شریف، سیال شریف اور کوئٹہ شریف  
کے قابل احترام سجادہ نشینوں کے بے پناہ اثر و رسوخ کو مسلم لیگ کے لئے حاصل کرنے میں  
آپ کا بہت زیادہ دخل ہے۔ غرضیکہ آپ کی ذات سے مسلم لیگ کو بہت زیادہ تقویت ملی۔  
۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے بے لافعل کر، ارادہ الیاد اس دوران آپ  
نے جس اولوالعزمی اور بلند حوصلگی کا ثبوت دیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ انوار الحق رچ بس  
آپ کے مقدمہ کی رو سے او آپ کے استقلال کی بہت بڑی دلیل ہے، آپ اس تحریک میں  
قید و بند کی تکالیف سے بھی نبرد آزما ہوئے۔ آپ کے جگری دوست مجاہد ملت مولانا  
عبد الستار خاں نیازی کو تو سزائے موت کی سزا ہوئی جو بعد میں عمر قید میں تبدیل ہو گئی۔

عشق رسول ﷺ آپ کے رگ و پے میں سلایا ہوا تھا چنانچہ حضور ﷺ کی اہمیت  
میں ہمیشہ کھدو پھندا اور مٹی کے برتنوں میں کھانا کھایا، آپ چارپائی پر ہمیشہ کھجور کی پٹائی لائی  
کر سوتے تھے، آپ کی دوستی اور دشمنی کا معیار اسلام اور صرف اسلام تھا، عقائد میں اختلاف کے  
لحاظ سے دشمن اور میدان عمل کے شہسوار تھے۔ ساری زندگی مجروح سے مگر امن کا دار امن بھولی  
کانفرنسوں اور آکوں کیوں سے سراپا پاک تھا۔

آپ نے تمام زندگی فقر و فاقہ، تنگ دستی و محنت کو یہ طبع خاطر قبول کیا اور  
اپنے احوال کے وقت ایک عید کی چاندی پر مقننہ و غیر مقننہ چھوڑ دی۔ ۱۹۴۵ء میں کچھ

انہی کے لئے اس ادارے کا قیام کیا گیا ہے۔ اس ادارے کی سرکاری اور غیر سرکاری  
کتابوں کی کاپیاں اس ادارے کے حوالے کی جاتی ہیں۔

اس ادارے کے تحت ایک "کتاب خانہ" بھی قائم ہے جس میں  
کتابوں کی کاپیاں جمع کی جاتی ہیں۔ اس ادارے کے تحت ایک "کتاب خانہ"  
بھی قائم ہے جس میں کتابوں کی کاپیاں جمع کی جاتی ہیں۔

اس ادارے کے تحت ایک "کتاب خانہ" بھی قائم ہے جس میں  
کتابوں کی کاپیاں جمع کی جاتی ہیں۔ اس ادارے کے تحت ایک "کتاب خانہ"  
بھی قائم ہے جس میں کتابوں کی کاپیاں جمع کی جاتی ہیں۔

(8) A TREASURE OF GENERAL KNOWLEDGE  
(9) A DRAFT MODERN ISLAMIC CONSTITUTION  
FOR PAKISTAN.

(10) THE CONCISE ENCYCLOPAEDIA OF ISLAMIC  
GENERAL KNOWLEDGE.

اس ادارے کے تحت ایک "کتاب خانہ" بھی قائم ہے جس میں  
کتابوں کی کاپیاں جمع کی جاتی ہیں۔ اس ادارے کے تحت ایک "کتاب خانہ"  
بھی قائم ہے جس میں کتابوں کی کاپیاں جمع کی جاتی ہیں۔

اس ادارے کے تحت ایک "کتاب خانہ" بھی قائم ہے جس میں  
کتابوں کی کاپیاں جمع کی جاتی ہیں۔ اس ادارے کے تحت ایک "کتاب خانہ"  
بھی قائم ہے جس میں کتابوں کی کاپیاں جمع کی جاتی ہیں۔



آگست ۱۹۷۳ء، لاہور، ۱۹۹۳ء۔

(۱۱) "مشرق" لاہور، ۳۱ اگست ۱۹۶۸ء، ص ۴۔

(۱۲) مکتوب گرامی، مولانا عبدالقدوس نعمانی، نام راقم الحروف، محررہ از لاہور، مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۷۳ء۔

(۱۳) مکتوب گرامی، ڈاکٹر عبدالسلام، نور شید، نام راقم الحروف، محررہ از لاہور، ۲۶ ستمبر ۱۹۷۳ء۔

(۱۴) مکتوب گرامی، مجاہد ملت، مولانا محمد عبدالستار خان، نیازی، نام راقم الحروف، لاہور۔

(۱۵) مکتوب گرامی، میاں محمد شفیع (م ش)، نام حضرت حکیم محمد مدنی، لاہور، مورخہ ۲ جولائی ۱۹۷۳ء۔

(۱۶) "جید و حمید آزادی میں پنجاب کا کردار" از ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۶ء، ص ۶۷۔

(۱۷) "یارانِ کتب" جلد اول، از بیدار ملک، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۶ء، ص ۲۶۲، ۲۸۲، ۲۸۵۔

(۱۸) "پروٹ تحقیقاتی عدالت" ۱۹۵۳ء، ص ۸۸، ۹۲۔

## مولانا عبدالکریم آف کوٹہ

مولانا حافظ عبدالکریم بن مولانا حافظ شیخ احمد کی ولادت باسعادت ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء کو روچھان ضلع ڈیرہ غازی خان میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ غلام فرید (۱۸۳۵ء-۱۹۰۱ء) کے مقربین خاص میں سے تھے۔ اور انہی کے حکم پر روچھان کی جمالت گرفت اور پسماندہ فضا میں علم و دانش کے چراغ فروزاں کرنے پہنچے تھے۔ ایک مہر تک اس خطے کو اپنی رہشنیء طبع سے سرفراز فرمایا۔

مولانا عبدالکریم نے والد ماجد سے کسب فیض کیا۔ عربی، فارسی اور اردو کے نزدیک عالم تھے۔ علوم جدیدہ کی تکمیل کے بعد پہلے روچھان اور پھر سرگودھا ویرمن میں علمی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ نواب اسد اللہ خاں ریسائی آپ کی علمی لیاقت اور مولانا صلاحیت کے معترف ہو کر انہیں ۱۹۲۱ء میں بلوچستان لے آئے۔ نواب غوث بخش ریسائی (۱۹۲۲ء-۱۹۸۷ء) کی اہدائی تعلیم و تربیت آپ ہی کی آغوش شفقت میں ہوئی۔ مستونگ میں خان قلات میر احمد یار خاں (۱۹۰۲ء-۱۹۷۷ء) نے ایک دارالعلوم قائم کیا جہاں آپ نے قائم اعلیٰ کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ بعد ازاں نواب قیصر خاں گلسی آپ کو اپنے ہمراہ جمل لے گئے اور گلسی قبیلے کے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کا فریضہ سرانجام دینے لگے۔ آپ کے شاگردوں میں نواب ابووسف علی عزیز گلسی (۱۹۰۸ء-۱۹۳۵ء) اور میر سیف اللہ







حقیقت یہ ہے کہ بلوچستان کی تاریخ ایسا شاندار استقبال نور محمد  
جلوس پیش کرنے سے قاصر ہے اور آئندہ بھی شاندار قیام رہے۔  
حیثیت تو یہ ہے کہ اس گروہ و مسلمانان ہند کے دلوں کے بادشاہ کے  
شاہان شاہان ہی ایسی عظیم الشان شاہان جلوس اور استقبال ہو سکتا تھا۔  
قائد اعظم نے مسلمانان بلوچستان کو خطاب فرماتے ہوئے استقبال اور  
جلوس کے اس شاندار طعطران پر ان کی دلی محبت و عقیدت کا سوا کچھ فرما  
کر فرمایا کہ ایسے عظیم الشان جلوس پر بادشاہ کو بھی فخر ہو سکتا ہے۔  
میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی بادشاہ بھی ہو تا تو اسے بھی آج کے اس جلوس  
جلوس پر فخر ہو سکتا ہے۔ میں آج کوئی دیکھ میں جو کچھ دیکھ رہا ہوں اسے  
بیش یا رکھوں گا۔ مسلمانان بلوچستان دوسرے مسلمانان ہند سے نہ  
چھپے رہیں گے اور نہ چھپے ہیں۔ قائد اعظم نے مسلمانان بلوچستان کی  
واہیت و شہادت اور اتحاد و تنظیم کے روح پرور جذبات و مناظر کا  
مطالعہ فرما کر فرمایا۔ (کہ ہم اس اتحاد اور تنظیم سے بالآخر پاکستان ملے  
گريں گے۔)

قیام پاکستان کے بعد استحکام پاکستان کی بھرپور خدمات جالاتے رہے۔ ۱۹۶۲ء  
میں اپنا عہدہ ہفت روزہ ”میزان“ جاری کیا جس سے تا دم آخریں منسلک رہے۔ ”دین“  
دنیا کے نام سے ایک کتاب بھی ترتیب دی جس میں ان کی چالیس تقاریر شامل ہیں جو انہوں  
نے گوکہ ریڈیو کے قیام ۱۹۵۶ء تا ۱۹۶۱ء کی تھیں۔ ان تقاریر کے چند عنوانات یہ ہیں  
”حضور نبی کریم ﷺ کی حیثیت سے“، ”اخلاق نبوی“، ”عید میلاد النبی ﷺ“  
”حضور ﷺ کی مقدس زندگی مسلسل جہاد رہی“، ”حضور کریم ﷺ کی عید“، ”شب  
معراج کی اہمیت“، ”حضور پاک ﷺ کی حیات طیبہ“۔ انداز تحریر نہایت شستہ و توانا اور  
دلپذیر ہے۔

تحریک آزادی گایہ بے لوث مجاہد، استحکام پاکستان کا انھنک کارکن اور بلوچستان میں  
تحریک پاکستان کا پہلا نقیب ۱۹ فروری ۱۹۶۵ء کو کوئٹہ میں رحلت کر گیا مگر اس کی جگہ  
جوئی شمعیں لٹک رہی ہیں جن سے پورے بلوچستان منور ہو رہا ہے۔

حضرت سیدہ امی تم کریمہ کی سے منسلک ہوا ہے۔ حضرت سیدہ امی تم کریمہ کی سے منسلک ہوا ہے۔  
 حضرت سیدہ امی تم کریمہ کی سے منسلک ہوا ہے۔ حضرت سیدہ امی تم کریمہ کی سے منسلک ہوا ہے۔  
 حضرت سیدہ امی تم کریمہ کی سے منسلک ہوا ہے۔ حضرت سیدہ امی تم کریمہ کی سے منسلک ہوا ہے۔

۱۹۶۹ء

ماخذ

- (۱) سیدہ امی تم کریمہ کی سے منسلک ہوا ہے۔ حضرت سیدہ امی تم کریمہ کی سے منسلک ہوا ہے۔  
 ۱۹۸۳ء ص ۳۳۳-۳۳۴۔
- (۲) "سرور کونین" سیدہ امی تم کریمہ کی سے منسلک ہوا ہے۔ حضرت سیدہ امی تم کریمہ کی سے منسلک ہوا ہے۔  
 ۱۹۹۰ء ص ۳۱۵-۳۱۶۔
- (۳) "جدہ جند آزادی میں بلوچستان کا کردار" از پروفیسر ڈاکٹر محمد اعظم الترمذی کوثر مطبوعہ لاہور  
 ۱۹۹۱ء ص ۳۳-۳۴۔
- (۴) "قرارداد پاکستان صحافتی محاذ پر" از پروفیسر ڈاکٹر محمد اعظم الترمذی کوثر مطبوعہ لاہور  
 ۱۹۹۲ء ص ۳۲-۳۳۔
- (۵) "تحریک پاکستان اور صحافت" از پروفیسر ڈاکٹر محمد اعظم الترمذی کوثر مطبوعہ لاہور  
 ۱۹۹۳ء ص ۲۲-۲۳۔
- (۶) "صحافت ہندوستان میں" از ڈاکٹر عبدالسلام فہر شید مطبوعہ لاہور ۱۹۹۴ء ص ۲۰۔
- (۷) "بلوچستان آزادی کے بعد" از پروفیسر ڈاکٹر محمد اعظم الترمذی کوثر مطبوعہ لاہور ۱۹۹۵ء ص ۱۵۔



ہارک موہنہ قید الہادہ ایوانی (۱۸۸۸ء - ۱۹۳۱ء) کے ساتھ آپ کے طویل عرصہ میں  
 بدوش قرار دے کر بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

آپ نے کل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں پہلی مرتبہ دسمبر ۱۹۱۸ء میں شرکت  
 کی یہ اجلاس مومبئی کے فضل الحق (۱۸۷۷ء - ۱۹۶۲ء) کی زیر صدارت اعلیٰ میں  
 ہوا۔ ان اجلاس کی خصوصیت یہ تھی کہ سب سے پہلی بار پیش قدمیوں کے موافق  
 برابری فرمائی گئی تھی (۱۸۷۸ء - ۱۹۲۶ء) کی زیر قیادت شرکت کی تھی۔ آپ نے اس  
 سال سے خطاب فرمایا۔ ان کے بعد ۱۹۳۷ء کے صحیحہ سیشن میں آپ نے باقاعدہ طور پر  
 طرح طرح کے تقسیم ہند تک کل انڈیا مسلم لیگ کے رکن رہے۔

۱۹۳۷ء میں یوپی کے انتخابات میں آپ نے مولانا شوکت علی (۱۸۷۲ء -  
 ۱۹۳۸ء) اور مولانا کریم علی خاں (۱۸۶۲ء - ۱۹۷۲ء) کے ساتھ چاروں صوبہ کا  
 اے کاغز میں کاغذہ نکال دیا۔ مسلم لیگ نے اپنی ملا حالت کے پیش نظر صرف ۳۹  
 میاں ہزار کئے تھے جن میں سے ۲۵ کا میاں ہو گئے۔ اس کے بعد جھانسی کے اسمبلی  
 نشست میں پھر چار کروڑ لاکھ کر کے کاغز میں اور بیعت علماء ہند کے امیدوار کو شکست فاش  
 ملی۔

۱۹۳۷ء میں جلال الدین عرف جلال بیگ (۱۹۰۳ء - ۱۹۸۱ء) نے مجلس  
 اہل حق (۱۹۱۰ء - ۱۹۸۶ء) کے رکن کے ساتھ ان کے تعاون سے ایسٹ آف (سویہ سرحد)  
 میں ایک عظیم الشان مسلم لیگ کاغز میں منعقد ہوئی جس سے مولانا شوکت علی (۱۸۷۲ء -  
 ۱۹۳۸ء) پھر برقی خلیق الزماں (۱۸۸۹ء - ۱۹۷۳ء) مولانا ہلال میاں فرنگی علی  
 (۱۹۱۰ء - ۱۹۸۶ء) کے علاوہ مولانا قید الہادہ ایوانی نے خطاب کر کے سرحد میں مسلم لیگ کی  
 جڑیں بڑھائی۔

۱۹۳۸ء میں اور آہ میں مولانا مسلم لیگ کاغز میں ایسے صدارت  
 اور قید الہادہ (۱۹۱۰ء - ۱۹۸۶ء) کاغز میں مولانا جس سے ۱۹۳۲ء تک فرم علی خاں  
 (۱۹۱۰ء - ۱۹۸۶ء) مولانا کریم مولانا علی خاں (۱۸۸۵ء - ۱۹۷۳ء) کے علاوہ  
 مولانا علی نے خطاب کیا۔ مولانا ایوانی نے فرما  
 لی کہ یہ کہ وہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کے ہونے کے لیے

چاہتے تھے کہ وہیں کے۔

اس لئے کہ چچہ ہیں کہ بعدِ صلح کی سر زمین پر ایک علی  
محمد اللہ پر نور، محمد اسلام کا نام، امیر پاکستان چاہتے ہیں پاکستان کو  
عالم میں کر رہی کے نو پاکستان کے لئے اسے ملے گا آخری قطرہ بہاویں  
تھے۔

۱۹۵۰ء تا ۱۹۵۸ء کو متحدہ مسلم لیگ کی صوبائی کانفرنس زیر  
صدرت قائد اعظم، کراچی میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں چودے نو صفحہ کی مسلم  
قوت کے شریک تھے۔ مولوی اسے کے فضل الحق (۱۸۷۳ء-۱۹۶۲ء) وزیر اعلیٰ بھال،  
سید اللہ خان (۱۸۸۶ء-۱۹۵۵ء) وزیر اعلیٰ آسام، اے۔ عیسیٰ سومرو (۱۸۹۷ء-  
۱۹۴۳ء) وزیر اعلیٰ متحدہ، مولانا شاکت علی (۱۸۷۲ء-۱۹۳۸ء)، راجہ امیر احمد  
تھانے تک محمد آباد (۱۹۱۳ء-۱۹۷۳ء) نواب اسماعیل خاں آف بہار (۱۸۷۰ء-  
۱۹۱۸ء) راجہ بھونو علی علی اڑکھن (۱۸۸۹ء-۱۹۷۳ء) سید سجاد حسین بیدارم (۱۸۸۰ء-  
۱۹۴۳ء) دھرم مولانا محمد علی جوہر (۱۸۸۵ء-۱۹۷۳ء) حاجی عبداللہ ہارون  
(۱۸۷۵ء-۱۹۴۶ء)، شیخ عبدالحمید ندوی (۱۸۸۹ء-۱۹۷۸ء) سید نظام علیک  
کرنٹ (۱۸۷۴ء-۱۹۵۲ء) سید عبداللہ شامہ باری (۱۸۷۸ء-۱۹۵۳ء)،  
محمد مہدی علی قریشی بھٹائی (۱۸۷۶ء-۱۹۹۰ء) نواب احمد وار خان، بھٹائی  
(۱۸۷۲ء-۱۹۳۰ء) ملک راکت علی (۱۸۸۵ء-۱۹۳۹ء) نواب ابوالحسن علی خاں  
(۱۸۹۵ء-۱۹۵۵ء) حاجی عبدالستار اسحاق جٹہ (۱۸۸۶ء-۱۹۸۹ء) محمد عاشق علی  
المرقی ایوہ کینٹ (۱۸۷۱ء-۱۹۳۰ء)، ۱۹۷۰ء بحال رہاں کرچی علی (۱۹۱۹ء-  
۱۹۷۱ء) کے ساتھ ساتھ ۱۹۷۱ء قبا کا نام مولوی گل شریک تھے۔ ۱۹۷۱ء مولیٰ نے اس  
کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مسلم لیگ کی ۱۱ باتیں کہیں سامنے کے عقب و خاک  
کاٹنے۔

کانفرنس کی آخری نشست میں شیخ عبدالحمید ندوی (۱۸۸۹ء-۱۹۷۸ء) نے  
محمد علی احمد مراد کی قیادت میں کانفرنس کی جان بچا کر لیا۔ ان فرما رہے ہیں کہ اگر  
میں نے یہاں سے خطاب کر، خود میں مسلم، عیسیٰ نور و مگر، (ارتقاء) کانفرنس کے فیصلے ۱۹۷۱ء

اسم سے مازم (تاریخ) حکومت انتظامات، اسلامی زمین کو قومی نہیں قرار دیتے، اگرچہ یہاں کی  
 رابطہ یعنی دور، تحریر و تقریر پر پابندی کی لمبے لمبے کی گئی۔ کل اٹھ یا مسلم ایک کی طرف سے  
 عدالت کی قیادت کی وہ بعد ازاں میں ایک ایسے آئین کے خلاف کے بارے میں لائے ہوئے تھے کہ  
 دوسرے مسلمانوں کی عزت، ہائے حقوق کا ظہور اور دوسرے مسلمانوں کو خود بخود ہی فراہم کر سکے۔  
 یہ کوئی قانون ایسا نہ بنایا جاسکے جو مسلمانوں کے حقوق کی خلاف ورزی کرے اور اگر ایسا  
 مسلم ایک کے لئے قابل قبول نہ ہو۔

اس قرار داد کی تائید جلدی عہد اللہ پارلیمنٹ (۱۹۵۶ء - ۱۹۵۷ء) میں  
 عہد الزام شہرہ دار کی (۱۸۸۷ء - ۱۹۵۳ء) کے علاوہ مولانا ابوباقی نے بھی کی تھی۔ یہ  
 والی قرار داد تھی جس کی بنیاد پر مسلم ایک کے آئینہ اندازوں میں بھی اسے واضح الفاظ میں  
 دہرایا گیا اور مسلمانوں کے لئے الگ قوم و ملت کا تصور دیا گیا۔

مارچ ۱۹۳۰ء میں اقبال پارک (منکو پارک) لاہور میں "قرار داد پاکستان" کے  
 خطے میں جو اجلاس منعقد ہوا تھا، مولانا ابوباقی نے علامہ اقبال کی کمانڈ کی کرتے  
 ہوئے ان اجلاس میں صرف شرکت فرمائی بلکہ علامہ اعظم (۱۸۷۹ء - ۱۹۳۸ء) کی تہذیب  
 مدارت "قرار داد پاکستان" کی حمایت میں جو چار بھی خطاب فرمایا وہ بیحد یاد رہے گا۔ قرار داد  
 پاکستان ۲۳ مارچ ۱۹۳۰ء کی سرپرست کو کھلے اجلاس میں پیش ہوئی۔ یہ قرار داد مولانا ابوباقی  
 کے فضل الحق (۱۸۷۳ء - ۱۹۶۲ء) نے پیش کرتے ہوئے لڑاؤ میں تحریر کی تائید میں  
 جامعہ کی شفیق الزمان (۱۸۸۹ء - ۱۹۷۳ء) کو لے کر مزید تائید کرنے والوں میں جواب  
 دے ہوئے عمر علی خاں (۱۸۷۲ء - ۱۹۵۶ء) مرحوم سے سربراہ پارک، نائب علیا  
 (۱۸۹۱ء - ۱۹۵۷ء) مرحوم سے جلدی عہد اللہ پارلیمنٹ (۱۹۵۲ء - ۱۹۵۳ء) کے  
 کیا گئے خاں (۱۸۶۹ء - ۱۹۶۹ء) کی پنا سے عہد الزام شہرہ دار (۱۸۷۸ء - ۱۹۵۳ء)  
 کے اسماعیل کریم چاند ریکر (۱۸۷۷ء - ۱۹۶۶ء) عہد سے نائب گورنر اسماعیل خاں  
 (۱۸۷۷ء - ۱۹۶۶ء) کے حکم مولانا محمد علی جوہر (۱۸۷۵ء - ۱۹۶۳ء) کے سربراہ عہد الزام  
 (۱۸۷۸ء - ۱۹۷۷ء) کے سربراہ پاکستان سے قاضی محمد عیسیٰ (۱۸۷۳ء - ۱۹۷۷ء) کے سربراہ

قرار داد پاکستان، مولانا کے سربراہی میں کے عہد قیام اعظم ہوتے تھے کہ عہد۔



مرحہ کے لوگوں کے سامنے لاہور رجمنٹ لیٹننٹ (قرار داد) کی تشریح کی جائے اور وہاں کے لوگوں کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا جائے تاکہ سرخ پوشوں کا زور توڑا جاسکے۔ اس مقصد کے لئے قائد اعظم نے قاضی محمد عیسیٰ کی قیادت میں ایک وفد صوبہ سرحد بھیجا۔ وفد کے دیگر اراکان میں اسان الامت قائد ملت نواب بہادر یار جنگ (۱۹۰۵ء-۱۹۳۳ء) اور مولانا کرم علی خلیف آبادی (۱۸۹۲ء-۱۹۷۲ء) کے علاوہ مولانا عبدالخالق بدایونی بھی شامل تھے۔ ان صاحبان نے صوبہ سرحد کے طول و عرض کا دورہ کیا جو نہایت کامیاب رہا۔ کانگریس کے لئے نئے گراؤں کی پہلوئیں مل گئیں۔

اپریل ۱۹۳۰ء میں قاضی محمد عیسیٰ صدر بلوچستان مسلم لیگ کی دعوت پر مولانا عبدالخالق بدایونی، بلوچستان تشریف لے گئے۔ آپ نے اوستہ محمد، جبیک آباد، کوئٹہ اور پشین میں ہزاروں کی تعداد پر مشتمل مزدوروں سے آئے ہوئے لوگوں کے کئی جلسوں سے خطاب کیا۔ ہر جگہ مسلمانوں نے ہرجوش طور پر آل انڈیا مسلم لیگ کی مشہور تقسیم صوبجات کی فلک جھلک نعروں میں تائید کی اور مسلم لیگ کے مقاصد کو بلوچستان کے ہر حصے میں پھیلانے کا اہم مقام پر مولانا کا والہانہ استقبال کیا گیا۔ کوئٹہ میں پلیٹ فارم کثیر مجمع، رضا کاران مسلم لیگ سے بھر اڑا تھا۔ مشہور لیڈر اور کارکن شامل تھے۔ ملک جان محمد خان ترین جنرل سیکرٹری بلوچستان مسلم لیگ، ڈاکٹر سید فضل شاہ سیکرٹری مالیات و صدر مجلس استقبالیہ، سردار محمد علی خاں، صاحب جان، ملک محمد عثمان کانسٹی، ڈاکٹر غلام نبی، حضرت مولانا عبدالعلی انونہ زلوع، مولانا سید عبدالرزاق، حاجی فضل الہی، نور محمد خان، مولوی عبدالرشید، خان بابی خان، حاجی میاں خان، سید اللہ داد اور سینھ جیسے جی موستہ جی، قاضی محمد عیسیٰ، میر غفر خان جمالی اور مولانا عبید اللہ بلوچ وغیرہ آپ کے ہمراہ رہے۔ آپ نے محافلین کے امتزاضات کے بھرپور جوابات دیئے۔

بلوچستان سے واپسی پر آپ کی رائے یہ تھی۔

”میں یہاں سے واپس جاتے ہوئے مسلمانان بلوچستان کے قومی جذبات کا خاص اثر لے کر جا رہا ہوں۔ یہاں کے مفلس کارکنوں نے لیگ کی آواز کو اس صوبے کے علاوہ ہرات و امرتسر اور افغانستان کی طرف تک پھیلایا ہے۔“

اسی زمانے میں مارف سیمائی سیالکوٹی نے کہا تھا۔

بارہا کی سہ لگی دل کی ننھا سکتی نہیں اُلفت شاہ مدینہ دل سے جا سکتی نہیں  
میں مسلمان ہوں، میں مسلم لیگ ہی میں جاؤں گا

۲۶، ۲۷، ۲۸ جولائی ۱۹۴۰ء کو کوئٹہ میں بلوچستان مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ اس موقع پر شہر کے تمام بازاروں کو لکمن کی طرح سجایا گیا۔ مختلف مقامات پر دروازے نصب کئے گئے اور پنڈال میکو بہن پاک میں بنایا گیا۔

۲۶ جولائی کو ساڑھے بارہ بجے دوپہر کوئٹہ ریلوے اسٹیشن سے قائدین مسلم لیگ کا جلوس نکالا گیا، جس میں بزاروں اسلامیان بلوچستان، کوئٹہ شہر نے شرکت کی۔

مارف سیمائی سیال کوٹی (۱۹ء - ۱۹ء) نے آنکھوں دیکھا حال یوں لکھا

ہے۔

”قائد اعظم کی تشریف آوری کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی تھی۔ عوام دیدہ و دل فرس راہ کرنے کے لئے بیتاب تھے مگر آنکھوں کی تشنگی میں مزید اضافہ ہو گیا۔ ارمان اور چل گئے۔ دل کی حسرت دل ہی میں رہ گئی بعد میں یہ عقدہ کھلا کر یہاں سے ارسال کردہ خطوط اور تار راستے میں روک لئے گئے ان تک پہنچ نہ سکے۔ یہاں استقبال کی تیاریاں زوروں پر تھیں وہاں ان کو پروگرام تک کی اطلاع نہ تھی۔ البتہ لیاقت علی خان، نواب بہادر یار جنگ اور مولانا عبدالحامد بدایونی تشریف لے آئے۔ ان حضرات کی آمد پر کوئٹہ ریلوے اسٹیشن پر ایک خطرناک ہنگامہ ہوتے ہوتے رو گیا۔

بعد میں مسلم لیگ نے اس واقعہ کو مرکزی اسمبلی میں اٹھایا اور اس طرح بلوچستان کو بڑی اہمیت حاصل ہو گئی۔ لاہور اور اسلام آباد اپنے رہنماؤں کو خوش آمدید کہنے کیلئے وقت سے پہلے ریلوے اسٹیشن پہنچ گئے تھے۔ ہر طرف سبز ہلالی پرچم لہرا رہے تھے۔ غور سے دیکھو

ہے تھے کہ ریٹے اسٹاف نے پلیٹ فارم ٹکٹ دینے سے انکار کر دیا۔ پانچپنچے پر معلوم ہوا کہ پولیس نے انھیں امن ماسک کی وجہ سے اس قسم کے علیحدہ احکامات دینے ہیں مگر پولیس نے ایسے احکامات سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ اس کے باوجود ہندو اسٹیشن ماسٹر نے ٹکٹ نہ دینے کی مقامی لیڈر فیس میں آگئے۔ عوام کے جذبات مشتعل ہونے لگے، احمروں نے شدت اختیار کر لی کہ غالباً ملک جان محمد قاضی نے ہسٹولی ہاتھ میں لی، گیٹ پر کھڑے ہو گئے اور حاضرین کو اندر جانے کے لئے کہا۔ کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ صدر دروازے کو بند کر دیا عوام کے سامنے آئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے پلیٹ فارم پر تل دوڑنے کی جگہ نہ تھی۔ پھر ملک صاحب نے اسٹیشن ماسٹر سے کہا کہ وہ ان تمام آدمیوں کی کفنی کرے اور اتنے ٹکٹ دے کہ رقم وصول کرے۔ اس جرأت مندانہ اقدام نے مسلم لیگ کو عوام میں بہت زیادہ مقبولیت دی۔ ایک ان پڑھ پنچان نے مسلم لیگی لیڈر ملک صاحب کی تعریف ان الفاظ میں کی کہ ”خو ملک صاحب نر کا چو ہے۔“

۳۰ اگست ۱۹۴۱ء کو لدھیانہ (مشرقی پنجاب) میں ایک شاندار ”پاکستان کا نعرہ“ منعقد ہوا۔ علامہ اقبال کی صدارت میں ہوئی جس میں آپ نے قیام پاکستان کے حق میں بدلتے ہوئے خطاب فرمایا جو بعد میں افغانی پریس پر ایوں سے چھپ کر تقسیم ہوا۔

۱۹۴۲ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا نفرنس، نوبہ اوہ ایاقت علی خاں کی صدارت میں ہوئی۔ جس میں علامہ اقبال نے اپنے ایمان افروز اور باطل سوز خطاب کے ذریعے مسلم لیگ کے پیغام کو ہر دل کی دھڑکن بنادیا۔

۲۰ مارچ ۱۹۴۳ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کو نسل کے اجلاس دہلی میں منعقد ہوا۔ علامہ اقبال نے یہ قرارداد پیش کی کہ پنجاب اسمبلی میں جلد از جلد مسلم لیگ پارٹی قائم کی جائے تو ملک کنفرس حیات نوان (۱۹۰۰ء - ۱۹۷۵ء) اور براعظم پنجاب نے سابقہ روایت کے موافق سے یہ ضمانت پیش کرتے ہوئے اپنا وقف بیان کیا کہ

”جہاں تک پنجاب اسمبلی کا تعلق ہے وہیں اتحاد جناح پکیت کی جملہ شرطوں کی تحت مسلم لیگ پارٹی پہلے سے موجود ہے اس لئے یہ نئی قرار دیا گیا اور یہاں پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہاں سوال کہ کیا یہ پارٹی جمعی اور انجمنی طرح کام کر رہی ہے یا نہیں، جس فی الحال اس حصہ میں نہیں پڑتا چاہتا۔ لیکن میں آپ حضرات کو یقین دہاؤں کہ میں پوری تبدیلی سے مسلم لیگ پارٹی میں نئی روح چھونکنے اور اسے مزید مستحکم کرنے کی کوشش کروں گا تاکہ وہ ”آل انڈیا مسلم لیگ“ جیسی عظیم جماعت کی صحیح نمائندگی کر سکے اور اس حیثیت سے مسلمانان پنجاب کی خدمت بھی کر سکے۔ آپ کو مجھ پر ہمارے مہر سے رشتائے کار پورا بھروسہ رکھنا چاہئے کہ ہم ہمیشہ ”آل انڈیا مسلم لیگ“ کے وفادار خادم رہیں گے، اور اس کے مجوزہ پروگرام سے ذرا ہر انحراف نہیں کریں گے۔“

ملک خضر حیات ٹوانہ (۱۹۰۰ء - ۱۹۵۵ء) کی وضاحت اور حذر ٹوانہ (اور بعد میں حضرت قائد اعظمؒ (۱۸۷۶ء - ۱۹۳۸ء) کی تصدیحات کو ملح کر مولا محمد ایوبی نے اپنی قرار دیا اور ایسے لی اور اس طرح مسلم لیگ کو نسل نے خضر حیات ٹوانہ کو یہ موقع دیا کہ وہ اپنے قول کے مطابق پنجاب اسمبلی میں مسلم لیگ پارٹی کو فعال بنائیں۔ مگر افسوس کہ ان وقت خضر حیات ٹوانہ نے اس سلسلہ میں کچھ بھی نہ کیا کیونکہ اس کا تو مطلب مقصدی مسلم لیگ کے کار کو نقصان پہنچانا تھا۔ ٹھیک ۱۹۳۳ء تا ۱۹۳۴ء کو دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا تو قائد اعظمؒ نے اپنے فی البدیہہ خطاب میں ارشاد کیا۔

”مجھے افسوس ہے یہ کہنا پڑتا ہے کہ پنجاب نے ابھی تک اپنا

دور گزارا نہیں کیا جو اسے ادا کرنا چاہئے تھا۔“

۱۹۳۴ء میں وزیر آباد ضلع کو جرنالہ میں مسلم لیگ کی کارکن کامیاب محمد الطیف ٹوانہ (۱۹۰۸ء - ۱۹۳۸ء) کے زیر اہتمام ایک ”مسلم لیگ کانفرنس“ منعقد ہوئی جس کی صدارت ٹوانہ اور شید علی خاں (۱۹۰۳ء - ۱۹۵۴ء) صدر علی مسلم لیگ لاہور نے کی۔





فروری ۱۹۲۶ء میں ملتان بھر میں صومانی اسمبلیوں کے انتخابات ہوئے۔  
 سوامیہ ایونیٹی سوسائٹی جمیل سے مسلم لیگ کو دست کا میٹھی نصیب ہوئی۔ ان کے اس  
 صوبہ دہلی میں ۶۵ مسلم نشستوں سے ۵۳ نشستیں مسلم لیگ نے حاصل کر کے ۱۱۰  
 کامیابی حاصل کی۔ ان کے باقی ضلعہ ایوں کی تینوں نشستوں پر مسلم لیگ امیدواروں  
 اکثریت سے کامیاب و کامیاب ہوئے جن کے نام کچھ اس طرح ہیں:  
 امجد علی صاحب - مسلم لیگ امیدوار و حاصل کرے۔ کانگریسی امیدوار و حاصل کرے۔  
 (۱) شری حلقہ - مولوی کریم خان خاں - ۱۳۱۵۵۔  
 (۲) ضلعہ ایوں مغربی - امجد علی صاحب - ۵۶۷۳۔  
 (۳) ضلعہ ایوں مشرقی حلقہ - مولوی جمال الدین - ۳۷۲۶۔ علی شیر - ۵۰۲۔

قیام پاکستان کی تحریک کو تیز تیز کرنے اور نصب العین کے حصول کے لئے فیصلہ  
 کیا کہ اس کی خاطر اپریل ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا ایونیٹی کانفرنس، بنارس میں منعقد ہوئی۔ اس  
 عظیم الشان تاریخی اجتماع میں مولانا ابوالیونی بھی شریک تھے اور صدر کانفرنس امیر ملت  
 سید خدایت علی شاہ محدث علی پوری (۱۸۳۱ء - ۱۹۵۱ء) کے خصوصی ساتھیوں میں سے  
 تھے۔ آپ کا خطاب خصم صی اہمیت کا حامل تھا۔ اس موقع پر ملک بھر میں رائے عامہ  
 متحرک کرنے کے لئے اکابر علماء اہلسنت کی جو کمیٹی تشکیل دی گئی تھی، مولانا ابوالیونی اس کے  
 اہم اراکین تھے۔

۳۵-۱۹۳۶ء کے انتخابات کا ذکر ہم پیشتر ازیں ہی تفصیل سے کر چکے ہیں۔ ان  
 تاریخی انتخابات میں مولانا ابوالیونی کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آسام و بنگال کی سر زمین  
 مولانا ابوالیونی خاں بھاشانی (۱۸۸۰ء - ۱۹۷۶ء) کے نعروں سے گونج رہی تھی تو سرحد  
 پنجاب، بلوچستان اور یوپی میں مولانا ابوالیونی کی تقاریر ملت اسلامیہ کو جہاد کیلئے آمادہ کر دی  
 تھیں۔ مولانا سرحد کے ریفرنڈم میں مسلم لیگ کے وفد میں دیگر حضرات کے علاوہ مولانا  
 ابوالیونی بھی شامل تھے۔ سچ صاحب نامی امین الحکومت (۱۹۲۲ء - ۱۹۶۰ء) نے قائد اعظم سے  
 خاشا طو پر مولانا ابوالیونی کو سرحد میں بھیجے کیلئے لکھا تھا۔ آپ نے اپنے زور و خطرات سے  
 کے مددگاروں کو مسلم لیگ کی حمایت پر کمر بستہ کر لیا۔ اس جرم میں کچھ مدت نے انہیں  
 جیل خانہ کی محاصرہ میں شامل کر لیا لیکن وہ تمام خطروں کو ہالے طاق رہ گئے۔

اسی طرح قوم کے رہنے۔ قائد اعظم نے آپ کی خدمات کیلئے ایک کتاب لکھی ہے۔

۱۹۳۶ء میں نواز اور قیامت علی شاہ بنال نے نواز علی شاہ کی طرف سے سرحد میں ایک کریم۔ آپہ کن بھیجا تاکہ وہ کسی طرح تمام کن میں اپنی طرف سے (۱۹۳۶ء)۔  
۱۹۳۶ء قائد اعظم کی ملاقات کے لئے راولپنڈی گئے۔ ان کے ساتھ ان کے  
ساتھ سات اسلام آباد کی جہد و جدوجہد کے لئے تھے۔ یہ ملک میں جاری تھا،  
ان کے علماء کے بہت قدم اٹھائے تھے اور وہ مولانا ابوبکر ایوبی کی طبیعت و طبیعت کے لئے  
تھے اسلئے مولانا ابوبکر ایوبی کو شرف باریلی حاصل کرنے میں کوئی وقت نہ ہوئی۔ اس ملاقات  
کے وقت آپ کے صاحبزادے محمد طاہر افتخار نے مولانا ابوبکر ایوبی سے ملے۔ ان کے ساتھ  
ایک نئی بحث ہوئی اور جب مولانا وہاں سے رخصت ہوئے تو تمام ان کے حامی اعظم سے  
ملاقات کے لئے راضی ہو چکے تھے۔

۱۹۳۶ء میں ہی مسلم لیگ کی طرف سے مولانا کا ایک وفد حج کے لئے تیار کیا گیا  
عرب گیا تاکہ اسلامی ملکوں کے رہنماؤں اور مسلمان عالم کو تحریک پاکستان کے حرکات  
سے آگاہ کیا جاسکے۔ یہ وفد "شرق وسطیٰ" اور "عرب ممالک" کے دورے پر بھی گیا اور  
تحریک پاکستان کے سلسلے میں رائے عامہ کو ہمراہ لگنے میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ اس وفد  
کے قائد مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی (۱۸۹۲ء - ۱۹۵۳ء) اور نیکو نرانی مولانا  
ابوبکر تھے۔ مولانا ابوبکر ایوبی نے اس سلسلہ میں جو کردار ادا کیا وہ آپ قدرت اللہ کے قابل  
ہے۔

۳۔ مئی ۱۹۳۷ء کو مولانا ابوبکر ایوبی نے قائد اعظم سے ملاقات کی جو گیارہویں بار  
تھی۔ یہ سرتک جاری رہی۔ اس ملاقات میں نہایت اہم موضوعات پر چھوڑا گیا۔ ان  
ملاقاتوں کے قائد اعظم سے اسلامی حکومت کے آئین اور دستور پر بات کی۔ قائد اعظم نے  
ایک بار اس بات سے گلہ کیا تھا کہ پاکستان کا دستور وہی ہو گا جو اسلام اور قرآن کریم  
کے مطابق ہو۔ وہ شلزم اور مغرب کے قوانین ہمارے مرض کا علاج نہیں۔ ایک وقت آئے  
گا کہ ساری دنیا قرآن و اسلام کی جامعیت کو تسلیم کرے گی۔

قائد اعظم نے مولانا ابوبکر ایوبی کی ان خدمات پر جو آپ نے عرب و عجم میں مسلم







اسی طرح انکو یہ معلوم ہوا کہ ان کے خلاف جو کارروائی ہو رہی ہے اس کے خلاف ان کے پاس کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ہے۔ ان کے پاس کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ہے۔ ان کے پاس کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ہے۔

ان کے پاس کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ہے۔ ان کے پاس کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ہے۔ ان کے پاس کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ہے۔

ان کے پاس کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ہے۔ ان کے پاس کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ہے۔ ان کے پاس کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ہے۔

ان کے پاس کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ہے۔ ان کے پاس کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ہے۔ ان کے پاس کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ہے۔





”سورۃ مہد اللہ بہ اہلی کے احوال کے بعد ایک ایک  
 عالم میں، قائد اعظم کے مجلس، علی گڑھ، ایک آفری کے ایک  
 اور چالیس سے عروم ہو گیا۔ ایک غلبہ میں استیصال ہے، انہوں نے  
 اس میں قائم کرنے کی جہد میں دلی سرگرمی سے مصروف ہو گئے۔  
 علی گڑھ کے دیکھنے میں انہوں نے اسے جس کو مطالبہ کیا  
 کہ اس کے لیے جس کے لیے، چاہتے ہیں کہ اس کی تعلیم کی تعلیم کی  
 فراہمی میں کیا جا سکے۔“

مرحوم عظیم کے لیے مطالعے کریم میں شریک تھے جو ان کے  
 ہی میں مسلم لیگ میں شامل ہو گئے تھے، سورۃ مہد اللہ بہ اہلی نے  
 اپنے دے بھائی سورۃ مہد اللہ بہ اہلی مرحوم کے ساتھ اس میں  
 مسلمانوں کی سب سے بڑی مسئلہ کے قیام کے سلسلہ میں جس جہد،  
 بڑی اور ایثار و شاک کا مظاہرہ کیا، اپنی مثال آپ ہے۔ انہوں نے  
 کے بعد سورۃ مہد اللہ بہ اہلی نے ملک میں اسلامی نظام قائم کرنے کی  
 مسلسل جہد جاری رکھی، قرارداد قرارداد کی ترقی، تسویہ میں  
 بھی شریک تھے، اور آخر میں ملک اس کو شل میں سرورق رہے کہ  
 انہیں کئی برسوں میں ایک اسلامی مسئلہ میں جانے اس کے ساتھ  
 ہی ساتھ انہوں نے علم دینی کی ترویج کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔  
 تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ملک کے اور ہر جگہ کے لیے، انہیں جو کرم  
 میں جگہ دیا جائے۔“

”اور اگر آپ کے فکر اپنی نے سورۃ مہد اللہ بہ اہلی کے ساتھ  
 لکھی ہیں کیا“

”سورۃ مہد اللہ بہ اہلی کی دیکھ اس دیکھ کے  
 مسلمانوں کے لیے ایک انتہائی اہم گہز بنا کہ وہ ملک کا ایک  
 قابل حوالہ تصور ہے۔ اسے پاکستان کے عروم، چاہے وہ  
 عروم مرحوم کے لئے ہو، اس کے لیے اس کے ساتھ

لیکن اس طرح پاکستان اور مسلمانوں کے لیے اس وقت کے جو خدمات الہام  
 کی ہیں وہ انہی نہیں مل سکتیں۔ مولانا کا شمار ان میں ہوتا ہے جنہوں  
 میں سے تھے جو مولانا کے لیے اور مولانا کو اس کے لیے ساتھ کر کے  
 خلافت میں بھی شریک تھے۔ پھر تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ  
 لیا، قیام پاکستان کے بعد بھی اسے اصل راستے اور منزل کی طرف  
 بھروسہ رکھنے کے لیے مسلسل جدوجہد کرتے رہے تھے۔ آزادی کی  
 جدوجہد اور تحریک پاکستان کا وہ ایک روشن باب تھے جو ان کی زندگی  
 کے ساتھ ختم ہو گیا۔ قرار دیا پاکستان کے حق میں راستے عامہ ہموار  
 کرنے کے لیے مولانا کی خطرات نے جو بردھائے تھے، آپ کے  
 طویل اور مسلسل جدوجہد نے برصغیر کے مسلمانوں میں  
 آزادی کی لگن اور ایک علیحدہ وطن کے حصول کی جوڑپ پیدا کر دی  
 تھی اسے کبھی فراموش نہیں کیا جاسکے گا، پھر جب صوبہ سرحد میں  
 ریفرنڈم کا نازک مرحلہ پیش آیا تو مرحوم نے اپنا سارا وقت،  
 صلاحیتیں اور ذوریان اس کے لیے وقف کر دیا، تحریک پاکستان سے  
 مسلمانان عالم کو متعارف کرانے کے لیے مشرق وسطیٰ کا دورہ کیا۔  
 مولانا بہ ایونی ایک جید عالم، ایک جادو بیان خطیب، ایک ممتاز  
 سیاست دان، مصنف و ادیب، استاذ و محقق، ہمدرد و مشفق مذہبی رہنما  
 ہونے کے ساتھ تحریک پاکستان کے ایک ہر جوش و سرگوش سپاہی  
 بھی تھے، ان کی زندگی نے اس برصغیر کی تاریخ پر حرکت و عمل اور  
 مسلسل جدوجہد کے گہرے نقش چھوڑے ہیں جن کی روشنی اور  
 جگہ و سہولت ہمیشہ ان مقاصد کی قربانی و ایثار پر آمادہ کرتی رہے گی  
 جن کیلئے پاکستان حاصل کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی مغفرت و  
 رحمت سے نوازے اور بلند درجات عطا کرے۔

ملت راز و نیاز، جمہوریت، لاہور نے ۲۷ جولائی ۲۰۱۹ء کے شمارے کے صفحہ  
 ۱۱ پر اس طرح عقیدہ نبوت کے چیل چھارے کئے۔

۲۰۔ مولانا محمد ابراہیم آزاد نے ۱۹۵۳ء میں پاکستان کے صدر مولانا یحیٰٰ خان کی طرف سے ان کی بے وفائی کے بعد اپنے خالق تعالیٰ سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں جہنم کی سزا دے۔ سرحد کی عمر ۲۷ سال تھی۔ انہیں سرحدی تعلیمات اسلامیہ میں سپرہ خاک کر دیا گیا۔ ان کا گھر بھڑائی کے قوتان کا محلہ بہ اتھا جو جان یوسف آباد ہے۔

مولانا عبدالحمید ایوبی نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز تحریک خلافت سے کیا اور جلد ہی ایک نوجوان مقرر کی حیثیت سے نمایاں مقام حاصل کر لیا۔ انہوں نے تحریک خلافت میں نمایاں حصہ لیا۔ بعد ازاں قائد اعظم کی ہدایت پر سرحد کے ریفرٹم میں سرگرم حصہ لیا، جس پر قائد اعظم نے انہیں ”قائم سرحد“ کا خطاب دیا۔ قیام پاکستان سے کچھ عرصہ قبل انہوں نے ایک وفد کے ساتھ سعودی عرب، عراق اور دوسرے مسلمان ممالک کا دورہ کیا۔ مسلم ممالک کے لوگوں کو ہر صغیر کی تحریک آزادی سے آگاہ کیا۔ قیام پاکستان کے بعد جمعیت علماء پاکستان کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۵۳ء میں انہوں نے تحریک ختم نبوت میں نمایاں حصہ لیا۔ جس پر انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ انہوں نے اپنی ذاتی کوششوں سے ”مولانا عبدالحمید تعلیمات اسلامیہ“ قائم کیا۔

جناب راغب مراد آبادی نے یہ قطعہء تاریخ وفات لکھا۔  
 ”آہ اذکر محمد، مولانا عبدالحمید ایوبی“

۱۳۹۰ھ

یہ عیوں نے تم وفات عبدالحمید اسلام تھا کائنات عبدالحمید  
 راقب متجسم ہے پس پروردگار مرگ نصرت آئیں عیون عبدالحمید

۱۳۹۰ھ

حضرت عبدالحمید ایوبی نے کائنات کا رخ بھی۔



تو اس سے ۱۱ جلدوں کی عدم کو چل رہے آپ کی فرقت میں ہے معلوم ہے خود وہاں  
آپ تھے تحریک پاکستان کے ایک رہنما اور تحریک خلافت کے بھی روح ہواں  
قائد اعظم، شہید ملت و خلافت ہیں آپ کی خدمات کے سبب رہا تھا قید و ال  
محنت "مقام نبوت کے تحفظ کے لئے" آپ نے جیلی میں قید و بند کی بھی سختیاں  
اس سے بہرہ اور کیا تاریخ ہم ساتھ نہیں  
"اعظم مشہور عالم ملام باغ جہاں"

۱۹۷۰ء

### ماخذ

(۱) "تحریک پاکستان" جلد اول از محمد صادق قصوری، مطبوعہ سمجھوتہ ۱۹۷۶ء، ص ۱۰۵

۱۳۱

(۲) "سچے سچے سپاہی" از لولہ صدیق علی خاں، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۱ء، ص ۳۰۳

(۳) "چرخ فرنگیں" از صادق خاں، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء، ص ۱۰

(۴) "سید نبویؐ اور مائت مبارکہ کے عہد" تحفہ کا مطالعہ "از مولانا محمد حسین شافعی، مطبوعہ  
کراچی ۱۹۵۲ء

(۵) "جامعہ اسلامیہ" جلد اول، مطبوعہ فتح نظام علی ایڈیٹرز لاہور ۱۹۸۷ء، ص  
۳۰۳، ۳۰۴

(۶) "ذیلیات مشاہیر پاکستان" از فیض محمد اعظم، مطبوعہ اسلامیہ کتب ۱۹۹۰ء، ص ۱۳۰، ۱۳۱

(۷) "ذیلیات کراچی" از فیض محمد اعظم، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء، ص ۳۳۹

(۸) "ہندوستان آرمی میں شہداء کا فہرہ" از انور محمد عیدایہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۲ء، ص  
۳۴۵، ۳۴۶

(۹) "نور علی خاں" از آغا محمد عثمان، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۳ء، ص ۳۰۳

(۱۰) "ہندوستان آرمی میں شہداء کا فہرہ" از انور محمد عیدایہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء، ص  
۳۴۵، ۳۴۶

(۱۱) "ذیلیات کراچی" از فیض محمد اعظم، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء، ص ۳۳۹

- (۱۲) "کتاب ان شوق" از عظیم آفتاب احمد قریشی مطبوعہ لاہور ۱۹۸۴ء میں ۳۶۷۔
- (۱۳) "قریب پاکستان میں سیال کوٹ کا کردار" از خواجہ محمد عظیمی مطبوعہ سیال کوٹ ۱۹۸۷ء میں ۱۰۰، ۱۰۶، ۳۴۶۔
- (۱۴) "کاہرین قریب پاکستان" از احمد علی چاغل مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء میں ۳۵، ۳۰۵۔
- (۱۵) "قریب پاکستان اور شہادت عالمہ" از چہ دری حبیب احمد مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء میں ۱۳۹، ۹۳۔
- (۱۶) "بدھند آزادی میں پنجاب کا کردار" از اختر نظام حسین ذوالفقار مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء میں ۴۴، ۴۴۳۔
- (۱۷) "ششماں بھڑ" از برج، ثقافت پاکستان اسلام آباد پبلکیشنز ۱۹۹۰ء میں ۵۰، ۵۵۔
- (۱۸) "بھڑ" "کوچ" "گور" "نسبت" کا لٹریچر، لاہور "قریب پاکستان کو لٹریچر فی فیئر" ۱۹۹۰ء میں ۱۸۸، ۵۰۔
- (۱۹) "لٹریچر" "افق" "کراچی پبلک" ۱۰ ستمبر ۱۹۹۷ء میں ۶۔ ۱۳ اگست ۱۹۸۰ء میں ۲۳۔
- (۲۰) "لٹریچر" "پاک" "بھارت" "لاہور پبلک" ۲۴ جولائی ۱۹۹۷ء میں ۲۰۔
- (۲۱) "لٹریچر" "مشرق" "لاہور پبلک" ۲۱ جولائی ۱۹۹۷ء میں ۱۰۔
- (۲۲) "قریب پاکستان میں لٹریچر" از خواجہ محمد عظیمی مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء میں ۱۵۔
- (۲۳) "لٹریچر" "کواکب" "لاہور پبلک" ۱۹۸۹ء میں ۳۳، ۳۴، ۳۵۔
- (۲۴) "لٹریچر" "افق" "کراچی پبلک" ۱۹۹۷ء میں ۱۰۔
- (۲۵) "لٹریچر" "کواکب" "لاہور پبلک" ۱۹۹۷ء میں ۱۰۔
- (۲۶) "لٹریچر" "کواکب" "لاہور پبلک" ۱۹۹۷ء میں ۱۰۔
- (۲۷) "لٹریچر" "کواکب" "لاہور پبلک" ۱۹۹۷ء میں ۱۰۔
- (۲۸) "لٹریچر" "کواکب" "لاہور پبلک" ۱۹۹۷ء میں ۱۰۔
- (۲۹) "لٹریچر" "کواکب" "لاہور پبلک" ۱۹۹۷ء میں ۱۰۔
- (۳۰) "لٹریچر" "کواکب" "لاہور پبلک" ۱۹۹۷ء میں ۱۰۔

میرزا محمد علی خان قزوینی

میرزا محمد علی خان قزوینی

میرزا محمد علی خان قزوینی

میرزا محمد علی خان قزوینی

میرزا محمد علی خان قزوینی

میرزا محمد علی خان قزوینی

میرزا محمد علی خان قزوینی

## مولانا عید القحور ہزاروی

یہ تو ہے مولانا عید القحور ہزاروی  
 جو اپنے ہر لمحہ میں اللہ کی یاد میں رہتا ہے  
 جس کی ہر بات میں اللہ کی رضا ہے  
 جس کی ہر حرکت میں اللہ کی مشیت ہے  
 جس کی ہر بات میں اللہ کی حکمت ہے  
 جس کی ہر بات میں اللہ کی رحمت ہے  
 جس کی ہر بات میں اللہ کی قدرت ہے  
 جس کی ہر بات میں اللہ کی عظمة ہے  
 جس کی ہر بات میں اللہ کی جلال ہے  
 جس کی ہر بات میں اللہ کی کبریا ہے  
 جس کی ہر بات میں اللہ کی عظمت ہے  
 جس کی ہر بات میں اللہ کی شہادت ہے  
 جس کی ہر بات میں اللہ کی شہادہ ہے  
 جس کی ہر بات میں اللہ کی شہادۃ ہے

یہ تو ہے مولانا عید القحور ہزاروی  
 جو اپنے ہر لمحہ میں اللہ کی یاد میں رہتا ہے  
 جس کی ہر بات میں اللہ کی رضا ہے  
 جس کی ہر حرکت میں اللہ کی مشیت ہے  
 جس کی ہر بات میں اللہ کی حکمت ہے  
 جس کی ہر بات میں اللہ کی رحمت ہے  
 جس کی ہر بات میں اللہ کی قدرت ہے  
 جس کی ہر بات میں اللہ کی عظمة ہے  
 جس کی ہر بات میں اللہ کی جلال ہے  
 جس کی ہر بات میں اللہ کی کبریا ہے  
 جس کی ہر بات میں اللہ کی عظمت ہے  
 جس کی ہر بات میں اللہ کی شہادت ہے  
 جس کی ہر بات میں اللہ کی شہادہ ہے  
 جس کی ہر بات میں اللہ کی شہادۃ ہے



















خداوند کریم است ایضا که هر کس را که بخواهد از او بپرسد که  
 ایضا که هر کس را که بخواهد از او بپرسد که

1940-1941

[illegible][illegible]





۱۹۰۰ء کو پہلی بار "پاکستان" کے متعلق لکھی گئی تھی۔ اس کے بعد ۱۹۰۱ء میں "پاکستان" کے متعلق

۱۹۰۲ء میں "پاکستان" کے متعلق لکھی گئی تھی۔ اس کے بعد ۱۹۰۳ء میں "پاکستان" کے متعلق

۱۹۰۴ء میں "پاکستان" کے متعلق لکھی گئی تھی۔ اس کے بعد ۱۹۰۵ء میں "پاکستان" کے متعلق

۱۹۰۶ء میں "پاکستان" کے متعلق لکھی گئی تھی۔ اس کے بعد ۱۹۰۷ء میں "پاکستان" کے متعلق

۱۹۰۸ء میں "پاکستان" کے متعلق لکھی گئی تھی۔ اس کے بعد ۱۹۰۹ء میں "پاکستان" کے متعلق

۱۹۱۰ء میں "پاکستان" کے متعلق لکھی گئی تھی۔ اس کے بعد ۱۹۱۱ء میں "پاکستان" کے متعلق

۱۹۱۲ء میں "پاکستان" کے متعلق لکھی گئی تھی۔ اس کے بعد ۱۹۱۳ء میں "پاکستان" کے متعلق

۱۹۱۴ء میں "پاکستان" کے متعلق لکھی گئی تھی۔ اس کے بعد ۱۹۱۵ء میں "پاکستان" کے متعلق

۱۹۱۶ء میں "پاکستان" کے متعلق لکھی گئی تھی۔ اس کے بعد ۱۹۱۷ء میں "پاکستان" کے متعلق



(۱۷) الفیضہ کتابت سے پہلے شہزادہ نواز احمد علی ۱۹۶۶ء میں ۱۶ لے ۱۰ لکھ روپے میں  
 بی بی

(۱۸) الفیضہ کتابت سے پہلے شہزادہ نواز احمد علی ۱۹۶۶ء میں ۱۶ لے ۱۰ لکھ روپے میں  
 بی بی

(۱۹) الفیضہ کتابت سے پہلے شہزادہ نواز احمد علی ۱۹۶۶ء میں ۱۶ لے ۱۰ لکھ روپے میں

(۲۰) الفیضہ کتابت سے پہلے شہزادہ نواز احمد علی ۱۹۶۶ء میں ۱۶ لے ۱۰ لکھ روپے میں  
 بی بی



اوقات کے بعد علامہ الطیب مسجد مال محمود اندرون موچی دروازہ پر پہنچے۔  
 شکر ہو کہ چند سال بعد مولوی محبوب عالم، مسجد کو کوٹھید کی اہمیت و اہمیت سے متعلق  
 اپنے کئے جان کی جگہ آپ کو اہمیت و عظمت کی اہم و اہمیاں سوچیں گیں۔ اس وقت لاہور  
 کی مسجد سے پہنچی تھی لیکن جب آپ نے یہاں خطبات شروع کی تو ہماروں کا تعلق  
 لگا۔ پھر ان کی سعی کاہش سے موجود عمارت تیار ہوئی جو لاہور کی عالی شان مساجد میں  
 جاتی ہے۔ اس کا موبو، نام "جامع مسجد صدیقیہ" ہے۔

قدرت نے مولانا غلام دین کی آواز میں ہلکا سا سورہ درود اور اثر پیدا کر دیا تھا۔  
 دین کی آواز کی قدر یہ شے اور سرد جھٹکتے تھے۔ اقامت الحروف کو بھی ان کی وہ قدر پڑے ناظر  
 ہوا ہے۔ وہ ایسی منظر کشی کرتے تھے کہ سامعین کو محسوس ہوتا تھا کہ ہر چیز ان کے ہاتھ  
 میں ہے۔ بلاشبہ وہ اپنے دور کے بہترین اور عظیم مقرروں میں سے تھے۔ ان کے بعد  
 کوئی کامیابی طیب نہ مل سکا۔

مولانا غلام دین نے تحریک کشمیر اور تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ تحریک  
 پاکستان میں ان کی خدمات جلیلہ کا احاطہ کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ انہوں نے  
 اپنی جاوید اثرات سے جس انداز سے اہالیان لاہور کو خصوصاً صوبہ پنجاب کے لوگوں کو  
 تحریک پاکستان کے اغراض و مقاصد سے روشناس کرایا وہ انہی کا حصہ ہے۔ اس سلسلہ میں  
 ان کی مکتبہ، فکر کے موبو اور مصنف پروفیسر محمد اسلم (۱۹۳۲ء - ۱۹۹۸ء) سابق  
 شعبہ عربیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور اپنی کتاب "تحریک پاکستان" کے صفحہ ۴۴۶ پر "آل انڈیا  
 سنی کانفرنس" کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

"یومہ کی حلقوں کی جانب سے اس کانفرنس کی کاروائی پر یہ  
 اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس کانفرنس میں شرکاء کا سیاسی و ذہنی تعلق لاہور  
 ان کی ملکی سیاست میں کیا حیثیت تھی۔ راقم آٹھ، یومہ کی مکتبہ، فکر سے  
 تعلق رکھتا ہے۔ اس کے باوجود، عرض کرتا ہوں کہ ان مشائخ اور علماء کا  
 عوام پر بڑا اثر تھا۔ خود لاہور میں تحریک پاکستان کے لئے یومہ کی مکتبہ،  
 فکر کے علماء میں سے مولانا محمد قسطلی اور مولانا غلام الدین اشرفی  
 نے جو کام کیا وہ امتیازی تعداد نہیں ہے۔ مولانا ذکر کی تقریریں راقم



مقابلے کے لئے اپنے لادروں میں آپ کو غرائق حسین پیش کیا۔ علو رانحصار صرف اسمیت اور  
اسلام "لادروں کی قہقاری گروپ" کے ترجمان ملت مولود "صوت الاسلام" کا افسر ہے۔  
اکتوبر ۱۹۷۰ء سے لے کر اگست ۱۹۷۱ء تک نقل کیا جاتا ہے۔

"انہما الحق علامہ جی عمر الغفور جہاروی اور حضرت مولانا  
غلام الدین لادروں کی رحمت اللہ علیہا کی وفات کے متعلق ایک ایک  
مکتوبہ آپس میں مکتوب ہے جس کا شمار الفاظ بیان میں ہر ممکن ہے۔  
آج جبکہ ملت اسلامیہ کفر و الجحیم کی سبب قوتوں سے دھم  
کھاتی ہے اس لئے اپنے فن اور عقیم مجاہد ساقیوں سے محروم ہو گیا  
ایک ناقابلِ داشت مکتوب ہے۔ یہ لکھنا کہ وہ مجاہدین کی دست کو قوت  
پہلے سے گھسی لیا اور ضرورت تھی۔

لادروں سے اسلام امرت کے فن دانوں کا ممد قریبوں کی  
وفات پر انتہائی اندویش ہے اور وہیں کیلئے تھیں کی خدمات پہلے کا  
انتہائی کرتے ہوئے خدا کے فضل کے حضور میں ان کی مقدرت  
کیلئے دعا کرتے۔"

حضرت صدر لادروں کی تم کراچی نے ملحد جہاریل قلعہ و جہاد کے قاتل کیا۔  
"پاکستان مولانا غلام دین خطیب"

۱۹۷۰ء

صدر لادروں بھی عالم کافی سے چل دیے دامعز جو بے مثال تھے علامت علامہ ہیں  
لادروں کو شہید کی مسجد کے تھے خطیب لکھتے تھے سادہ ملک میں شہرت علامہ ہیں  
تو بہ پاکستان کے بھی رہنا تھے آپ لہاں کر گئے ہیں ملک کی خدمت علامہ ہیں  
صدر علامہ ہے قریب سے فن کا فن وفات  
"ہیں ماہ علم سہاں جنت علامہ ہیں"

۱۹۷۰ء

بہت یہ عارف محمود محمد، علم کی فکر اتنی نے اس بار شہادت تھی۔



(۱۰) اہلسنت و اہلجمہ کی تنظیم کے ادارہ پبلشرز، لاہور، ۱۹۷۰ء میں طبع۔

(۱۱) اہلسنت و اہلجمہ کی تنظیم کے ادارہ پبلشرز، لاہور، ۱۹۷۰ء۔

(۱۲) اہلسنت و اہلجمہ کی تنظیم کے ادارہ پبلشرز، لاہور، ۱۹۷۰ء۔

(۱۳) اہلسنت و اہلجمہ کی تنظیم کے ادارہ پبلشرز، لاہور، ۱۹۷۰ء۔

(۱۴) اہلسنت و اہلجمہ کی تنظیم کے ادارہ پبلشرز، لاہور، ۱۹۷۰ء۔

(۱۵) اہلسنت و اہلجمہ کی تنظیم کے ادارہ پبلشرز، لاہور، ۱۹۷۰ء۔

(۱۶) اہلسنت و اہلجمہ کی تنظیم کے ادارہ پبلشرز، لاہور، ۱۹۷۰ء۔

(۱۷) اہلسنت و اہلجمہ کی تنظیم کے ادارہ پبلشرز، لاہور، ۱۹۷۰ء۔

مولانا حکیم شمس الاسلام صدیقی

۱۰۔ مولانا سلیم الحسن الاسلام صاحب قادیان نے ۱۹۰۶ء میں قصبہ منہم شریف ضلع  
اکبر (شرقی پنجاب) بھارت میں مولیٰ کو میں بھارت چلا کر گئے کے بعد مسجد محمدی  
لی میں آٹھ سال تک عربی اور فارسی پڑھیں۔ انھوں نے انھوں میں بطور معلم ملازم رہے اور بطور قیام  
وکان تک انھوں نے تعلیم کرتے رہے۔ "آل انڈیا کونگریس کمیٹی کے قیام تک انھوں نے  
کے آٹھ سال تک مجلس عاملہ کے رکن رہے۔ ان سال "مدرسہ خیر الامہ انڈیا" کی تعلیم  
کے علاوہ انھوں نے "سیرت کبیر" کے کچھ نمونے لکھے۔

آپ کو لہذا اللہ کے عرسوں سے غافل نہ رہیں، بلکہ ہر گز ہر عرسوں میں شرکت  
کرنے کے لئے آپ کے ایک ساتھیوں کو لہذا "عالمی عرسوں" میں شرکت کرنے  
کے لئے آپ کو ایک "عالمی عرسوں" کے سرگرم کارکن رہے۔ یہی وہی وہی وہی  
لہذا آپ کے "عالمی عرسوں" میں تمام عرسوں کے لئے تمام عرسوں کے لئے  
تمام عرسوں کے لئے تمام عرسوں کے لئے تمام عرسوں کے لئے تمام عرسوں کے لئے

میں نے ان کو دیکھا کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھے ہیں۔  
میں نے ان کو دیکھا کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھے ہیں۔



میں نے یہ سب سچا سچا لکھا ہے۔ "لکھنے والے نے یہ سب لکھا ہے۔" لکھنے والے نے یہ سب لکھا ہے۔  
 لکھنے والے نے یہ سب لکھا ہے۔ لکھنے والے نے یہ سب لکھا ہے۔ لکھنے والے نے یہ سب لکھا ہے۔  
 لکھنے والے نے یہ سب لکھا ہے۔ لکھنے والے نے یہ سب لکھا ہے۔ لکھنے والے نے یہ سب لکھا ہے۔

میں نے یہ سب سچا سچا لکھا ہے۔ لکھنے والے نے یہ سب لکھا ہے۔ لکھنے والے نے یہ سب لکھا ہے۔  
 لکھنے والے نے یہ سب لکھا ہے۔ لکھنے والے نے یہ سب لکھا ہے۔ لکھنے والے نے یہ سب لکھا ہے۔  
 لکھنے والے نے یہ سب لکھا ہے۔ لکھنے والے نے یہ سب لکھا ہے۔ لکھنے والے نے یہ سب لکھا ہے۔

۱۹۷۱ء

باقہ

۱۹۷۱ء میں سب سچا سچا لکھا ہے۔ لکھنے والے نے یہ سب لکھا ہے۔ لکھنے والے نے یہ سب لکھا ہے۔  
 ۱۹۷۱ء میں سب سچا سچا لکھا ہے۔ لکھنے والے نے یہ سب لکھا ہے۔ لکھنے والے نے یہ سب لکھا ہے۔  
 ۱۹۷۱ء میں سب سچا سچا لکھا ہے۔ لکھنے والے نے یہ سب لکھا ہے۔ لکھنے والے نے یہ سب لکھا ہے۔







میں واقعہ مسجد میں کچھ پھل ہوئی تو مولوی صاحب نے کہا کہ ”میں جانتا ہوں یہ کون دہل  
 میں کون دہل ان کی خبر لینا بھی جانتا ہوں۔“ اس کے ساتھ ہی پھل ختم ہو گئی۔ مولوی صاحب  
 نے اپنی تقریر میں تحریک پاکستان کے ابتدائی دنوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا:

”پاکستان، کھال کے مسلمانوں نے بنایا ہے۔ مسلم ایک  
 ہونے کے لئے کوئی جگہ نہیں مل رہی تھی تو ڈھاکہ میں مسلم ایک بنائی  
 گئی۔ پاکستان کیلئے سب سے زیادہ ووٹ کھال کے مسلمانوں نے دیئے۔  
 ”انٹرنیٹ ایکشن ڈاٹ“ میں اگر کلکتہ کے مسلمانوں کا خون نہ بہتا تو ہر  
 گز ہرگز انگریزوں اور ہندو، قائد اعظم کے سامنے سرینڈرن نہ ہوتے۔ آج  
 کھال ہی کو پاکستان توڑنے کا ذریعہ بنایا جا رہا ہے۔“

تقریر کے آخر میں مولوی صاحب نے گویا ہوئے:

”میں آپ سب کو یاد دلاتا ہوں کہ جب پاکستان قائم ہوا تو  
 اللہ کی رحمت سے یہ ملک ۲۶ اور ۲۷ رمضان المبارک کی درمیانی  
 شب کو قائم ہوا یعنی پاکستان اُس رات قائم ہوا جس رات قرآن نازل  
 ہوا۔ یہ ایک عجیبی اشارہ تھا کہ پاکستان کیوں قائم ہوا اور اُسے کن مقاصد  
 کے لئے کام کرنا ہے لیکن ہم نے اپنا یوم منانے کے لئے اللہ کی دی  
 ہوئی تاریخ کو ٹھکرا کر انگریزوں کی دی ہوئی تاریخ ۱۴ اگست کو اپنا لیا  
 اور اس طرح عوام کے ذہنوں سے تحریک پاکستان کے مقاصد کو  
 کھرچنے کی کوشش پہلے ہی دن سے شروع کر دی تھی۔

چنانچہ اللہ نے بار بار ہمیں وارننگ دی لیکن ہم باز نہ آئے۔  
 اس لئے امن و سکون ہم سے روٹھ گیا۔ اللہ نے قرآن میں کہا ہے کہ  
 ”ہم جس قوم پر عذاب نازل کرنا چاہتے ہیں اس میں پھوٹ ڈال دیتے  
 ہیں۔ ہم جو ہمیشہ سے خیر تک اور کراہی سے گوبائی تک ایک تھے،  
 اب ڈھاکہ سے کا کس بازار تک بھی ایک نہیں ہیں۔ ذرا سوچئے تو یہ کیا  
 ہے۔ یہ خدا کا عذاب نہیں تو اور کیا ہے؟ ہم اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر ایک  
 دوسرے کا گلا گت رہے ہیں، ایک دوسرے کی عزت و آبرو کے دشمن

من چکے ہیں۔ یاد رکھو ایسب کسی قوم میں اقتدار بحال ملے تو بظہر بکھڑا  
 کہ وہ قوم مذاب الہی میں گرفتار ہے۔

مولوی صاحب نے اعلان کیا کہ اگر اندرون سے قیاد کو مدد ملے تو ہم اس کو  
 جلا کر کھاتے ہیں۔ ۲۲ رمضان کو منائیں گے۔ پھر انہوں نے نور دیکھا۔ آگست ۱۹۷۱ء  
 میں منان حوصلے جوان۔

جلے کے بعد مولوی صاحب سے پوچھا گیا، آپ نے آج کو رات کو وہ کیا کیا ہے؟  
 مولوی صاحب فرماتے گئے، ”شاہ جلال کل پھر میرے قدم میں آئے تھے مگر انہوں نے  
 مجھے حکم دیا تھا، ”فرید اجالہ گول کو ہتھ کہ اللہ ان سے بارش سے کیے تھے وہ۔ ۱۲ رمضان  
 ۱۴۱۲ھ کی جائے ۱۲ اگست کے دیوانے ہیں۔“ میں نے حضرت شہد جلال کے حکم کی  
 تعمیل کی ہے۔

اس کے بعد مولوی صاحب مغربی پاکستان کے دورہ پر آئے اور آخری دورہ آئے۔  
 پور میں مشرقی پاکستان کے حالات بتاتے ہوئے دلاوی داسوئی کے ساتھ کہنے گئے۔  
 ”ایک روز میں مصر کی نماز کے بعد مسیحی ہی پر بیٹھا، وہاں  
 بے حد افسردہ تھا، کیا اب میں کبھی مغربی پاکستان نہ جا سکوں گا؟ کیا اب  
 کبھی علامہ اقبال اور داتا گنج بخش کے مزاروں پر حاضری نصیب نہ ہو  
 گی؟ کیا اب کبھی اپنے بے شمار رفقاء اور دوستوں سے مل نہیں سکتا؟ یہ  
 سوال بار بار ذہن میں اٹھتے اور میں بے اختیار پکارا تھا۔ یا الہی! یہ تو میری  
 ظلم ہو گا۔“

۷ نومبر ۱۹۷۱ء کو مولوی صاحب نے دھاکہ میں اپنا رہائش گاہ پر اپنا کتاب  
 ”من ملی ہائیڈ وی کلاؤڈز“ (سورج بادلوں کی لوٹ میں) کی دو نمائی کے سلسلے میں ایک پریس  
 کانفرنس سے خطاب کیا۔ تمام رپورٹروں کو ایک ایک جگہ بطور تحفہ پیش کی۔ اس موقع پر  
 انہوں نے بڑے دکھ کے ساتھ کہا کہ ”مغربی پاکستان“ کی قیادت یہ سوچ رہی ہے کہ  
 ”مشرقی پاکستان“ جتنی جلدی الگ ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے۔ میں نے ان سے کہا، آپ مجھے  
 یہ بتاویں میں اس کے پاس پر اپنی ٹوپی رکھ کر کہوں گا کہ مخالفت کر لوں گا۔ انہوں نے  
 کہا کہ میں نہیں ہے کہ ”مشرقی پاکستان“ نہ قبضہ کر لے۔ مولوی صاحب اکیس اپریل



[illegible]





ہر ایک کی اپنی خصوصیتوں کے ساتھ ساتھ ہر ایک کو اپنے آپ کا شعور بھی ہے۔

نظر به مقدمه و تالیف که درجی (۱۳۷۰) است، این کتاب را می‌توان به عنوان یک اثر جدید در این زمینه دانست.

۱۔ خیر و برکت کے لیے جو کچھ کرنا ہو اسے کرنا  
 ۲۔ خیر و برکت کے لیے جو کچھ کرنا ہو اسے کرنا  
 ۳۔ خیر و برکت کے لیے جو کچھ کرنا ہو اسے کرنا  
 ۴۔ خیر و برکت کے لیے جو کچھ کرنا ہو اسے کرنا  
 ۵۔ خیر و برکت کے لیے جو کچھ کرنا ہو اسے کرنا  
 ۶۔ خیر و برکت کے لیے جو کچھ کرنا ہو اسے کرنا  
 ۷۔ خیر و برکت کے لیے جو کچھ کرنا ہو اسے کرنا  
 ۸۔ خیر و برکت کے لیے جو کچھ کرنا ہو اسے کرنا  
 ۹۔ خیر و برکت کے لیے جو کچھ کرنا ہو اسے کرنا  
 ۱۰۔ خیر و برکت کے لیے جو کچھ کرنا ہو اسے کرنا

١٠٠) الكيفية: الكيفية هي التي لا يمكن قياسها ولا عدّها، وهي التي لا يمكن وصفها بالصفات العددية. مثال: اللون، الرائحة، الطعم، الخ.

الحمد لله الذي جعلنا من عباده الصالحين  
والمؤمنين الذين هم خير خلق الله

(۷) مکتوب گرائی حضرت سیدہ امیہؓ کراچی، نام محمد صادق قصوری عمر ۱۰۲، کراچی ۱۹۹۷ء۔

(۸) "تہذیب و تمدن" جلد ۱۰ لاہور، مکتبہ المدینہ، کراچی ۱۹۷۷ء، ص ۸۰۶، ۸۰۷۔

(۹) "تہذیب و تمدن" جلد ۱۰ لاہور، مکتبہ المدینہ، کراچی ۱۹۷۷ء، ص ۸۰۶، ۸۰۷۔

(۱۰) "تہذیب و تمدن" جلد ۱۰ لاہور، مکتبہ المدینہ، کراچی ۱۹۷۷ء، ص ۸۰۶، ۸۰۷۔

(۱۱) "تہذیب و تمدن" جلد ۱۰ لاہور، مکتبہ المدینہ، کراچی ۱۹۷۷ء، ص ۸۰۶، ۸۰۷۔

## مولانا کرم علیح آبادی

مولانا حافظ کرم علی بن عظیم محمد حامد علی بن محمد ثناء علی کی ولادت ۱۸۹۶ء میں شیخ  
الہ علی لکھنؤ (بھارت) میں ہوئی۔ والد گرامی شیخ الہ علی کے مشہور عظیم و بزرگ تھے۔  
حضرت مولانا شاہ فاضل الرحمن شیخ مراد آبادی (۱۹۳۷ء تا ۱۹۵۵ء) سے ملاقات تھی۔ یہاں  
پیشہ زمیندار کی طور مشغولہ علم و تحقیق اور علم پروری کی رہا۔

حافظ کرم علی نے ابتدائی تعلیم اپنے والد کی مدد سے مفتی محمد وصی علی (سابقہ عالم  
دیوبند) سے حاصل کی۔ والد گرامی شیخ الہ علی کے بعد قرآن عظیم حفظ کیا۔ پھر کراچی کی  
مطالعہ اسلامیہ، سکولہ مدرسہ جامع العلوم سے تعلیم حاصل کی۔ زمانہ تعلیم میں آپ کی تعلیم  
آزادی حاصل میں تھی۔ کمسنی میں ہی لوہے کی زبان حضرت شاہ فاضل الرحمن شیخ مراد آبادی  
اور والد علیہ کے دست حق پوسخت سے احاطہ حاصل کر لی تھی۔

آپ نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز قریب خلافت سے کیا۔ اپنے فکر و ہمت و تدبیر  
و محنت کی بنا پر بہت جلد استقلال ہو گئے۔ مسلم کانفرنس، جمیٹ جہاد، اتحاد، اتحاد، اتحاد، اتحاد  
انہوں کے لیے تھے۔ مولانا محمد امجد علی کی ۱۸۹۶ء تا ۱۹۵۰ء تک رہے۔ وہ تھے۔  
انہوں نے اتحاد و پیروی مسلم ایک میں شامل ہوئے اور عظیم و بزرگ تھے۔ انہوں نے مسلم ایک کو  
انہوں نے مسلم ایک و کنگ کبھی کے نمبر ہے۔ کانفرنس کی تدبیر اور مسلم ایک کی حمایت







وہی کہہ رہا تھا کہ ہمارے لئے اچھا نہیں ہے کہ ان کے لئے اچھا ہو۔ وہی کہہ رہا تھا کہ ہمارے لئے اچھا ہو کہ ان کے لئے اچھا ہو۔

تاریخ: ۱۳۹۰/۰۵/۰۵

$\mathcal{P}(\mathcal{A}) \subseteq \mathcal{P}(\mathcal{B}) \iff \mathcal{A} \subseteq \mathcal{B}$  (iii)  $\mathcal{P}(\mathcal{A}) \cap \mathcal{P}(\mathcal{B}) \subseteq \mathcal{P}(\mathcal{A} \cap \mathcal{B})$

[illegible]

1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 2679, 26

20

[illegible]

F+3

[illegible]

(١٠)  $\frac{d}{dx} \left( x^2 + 1 \right)^{-\frac{1}{2}} = -\frac{x}{\left( x^2 + 1 \right)^{\frac{3}{2}}}$

[illegible]

4407-1072-03

$$dP/dT = \frac{S_2 - S_1}{V_2 - V_1} = \frac{R \ln(V_2/V_1)}{V_2 - V_1}$$

(1) "التي هي" أي: التي هي في قوله تعالى: "وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهِمْ وَنُسُلِهِمْ غَافِلُونَ" أي: الذين هم غافلون عن آلهم ونسولهم.

$$P_{\alpha} \cdot P_{\beta} (18 \leq \alpha, \beta \leq 17) / (P_{\alpha} \cdot P_{\beta} (18 \leq \alpha, \beta \leq 17))^{1/2} \approx (4.5 - 1.5) / 1.5 = 2$$
[illegible]
$$f(\beta) = f(\beta_0 + \beta - \beta_0) = f(\beta_0) + f'(\beta_0)(\beta - \beta_0) + \frac{1}{2}(\beta - \beta_0)' H(\beta_0)(\beta - \beta_0) + o_p(|\beta - \beta_0|^2)$$

$\alpha = 0.05$

1. *Conduct a literature review on the topic of "The Impact of Social Media on Mental Health".*



## مولانا ظہور الحسن درس صدیقی

مولانا ظہور الحسن درس صدیقی بن مولانا عبدالکریم درس صدیقی (۱۸۵۷ء - ۱۹۳۶ء) کی ولادت ۱۹ فروری ۱۹۰۵ء بروز جمعرات کراچی میں ہوئی۔ شجرہ نسب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ حضرت پیر سید ظہور الحسن صوفی (۱۸۵۷ء - ۱۹۳۰ء) نے کان میں اذان کہی اور پھر اپنے ہی نام نامی پر "ظہور الحسن" نام تجویز فرمایا والد گرامی سے معقولات اور جدا مجد حضرت مولانا صوفی عبداللہ درس سے معقولات کی کتابیں پڑھیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ ایف اے تک انگریزی تعلیم میں بھی دسترس حاصل کی۔ پھر ایک چادہ بیان مقرر اور خوشنویس مقرر کی حیثیت سے پورے ملک میں متعارف ہوئے۔

آپ نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۰ تا ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۸ء کراچی میں سندھ مسلم لیگ کانفرنس منعقد ہوئی۔ تو اس میں اکناف و اطراف سندھ سے حاضرین کا حلقہ میں مدعا ہو اسسندھ قابل دید تھا۔ اس کانفرنس میں دوسرے صوبوں کے لیڈر بھی شریک تھے۔ اس موقع پر حالی سینکھ عبداللہ ہارون (۱۸۷۲ء - ۱۹۳۲ء) نے ایک ضیافت کا اہتمام کیا جس میں اکابرین سندھ کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ دوران ضیافت حالی جو امام ہارون نے آپ کا تعارف حضرت قائد اعظم سے کروایا۔ قائد اعظم نے مسلم لیگ کا پرچار



مسلمانوں میں ایک نیا جوش و خروش پیدا ہوا۔ یہ اگر دیا تھا، جس کو محسوس کیا یا نہ کیا تھا، اس کا اثر تھا۔  
نہیں کیا یا نہ کیا۔

۲۵ مئی ۱۹۳۱ء کو سندھ پر انڈین مسلم لیگ کا اجلاس سلطان کوٹ کے مقام پر ہوا جس میں آپ کی خدمات جلیلہ کا اعتراف کرتے ہوئے سندھ پر انڈین مسلم لیگ کی ایک کمیٹی کا دورہ ممبر منتخب کیا۔ اس کمیٹی میں آپ کے علاوہ حاجی عبداللہ بارون، محمد ایوب کھولہ، شیخ عبدالجبار سندھی، بی ایم سید، محمد باشم گزدر، میر مند سے علی خاں تالپور، وغیرہ اضرآت شامل تھے۔

۳۱ جولائی ۱۹۳۳ء کو تھمہ میں ضلع مسلم لیگ کا نفرنس منعقد ہوئی جس میں آپ کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا۔ آپ کی تقریر واپڈیر نے سامعین کے قلب و فکر کو گہرا اثر کیا اور لوگ دیوانہ وار مسلم لیگ کے کام میں نکل پڑے اور پورے سندھ میں ایک باہل مچ گئی۔

تحریک پاکستان کو ہر دل کی وحرکن بنانے کے بعد اب حصول پاکستان کی منزل بہت قریب تھی، جدوجہد آزادی کا خواب شرمندہ تعبیر کرنے کے لئے آپ نے "مصدقہ فیہ سندھ" کے نام سے ایک "تفہیم قائم کی جس کے آپ سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے۔ اس کام کے ذریعہ اہتمام ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو عید گاہ ہند روڈ کراچی میں ایک "تفہیم الشان" منعقد ہوئی جس میں مبلغ اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی (۱۸۹۳ء)، مولانا (۱۹۵۴ء)، مولانا عبدالخالق بدایونی (۱۸۹۸ء-۱۹۷۰ء)، مولانا (۱۹۵۴ء) جلالی بدایونی (۱۹۶۵ء) وغیرہ مقتدر علمائے اہلسنت نے شرکت کی۔ اس موقع پر شیخ سیکرٹری جنرل تنی کا نفرنس آپ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا، اس میں کہا:

"پاکستان کے ہم حامی ہیں لیکن آپ سُنیں اور غور سے سُنیں۔  
دل کے کانوں سے سُنیں، ہم وہ پاکستان چاہتے ہیں جہاں قرآن حکیم  
کے احکامات نافذ ہوں، جہاں محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی واجب  
العمل ہو اور شریعت مقدسہ کے مطابق فیصلے ہوں۔ ہم وہ پاکستان  
چاہتے ہیں جہاں پاک لوگ مسکین، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور کمال اسلام کی  
توحید نہ ہو۔ ہم وہ پاکستان چاہتے ہیں جہاں قتادہ، مساجد کی حرمت کو

محفوظ رکھا جائے، جہاں امامیت اور ہدایت کی جگہاں ہیں انھیں گریچک دی جائیں۔ ایسے پاکستان کو حاصل کرنے کے لئے اگر جہاں تک جی کام آئے گی تو ہم دریغ نہیں کریں گے اور انشاء اللہ امر بخیر ہو کر رہے گی۔

اب پہ ساقی کے بے جا رہی ہم پاکستان پاک  
اب کوئی دم میں نے کا جام پاکستان پاک  
میں نے پاکستان کی وہ رست لکھی ہے حضور  
لوگ کہتے ہیں مجھے بدنام پاکستان پاک

تحریک پاکستان میں آپ کی خدمات کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ آپ ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۷ء تک آل انڈیا مسلم لیگ کے رکن اور پورا نیشنل مسلم لیگ سندھ کی وہ ایک کمیٹی کے ممبر اور اہم علماء پر فائز رہے۔ صوبہ سندھ میں مسلم لیگ کو مقبول بنانے میں آپ کے کردار کی شہادت حکومت اور اخبارات کے قائل ہیں گے۔ نراہی کی تاریخ میں بہت کم ایسے جلسے ہوتے ہوں گی جن میں قائد اعظم کیساتھ آپ نے تقریر کی ہو۔

آپ کی زندگی قرونِ اولیٰ کا بہترین نمونہ تھی۔ جرات و مردانگی، حق گوئی و یابی آپ کا طرہء امتیاز تھا اور اسلامی اصولوں کی دل و جان سے پابندی ان کا شعار تھا۔ قائد اعظم ہمیشہ کراچی میں قیام کے دوران آپ ہی کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد حسب دستور قائد اعظم نے نماز عید کے اوقات منگوائے مگر قائد اعظم بڑے وقت عید کا وہ پہنچ سکتے۔ آپ نے وقت کی پابندی کے ساتھ تحریکِ شریعتی اور نماز عید پڑھانے کے لئے مجلسِ اہل بیت پر جملہ محنتیں لگائی۔ (نورِ اودھ ریاست علی خاں (۱۹۵۵ء - ۱۹۵۶ء)، سردار عبدالرب شہر (۱۸۹۹ء - ۱۹۵۸ء) محمد ایوب کھٹو (۱۹۰۱ء - ۱۹۸۰ء)، دیگر سیاسی کارکنوں نے قائد اعظم کی آمد تک نماز میں تعطل کیلئے کہا تو آپ نے فرمایا:

”میں ان علماء کرام و حفاظِ عظام کے علم کا احترام کروں یا جناح صاحبؒ میں نے جناح صاحبؒ کو اوقات سے قطع کر دیا تھا، میں اپنے وقت



تو یہ عقیدہ کہ ان کی تمام کراچی کے لئے یہ فائدہ دے گا، یہ عقیدہ ہی ہے۔  
 چنانچہ ان کو یہ عالم دہی تھی، جس سے ان کے حوالے سے کوئی شک نہیں  
 رہا کہ ان کے لئے یہ عقیدہ کہ ان کی تمام کراچی کے لئے یہ فائدہ دے گا، یہ عقیدہ ہی ہے۔  
 ۱۹۲۲ء

### ماہیت

۱۹۲۲ء میں ان کی تمام کراچی کے لئے یہ فائدہ دے گا، یہ عقیدہ ہی ہے۔  
 ۱۹۲۲ء

۱۹۲۲ء میں ان کی تمام کراچی کے لئے یہ فائدہ دے گا، یہ عقیدہ ہی ہے۔  
 ۱۹۲۲ء

۱۹۲۲ء میں ان کی تمام کراچی کے لئے یہ فائدہ دے گا، یہ عقیدہ ہی ہے۔  
 ۱۹۲۲ء

۱۹۲۲ء میں ان کی تمام کراچی کے لئے یہ فائدہ دے گا، یہ عقیدہ ہی ہے۔  
 ۱۹۲۲ء

## مولانا سید حامد جلالی

۱۹۴۱ء پیدا ہوئے جلالی صاحب ۱۹۶۱ء پیدا ہوئے اور ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۵ء تک سید احمد علی شاہ  
 عثمانی جلالی کی رہائش گاہ تھی ۱۹۶۵ء میں تقسیم ہندوستان کی آمد آئی۔ سندھ و اس کے اطراف کے تمام  
 ہندوستانیوں کی تحریک (۱۹۶۵ء اور ۱۹۶۶ء) کے دوران میں رہا۔ آپ کے وطن گرجا کی پیدائش اور  
 ۱۹۶۵ء میں عالم اچھے تھے۔ یہ توں بعد کا گرجا کی آمد میں پورے جسم پر ہے۔ جلالی اور ان کے بھائی  
 (۱۹۶۵ء اور ۱۹۶۶ء) کے اعلیٰ تھکاوٹ میں سے تھے۔

سید حامد جلالی کے ۱۹۶۵ء میں سید احمد علی شاہ کی پیدائش کے بعد ان کے تمام کاموں کو  
 شمولیت کی سے سزا کر دی گئی۔ ۱۹۶۵ء میں ہمارے قلمی اور فنی سے شمولیت عام کی گئی۔ یہ سب  
 کی اس سے نہ تھکتے حاصل کی۔ اپنے تمام کاموں میں سید حامد جلالی (۱۹۶۵ء اور ۱۹۶۶ء) کے  
 قلمی اور شمولیت ان کے تمام کاموں میں سید احمد علی شاہ کی پیدائش کے بعد ان کے تمام کاموں  
 کو شمولیت کر کے سزا کر دی گئی۔

۱۹۶۵ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اور قلمی اور فنی میں کی پیدائش کے  
 کی شمولیت کی عام شمولیت کے لئے کام کیا۔ قلمی اور فنی کے تمام کاموں میں مسلم لیگ  
 کے تمام کاموں میں سید احمد علی شاہ کی پیدائش کے بعد ان کے تمام کاموں میں سید احمد علی شاہ  
 کی شمولیت کے لئے کام کیا۔







قبول تھے۔ آپ مجلس عاملہ کے ارکان نے غور بعد میں سیکرٹری لکھی۔ (تقریر ۱۹۳۱ء میں کل اکیس  
مسلم تھے تاہم انیس کے سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے۔

۱۹۳۵ء میں سربراہی مسعود (۱۸۸۹ء - ۱۹۶۳ء) کے پریشاد احمد جی تھیلہ لکھی  
مقرر ہوئے۔ اور مسلم غور ویشی کی نشاۃ ثانیہ کیلئے کام کرتے تھے۔

۱۹۳۶ء میں مسلم لیگ میں شمولیت کی۔ ۱۹۳۹ء میں ڈاکٹر سید ظفر الرحمن  
(۱۸۷۹ء - ۱۹۶۹ء) اور ڈاکٹر افضل حسین قادری (۱۹۱۲ء - ۱۹۷۳ء) کے ساتھ مل کر

ملی کونگریس کمیٹی کی جس کو پیپوٹا کر قائد اعظم (۱۸۷۶ء - ۱۹۴۸ء) نے ۱۹۳۰ء کی آواز  
اور چوری کی۔ مارچ ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کے اجلاس کو غور ویشی کا قائد اعظم کے حکم پر

سکھار حیات خاں (۱۸۹۲ء - ۱۹۶۳ء) کو زیر اعلیٰ پنجاب سے ملاقات کر کے کر فخر شدہ  
قائد مل کو باگ وایاد۔ اپنی مسلم لیگ میں کئی صیغوں سے کام کرتے تھے۔ ۱۹۳۶ء میں

اپنا مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کو نسل کے ارکان تھے۔  
۱۹۳۵ء میں "مجلس ہند ہدیت علماء اسلام" کی تاسیس شکست میں ہوئی تو قائد سید

ظفر الرحمن صدر شعبہ فلسفہ علی گڑھ یونیورسٹی (مرید خاص سنوٹی ہندو دھرم سے تھے۔ یہ  
خدمت ملی شام محدث علی پوری رحمت اللہ علیہ) کی نمائندگی کرتے ہوئے ایک اجلاس کی

مدیریت کی اور خطاب بھی کیا۔ ۱۹۳۶ء میں پاکستان کے ہمنامے کاؤریشن تجویز کر کے  
قائد اعظم کو پیش کیا جسے قائد اعظم نے ہمدست قبول و منظور فرمایا۔ قائد اعظم نے آپ

کو "ملک بھرا" پر دستخط کر کے دے رکھے تھے اور اجازت تھی کہ جب چاہیں ان سے مل  
سکتے ہیں۔

تقریب پاکستان کے اردو نواب محمد اسماعیل خاں میرظمی (۱۸۸۳ء -  
۱۹۵۹ء) (۱) لکڑا سر ضیاء الدین احمد (۱۸۷۷ء - ۱۹۴۳ء) نواب انصار حسین مولوی

(۱۹۰۶ء - ۱۹۶۹ء) سید حسین شہید سروردی (۱۸۹۳ء - ۱۹۶۳ء) سرور علی علیہ السلام  
(۱۸۹۹ء - ۱۹۵۸ء) اور آئی آئی چندر گپتا (۱۸۹۷ء - ۱۹۶۰ء) سے آٹھ قرین تعلق

بندہ ابھیم احمد خاں آف بکرا، آلہ (۱۹۱۳ء - ۱۹۷۳ء) آپ کو کمال پان سرور پر  
رہے تھے۔

پاکستان میں ۱۹۴۷ء میں آکر وہ ملی میں رہے اور پھر وہ ملک سے ہجرت کر گئے۔

پچیس سو چھ کوئی ہزار سے کم ہونے کے سلسلہ ایک ہے۔ ۱۹۳۸ء میں تحریک  
پاکستان کی تحریکوں کی قیادت کے لیے سرگرمیوں میں صدر منتخب ہوئے۔ جمعیت کے سربراہ  
جس میں سربراہ سید ابوالکلام آزاد (۱۹۳۸ء - ۱۹۴۱ء)، مولانا ابوالکلام آزاد (۱۹۴۱ء - ۱۹۴۸ء)،  
۱۹۴۸ء - ۱۹۵۰ء اور مولانا محمد قاسم الدین سیالوی (۱۹۵۰ء - ۱۹۵۸ء) سے ان کی قیادت  
تحریک ترقی پاکستان میں "کل پاکستان علی کا فخر" کے اجلاس منعقد کئے گئے، جن میں  
سرگرمیوں سے صدر نے ایک توجہ میں، قومیوں میں گئے۔

تو اس سنہ کی (موت) ۱۹۷۷ء اور (۱۹۷۵ء) کے غمگوں کو یاد کرتے ہوئے کہ  
 اس قسمی غموں میں اگر یہ قہر آئے تھے۔ ۱۹۷۰ء میں تو اس صاحبِ ہمت نے  
 ۱۹۷۰ء میں ہی اپنی اولاد کو ۱۹۷۰ء میں ۱۹۷۰ء کے غمگوں میں تو اس صاحبِ  
 آپ کو یاد ہے۔

سید احمد علی صاحب قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ یہ قادیانی  
یہودیوں کی مصلحت کے واسطے کہلاتے ہیں۔ ان میں سے کئی لوگ  
ہیں۔ ان میں سے ان کی نسبت مستحکم کیا تھا کہ ان سے بچنا چاہیے  
معلوم ہو کہ ان جو اپنے دور سے ملنے والوں کی نسبت پہلے کبھی معلوم  
نہیں ہو سکتے۔

[illegible]

خبردار کے ساتھ جس نے آپ سے کہا کہ اسے  
مذہب میں کیا کام ہے؟ پتہ ہے وہ کونسی مداخلتی ہے۔  
اس کا جواب ہے یہ تو میں دیکھ ہی نہیں سکتا۔

قبرستان کو پاکستان بنائے۔

مگر عقیدہ اجماع کے قیام کو ترجیح دینا ایک بڑا مشکل کام ہے۔ اگر اسے یہاں تک پہنچا دیا جائے کہ ۱۹۴۳ء میں مملکت کی اس وقت کی شکل اپنی حتمی شکل اختیار کر لے۔ اس وقت کے حالات کو دیکھ کر اس کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہاں تک کہ ۱۹۴۷ء کی تقریر کے بعد اس کا نتیجہ نکلا جائے گا۔ اس وقت کے حالات کو دیکھ کر اس کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہاں تک کہ ۱۹۴۷ء کی تقریر کے بعد اس کا نتیجہ نکلا جائے گا۔ اس وقت کے حالات کو دیکھ کر اس کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہاں تک کہ ۱۹۴۷ء کی تقریر کے بعد اس کا نتیجہ نکلا جائے گا۔

اس وقت کے حالات کو دیکھ کر اس کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہاں تک کہ ۱۹۴۷ء کی تقریر کے بعد اس کا نتیجہ نکلا جائے گا۔ اس وقت کے حالات کو دیکھ کر اس کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہاں تک کہ ۱۹۴۷ء کی تقریر کے بعد اس کا نتیجہ نکلا جائے گا۔ اس وقت کے حالات کو دیکھ کر اس کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہاں تک کہ ۱۹۴۷ء کی تقریر کے بعد اس کا نتیجہ نکلا جائے گا۔

### ماخذ

- ۱۔ "قبرستان پاکستان" محمد علی احمد، نئی دہلی، ۱۹۴۷ء، ص ۱۰۰۔
- ۲۔ "قبرستان پاکستان" محمد علی احمد، نئی دہلی، ۱۹۴۷ء، ص ۱۰۰۔
- ۳۔ "قبرستان پاکستان" محمد علی احمد، نئی دہلی، ۱۹۴۷ء، ص ۱۰۰۔
- ۴۔ "قبرستان پاکستان" محمد علی احمد، نئی دہلی، ۱۹۴۷ء، ص ۱۰۰۔
- ۵۔ "قبرستان پاکستان" محمد علی احمد، نئی دہلی، ۱۹۴۷ء، ص ۱۰۰۔
- ۶۔ "قبرستان پاکستان" محمد علی احمد، نئی دہلی، ۱۹۴۷ء، ص ۱۰۰۔
- ۷۔ "قبرستان پاکستان" محمد علی احمد، نئی دہلی، ۱۹۴۷ء، ص ۱۰۰۔
- ۸۔ "قبرستان پاکستان" محمد علی احمد، نئی دہلی، ۱۹۴۷ء، ص ۱۰۰۔
- ۹۔ "قبرستان پاکستان" محمد علی احمد، نئی دہلی، ۱۹۴۷ء، ص ۱۰۰۔
- ۱۰۔ "قبرستان پاکستان" محمد علی احمد، نئی دہلی، ۱۹۴۷ء، ص ۱۰۰۔

## مولانا محمد ذاکر جھنگوی

مولانا محمد ذاکر بن مولانا عبد القدوس (ف ۱۹۴۶ء) بن میاں محمد ذاکر (ف ۱۹۱۲ء) بن میاں غلام محی الدین بن میاں عبد یار بن میاں کریم بخش بن میاں فیروز محمد بن علی شیخ عبداللہ بن میاں امام الدین المعروف فقیر میاں محمدی (ف ۱۶۱۸ء) بن خانقاہ قادریہ دہلی سے ۱۹۰۳ء / ۱۳۲۲ھ میں قصبہ محمدی شریف تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔ شجرہ نسب قصبہ ستانی کھوکھروں کے بعد اعلیٰ حضرت عاون المعروف قصبہ شجرہ (۱۵۵۶ھ - ۱۷۱۶ء) کے واسطے سے مولانا مشفق الشاہیر لدائیدہ علی المر تصنیف (۱۵۵۹ء - ۱۶۶۱ء) تک پہنچتا ہے۔ آپ کے اجداد میں فقیر میاں محمدی (ف ۱۶۱۸ء) سلسلہ قادریہ سرور دہلیہ کے مشہور درگزرے ہیں۔

مولانا محمد ذاکر نے ابتدائی تعلیم اپنے قصبہ محمدی شریف، چنیوٹ اور جامعہ عباسیہ محلہ پورہ میاں شریف ضلع راولپنڈی میں حاصل کرنے کے بعد ۱۹۳۰ء میں دارالعلوم مولانا امجد علی پورہ لاہور شاہ کاظمی (۱۸۷۵ء - ۱۹۳۳ء) سے ۱۹۳۰ء تک درس حاصل کیا اور پھر ضیاء الملت والدین خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی (۱۸۸۸ء - ۱۹۲۹ء) کے پاس اقدسین شریف علیہ سے مشرف ہوئے۔ ۱۹۳۳ء میں حکیم الامت علامہ اقبال (۱۸۷۷ء - ۱۹۳۸ء) کے مشورے سے چنیوٹ سے اٹھ کر دہلی اور پھر لاہور آئے۔



اس وقت اس کے بھٹک کی ۱۰ سرحدوں کو قومی اسمبلی کی نشستوں پر بھی جمعیت علماء پاکستان کے امیدوار مسعود احمد، اختر سلطان اور میر غلام حیدر بھٹوانہ (ف ۱۹۸۲ء) کا پیادہ ہوا۔ ان کے مخالفین کی ۱۰ سرحدوں کو ان کے مخالفین نے جمعیت علماء پاکستان سے بغاوتی لڑنے کے لئے پکارا۔ قومی اسمبلی میں شامل ہونے کے لئے وہ خود مولانا محمد اکبر خان کی اپنی جماعت سے وابستہ رہے۔ اور ان کے انہی کے اندر اور دیگر مشہور پارٹی کا مقابلہ کرتے رہے۔ حکومت کی بات یہ ہے کہ آپ نے بھی بھی ان سے چکر دوئے نہیں مانگے مگر اپنے بھوتہ سے میں نہیں ہے۔ عوام پر یہ کہ آپ کے پاس اور حکومت اور جلدی ملے۔ ملے سے وقت تھے اس لئے انہیں ہر بار بھی کسی میل و محبت سے کامیاب کیا۔ آپ کی قریبی شناسی کا یہ عالم تھا کہ انتہائی حالت کے باوجود "وکیل جیل" میں خود قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت فرماتے تھے۔

۱۹۷۳ء میں دوبارہ تحریک "ختم نبوت" چلی تو آپ نے شدید ملاقات کے باوجود سرحدوں سے حصہ لیا اور قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد پیش کی۔ قرارداد میں کہا گیا کہ قادیانوں کے مقابلہ میں آئین کی دفعہ ۲۳۳ جہول سوم سے متصادم ہیں۔ آپ نے اسمبلی کے اندر اور باہر مقام "مطلق" کے تحفظ اور نظام مطلق کے خلاف کوششیں کیں۔ آپ کی یادگار جامعہ محمدی شریف پاکستان کی عظیم درس گاہوں میں سے ایک ہے جہاں طلباء کو مذہبی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ ایم اے تک انگریزی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ علاوہ ان میں ایک ماہنامہ "انعام" بھی محمدی شریف سے لکھا ہے جس میں عالم اسلام کے مسائل پر سیر حاصل تبصرہ ہوتا ہے۔

آٹھ سالہ علیل حالات کے بعد آپ کی رحلت ۲۳ جون ۱۹۸۶ء مطابق ۵ جون ۱۹۸۶ء بروز جمعرات ساڑھے نو بجے صبح ہوئی۔ ۴ بجے سے پھر انہی قبرستان میں خیمہ و خاک کر دیے گئے۔ وفات کی خبر آنا تھا تمام ملک میں گھمیل گئی۔ عوام کے علاوہ حکومت کے اہلکاروں میں بھی سوگ منایا گیا۔ ملک بھر میں صحت ماتم چھ گئی۔ کئی دن بچھری گئی۔

۱۹۸۷ء کے ہمیں ملکوں ملکوں ملنے کے طیس دیباہ ہیں ہم

آپ کی وفات کے بعد کئی ایسی ہی متعدد انہادات و رسائیں نے اپنے لڑائی کا خون شہر بھر کا حراج گھمیں پھیل گیا۔ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور مورخہ نے مورخہ

۱۔ اور کہ اگر یہ درج ذیل ہے۔

”مولانا محمد اکر سادب بائی جاموہ محمدی نے، انکی اہل کو  
 بیگ کہا۔ انا ملکہ وانا اللہ واجمعون۔ ۱۹۴۰ء صوف نے اپنی  
 زندہ گی میں مسلمانوں کی جہد آزادی اور طلب حقوق کی سب سے بڑی تحریک  
 کی تھیں اور ان میں جو شہرہ گری سے حصہ لیا، وہ اپنے انصاف و انصاف  
 میں، ارکان سلف کا نمونہ تھے۔ اور مسلمانوں کی اپنی تعلیم کیلئے دل میں  
 بڑی تڑپ رکھتے تھے۔ جھنگ جیسے پسماندہ ضلع میں انہوں نے جاموہ  
 محمدی کی بنیاد رکھی۔ کالج تعمیر کرایا۔ اور اس ضلع میں اتنی محنت کر کے  
 ۱۰۰ سے کام لیا کہ اپنی صحت بھی قربان کر دی۔ ان کی خواہش تھی کہ  
 کسی طرح جاموہ کو یونیورسٹی کا درجہ مل جائے لیکن ۱۰۰ یہ حسرت دل  
 میں لئے دنیا سے اٹھ گئے۔ تعلیم کے علاوہ بھی وہ مسلمانوں کی ہر سطحی  
 مسائل و فرائض کا خیال رکھتے تھے۔ ان کا مزاج نہایت سیاسی نہ تھا بلکہ ہم وہ  
 اپنے حلقہ انتخاب سے صوبائی اسمبلی کے ممبر بھی منتخب ہوئے۔ ان  
 کل وہ قومی اسمبلی کے رکن تھے۔ صحت جواب دہ تھیں تھیں۔ چلے  
 پھرنے سے معذور تھے، لیکن شوق خدمت کا یہ حال کہ پیسوں والی  
 کرسی پر فخر کرنا ان میں آتے اور حق لمانہ گی اور کرتے۔ اسی طرح  
 ملک اس لیے اس کی سرد گرم چٹھہ کر ۲۵ لوہو مہر کو وہ اس  
 جہان فانی سے عالم بقا کو سدھارے۔ ان کی جدائی کو پانچ دے ملک میں  
 محسوس کیا گیا۔ اور ان کا پاکستان نے اپنے فہم و رنج کا اظہار کیا ہے۔ اللہ  
 تعالیٰ مرحوم کے درجات آخرت میں بلند کرے اور قوم اور حکومت کو  
 توفیق دے کہ وہ ان کے قائم کئے ہوئے تعلیمی اداروں کی گہرائی اور ان  
 کی بھڑکی کا احترام کر سکیں۔ ہم ان کے پسماندہ کلاں کے حق میں ہر  
 انیس کی دعا کرتے ہیں۔“

گپ کی رحلت سے سوچ سے شعراء نے قطعات ہر حق و کلمات کہے۔ کتاب جاری  
 ملکہ والے منہ و چہ ایل قطعہ تھا۔















جید عارف محمد محبوب کو حق پرستی سے بھی ہمراہ تھی۔

محبوب نے کئی کتابیں لکھیں جن میں سے کئی ایک  
 حصے قوم کو ملنے لگے اور دستور حیات  
 کا تحریک پاکستان میں بھی تھے وہ باتیں  
 وہ جی کے کوئی دیکھے ان سے آواہ حسین  
 ان کو جی لاندہ راستہ دے مگر اسی کے ساتھ  
 آج وہ یہ کہتا بھی ہیں بے شک راستہ ان  
 کے سر اٹھا کر محبوب یہ سال وفات  
 "ملت بے بدل" آواہ نور پوری

۱۳۹ھ

ماخذ

(۱) "دعوتِ تیس اسی" از قلمز عبد السلام خورشید مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۲۱

(۲) "خٹکین ٹٹاک لاہور" از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ لاہور ۱۹۹۳ء ص ۲۳

(۳) "وفیات مشاہیر پاکستان" از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء ص ۲۰۲

(۴) "مجاہد ملت" جلد اول از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء ص ۵۳، ۶۸، ۷۰

۱۳۸، ۱۳۳، ۲۰۱

(۵) "یارانِ کتب" جلد اول از یحییٰ ارملک مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء ص ۲۸۸

(۶) "ماہنامہ حقوق" لاہور، "لاہور نمبر" ص ۱۹۶۲ء ص ۸۳۰

(۷) "ہفت روزہ" "العام" "سینہ پولیور"، "مجاہد ملت" ذیل "نیشن" باب ۲۸، مئی ۱۹۸۷ء ص ۵۵

۱۰۸، ۱۱۶، ۱۵۷

(۸) "ملفوظات گرامی مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی، نام جنس ریاضۃ اللہ علیہ السلام

محررہ از لاہور مولانا محمد ۲۳ مارچ ۱۹۹۷ء

(۹) "کتب گرامی جناب مولانا علی بابا کی پسر "حقیقی حکیم محمد انور صاحب" نام محمد صادق قصوری

لاہور ۲۶ جولائی ۱۹۹۷ء

(۱۰) "تاریخ فرنگیوں" جلد دوم از مسعود الرحمن، گرامی ۱۹۹۸ء ص ۸۰

## مولانا شاہ محمد عارف اللہ میر خٹھی

مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری بن مولانا عظیم شاہ محمد صاحب اللہ قادری رحمتی  
(۱۸۸۸ء - ۱۹۳۸ء) کن مولانا شاہ محمد عظیم اللہ (۱۸۸۸ء - ۱۹۱۲ء) کی اولاد سے تھے۔  
۱۳ شوال المکرم ۱۳۲۷ھ مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۰۹ء کو جمعہ المبارک میں مولانا شاہ  
میں ہوئی۔ یہ وہی میر خٹھی ہے جسے جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں سب سے پہلے اللہ علی اللہ  
ہوئے کا شرف حاصل ہوا۔

مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری نے ابتدائی تعلیم مدرسہ دارالعلوم دیوبند  
قومیہ طریقہ اور انتہائی کتب میر خٹھی کی قدیم و جدید اسلامیہ علوم میں حاصل کی۔  
۱۹۳۳ء کو آپ کی دستار بندی ہوئی۔ بعد ازاں عملی و فارسی اور انگریزی کے امتحانات  
آلہ قیاد یونیورسٹی سے پاس کئے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد خاندانی امور کے مطابق  
کرائی کے حکم پر جامع مسجد خیر المساجد میر خٹھی میں خطبہ کے فرائض انجام دیے گئے۔  
تبلیغی دورے کر کے غیر مسلمانوں کو اسلام کی طرف راغب کیا۔ اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ السلام  
مولانا شاہ عبد العظیم میر خٹھی (۱۸۹۳ء - ۱۹۵۳ء) سے سیکھ کر جلد ہی ایک نامور مقرر  
میت سے معروف ہو گئے۔ کچھ مدت کے بعد شہر کے کئی اور اہل علم اور اہل علموں کے  
درست اور دشمن بن گئے۔







یہ احکام قبول کیے۔ ۱۴۲۱ھ میں ۳۷ سالہ کوہ پورہ دار تھانہ ملک مشن کی کالگریس میں شرکت  
کی۔ اور اسے تک مختلف شرعوں اور قصوں میں تعلیمی خدمات انجام دیتے رہے۔

مارچ ۱۹۷۷ء کے عام انتخابات میں پیپلز پارٹی کی بے مثال وصال کے بعد  
”تحریک انصاف“ مبنی قیام کے اس میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اسی سال جنرل ضیاء الحق  
(۱۹۷۳ء - ۱۹۸۸ء) کی بدعنوانی کے خلاف تحریک کے قیام کے بعد، بیت ہلال کمیٹی کا قیام مین نشین  
کیا۔

مذہب و ملت کی گرفتار خدمات انجام دینے کے بعد آپ نے ۳۰ رجب الاول  
۱۴۱۳ھ مطابق ۲۸ فروری ۱۹۹۷ء کو دلجوئی میں انتقال فرمایا۔ نماز جنازہ ۳۰ رجب  
مطابق ۲۹ فروری ۱۹۹۷ء کو لاہور میں منعقد ہوئی۔ حضرت سیدہ سہاروی رحمہ اللہ نے  
قلم و سحر کیا۔

رحمت ہوئے جہاں سے جہاں سحر، مقوم ہیں جسے جہاں سحر، جہاں تھے  
تھا مامان اپنے میں اعلیٰ مقام کا، تھی سحر، جہاں میں حضرت کی شان تھے  
کڑی ہے کھڑی کی پہلے میں حق میں، اور سکین کا کن کو روشن جہاں تھے  
اور سحر جہاں رہتے تھے جہاں تھی، حضرت کو اعلیٰ حق کا ایک قربان تھے  
سیدہ آہر ہے فکر، چرخ سال رحلت  
”مولانا عارف اللہ جنت نکھن کہتے“

۱۳۹۹ھ

ماخذ

(۱) ”کوہ پورہ دار محمد سادق قصوری مطبوعہ گجرات ۱۹۷۷ء ص ۱۰۲

۱۰۴

(۲) ”ذیات مشافیر پاکستان“ ج ۱، طبعہ اولہ مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء ص ۲۸

(۳) ”سیرتِ نبویؐ“ ج ۱، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۹ء ص ۱۸۸

(۴) ”الکرام“ ج ۱، ۱۹۷۲ء، ”سیرتِ سیدہ کلام“ مطبوعہ اسلامی مطبوعہ

۱۹۷۲ء ص ۶۴۰

(۵) ”الکرام“ ج ۱، ۱۹۷۲ء، ”سیرتِ سیدہ کلام“ مطبوعہ اسلامی مطبوعہ

(۱) "تعارف علماء السنت" از مولانا محمد صدیق دارالحدیث مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء ۱۱۹ ص ۱۳۲

(۲) "تذکرہ علماء سنیہ پنجاب" جلد اول وراثت رائی مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء ۱۳ ص ۱۳۲

(۳) "جامع الرواۃ انسائیکلو پیڈیا" جلد دوم مطبوعہ قسطنطنیہ علی ایضاً ۱۹۸۸ء ۱۱۹ ص ۱۳۲

(۴) "فتوح روضہ افق" تراجم و تفسیر ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۸۰ء ۱۳ ص ۱۳۳

(۵) "تعدد زکات" -





صاحبِ حقائق سلطانِ حقیقی سے مندرجہ ذیل قطعہ و سہارِ حق وصال کہا :-  
 طہرِ شانِ عالمانِ کبر علم و عرفان و عشق کا پیر  
 دگر بندہ دشا سے تمامتاز تھا جو اس کا لباس فکر و نظر  
 حیا کیسے حقِ تعالیٰ میں زندہ گی ہر پہلو و نغمہ گر  
 علم و حکمت کا نور پھیلائی غلامتوں میں رہا وہ سینہ سپر  
 ملتے راستِ پاک کی خاطر کی جد و جہد اس نے جد چڑھ کر  
 اس کا مقصود و ممالکِ حیات لوح و اقبال گنت سرور  
 سال و فصل اس کا ہے نہ روئے "جہیل"  
 "حق سرشت حق شعاع دیدہ وہ"

۱۹۷۳-۱۹۷۹ء

### ماخذ

- (۱) "ذکرِ راولپنڈی لائبریری" ۱۹۶۲ء "از سید غلام مصطفیٰ شاہ خالد گیلانی ص ۱۳۰۔
- (۲) "پانچ روہ انسا بکو بیڈیا" جلد دوم مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۸۸ء ص ۵۰۵۔
- (۳) "وفیات مشاہیر پاکستان" از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء ص ۲۸۱۔
- (۴) "تذکرہ علمائے پنجاب" جلد دوم از اختر اسی مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء ص ۴۴۔
- (۵) "پانچ شخص" ص ۱۵۱ "مرتبہ حمید اللہ چوہدری" محمد عباس رضا، شاہد حنیف و امینی مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۸۰ء۔
- (۶) "ملکت" ۱۹۰۰ء مطبع الرضا خاں قادری شائع کردہ انجمن طلباء اسلام راولپنڈی، لال قادیان کے تحت شائع۔

## مولانا غلام قادر اشرفیؒ

مولانا غلام قادر بن میاں باغ علی چشتی ق ولادت ۱۳ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ

۱۰ مارچ ۱۹۰۶ء بروز ہفتہ فرید کوٹ (حال بھارت) میں ہوئی۔ ابھی صغیر سن تھے کہ والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ۱۹۱۱ء میں سکول میں داخل ہوئے اور ۱۹۲۲ء میں امتیازی حیثیت سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ کالج میں داخلہ لیا مگر طبیعت مانگ نہ ہوئی۔ مذہبی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی اور درج ذیل اساتذہ سے اکتسابِ علم کیا۔

(۱) حضرت مولانا محمد سعید شبلی فرید کوٹی (۱۸۹۶ء - ۱۹۸۲ء)

(۲) حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ بلوچی (۱۸۸۶ء - ۱۹۶۶ء)

(۳) حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب چڑیا کوٹی (۱۸ - ۱۹)

(۴) حضرت مولانا سید غلام قطب الدین برہمچاری اشرفی سیسہ پٹی (۱۸ - ۱۹۳۴ء)

(۵) حضرت بابا خلیل داس ایم اے (سنسکرت) چڑویدتی (۱۸ - ۱۹)

(۶) حضرت مولانا عبد العزیز صاحب قیادتی (۱۸۸۳ء - ۱۹)

(۷) حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (۱۸۸۳ء - ۱۹۳۸ء)

سند فراغت "جامعہ نعیمیہ" مراد آباد (یونی) سے حاصل کی اور اسی دوران "مدرسہ  
حکماء اشافیہ الحق" چشتی مراد آباد کا تبلیغی کورس بھی مکمل کر لیا جس میں ہندو اہل مذاہب



حسرت کی تعلیم حاصل کی، اس کے علاوہ کچھ عیسائیوں پر بھی مہر سنا پس کیا۔  
 بعد میں وہ علی حسین کچھ پھرتی (۱۸۵۰ء - ۱۹۳۶ء) کے دوست بن گئے۔  
 ان کے اہل بیت و علاقہ حاصل کی۔ علاوہ ان میں حضرت سید شاہ محبوب قادری نے ان کی خدمت میں  
 اور حضرت مولانا قیام الدین احمد قادری رضوی مدنی (۱۸۷۷ء - ۱۹۸۱ء) سے بھی  
 اہل بیت و علاقہ حاصل کی۔

۱۹۲۵ء میں طالب علمی "علی کا نفرنس سر او آباو" (۱۹۲۵ء) میں ایک رٹا گیا۔  
 ایشیت سے بعد ایک آپ نے ان کے مضامین کی فہم کے ساتھ کانفرنس کے انتظام و اہتمام میں  
 بہت دلچسپی اور شوق کا مظاہرہ کیا۔ تحصیل علم کے بعد ۱۹۲۶ء تا ۱۹۲۸ء یعنی تین سال تک  
 حکمران ضلع فیروز پور (حال بھارت) میں تدریس و خطابت کے فرائض سرانجام دیے۔  
 ساتھ ہی ساتھ سیاسی تحریکوں میں بھی حصہ لیتے رہے۔ ضلع فیروز پور میں مسلم لیگ کے  
 نائب امین اور سالانہ جلسوں کے بائیکاٹ کے سلسلے میں کام کرتے رہے۔ شاہد الایکٹ کو بیہوش  
 جلسے میں بھی بھرپور دلچسپی لیتے ہوئے علاوہ مسائل کے شانہ بہانہ کام کیا۔

۱۹۲۹ء میں عملی طور پر میدان سیاست میں وارد ہو گئے اور مغلیہ پورہ ایٹمی لیجن میں  
 حصہ لیا۔ ۱۹۳۱ء میں تحریک کشمیر اور ۱۹۳۲ء میں مسلمانان ریاست اور جب ریاستی نظام  
 کی تاب نہ لا کر امیر شریف، بھرت پور، گورکانوال اور اہلی کی طرف ہجرت پر مجبور ہوئے۔  
 تو آپ اپنے دور طریقت میر نظام بھیک نیرنگ انبالوٹی (۱۸۷۶ء - ۱۹۵۲ء) کی زیر  
 ہدایت تبلیغ الاسلام انبالہ کی زیر کمان کام کرتے رہے۔ ۱۹۳۳ء میں تحریک قادیان  
 اور ۱۹۳۵ء میں "تحریک شہید گنج" میں بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۳۶ء میں خان غلام  
 سول خان ایڈووکیٹ جنرل سیکرٹری پنجاب مسلم لیگ (۱۹۳۹ء - ۱۹۴۹ء) اور ملک وکیت  
 علی (۱۸۸۵ء - ۱۹۴۶ء) کے ایمپار مسلم لیگ کے لئے خدمات انجام دیں۔ اور لاہور کے  
 مصافحات میں مسلم لیگ کا پیغام پہنچایا۔

۱۹۳۸ء میں "تحریک آریہ سماج" جو نظام حیدر آباد (آگن) کے خلاف جمہوریت کی  
 کی صورت میں چلائی گئی تھی، کے انسداد کیلئے کافی خدمات سرانجام دیں اور "یوم نظام"  
 منایا۔ ۱۹۳۹ء میں حضرت قائد اعظم (۱۸۷۶ء - ۱۹۳۸ء) کی ہدایت پر "یوم نجات"  
 منایا گیا تو آپ نے بھی "مجلس تبلیغ الاسلام" لالہ موسیٰ کے زیر اہتمام یہ دن منایا اور بھرپور

کوشش کے صلے میں مسلم لیگ کا قیام عمل میں آئے اور وہ ایک نئی صورت اختیار کر گیا۔

۱۹۴۵ء میں ملک فیروز خان (۱۹۳۱ء - ۱۹۴۵ء) نے مسلم لیگ کو دوبارہ متحد کر دیا۔ اس کے ساتھ مسلم لیگ امیدواروں کے لئے ایک تنظیم قائم کی۔ اس نے لاہور میں مسلم لیگیوں کی طرف سے قائد اعظم کی تحریک کو تسلیم کرنے کی تحریک کی۔ اس کی پورب تفصیل تو آپ کی کتاب میں ہے۔

”قائد اعظم کا یہ کارنامہ اس وقت تک رہا جب تک کہ لاہور کے راجے تھے اور راستہ میں انہیں جاسوسیوں سے غلبہ نہ تھا۔ اس کے بعد بھی لاہور میں استقبال کی تیاریاں شروع کر دیں اور مدد کی قسمی کا بھی بندوبست کیا۔ جی فی روڈ پر میل ڈیو میں ایک مجلس منعقد ہوئی۔ ہر ایک نے اس کے بھٹے لگائے اور قیام پانچ دنوں کی آس دوڑا کر صبح تک ہزاروں آدمی جمع کر لئے، پتھروں میں سے کامیاب تھا۔ ہر طرف چل پھل تھی، سبھی تیار ہو چکا تھا۔ شامیائے خوب تھے لیکن نطف کی بات یہ کہ نہ تو قائد اعظم کو اس کی اطلاع تھی نہ انہوں نے پروگرام میں لاہور میں انہیں قید کرنے کا اندراج تھا۔

دوپہر کو قائد اعظم تشریف لائے تو فضا خروار تھی۔ وہ اکبر۔ مسلم لیگ زندہ باد، قائد اعظم زندہ باد کے نعروں کے ساتھ پاکستان، آنکھوں کا نور پاکستان، اول کامرہ، پاکستان، سے گزرا۔ لاہور میں ان کی فضا میں انتہائی جوش، خروش تھا۔ قائد اعظم نے پوچھا یہ کونسی جگہ ہے؟ عرض کیا گیا، لاہور میں۔ فرمایا ہمارے پروردگار میں شامل نہیں ہم گجرات نہیں میں گئے۔

سڑک پر استقبال کیلئے چوبیسویں غلام احمد قادیانی نے سیکرٹری مسلم لیگ لاہور میں مع رفتاء ہوئے تھے۔ ان کی ان کی تحریک تھی۔ جب قائد اعظم نے انہیں سے انکار کر دیا تو انہوں نے نہ اتنے تو چوبیسویں صاحب نے مجھے آواز دی ”جو جارت ہے، سبھی آکر لی

[illegible][illegible]

یہ ساری باتیں سن کر میری ہمت بڑھ گئی۔ میں نے کہا کہ میں نے  
 یہ ساری باتیں سن کر میری ہمت بڑھ گئی۔ میں نے کہا کہ میں نے  
 یہ ساری باتیں سن کر میری ہمت بڑھ گئی۔ میں نے کہا کہ میں نے

۱۔ "میں نے اپنے دل سے اس شخص کو نکال دیا۔"  
۲۔ "میں نے اپنے دل سے اس شخص کو نکال دیا۔"  
۳۔ "میں نے اپنے دل سے اس شخص کو نکال دیا۔"

۱۹۴۰ء میں جب کہ اپنی اکیلاؤنی کا فرائض میں مصروف رہتا تھا کہ  
میں نے ایک نئی کتاب "The History of the British Empire" لکھی  
اور اس میں ان کے بارے میں لکھا۔ اس کتاب نے ان کے بارے میں  
میں نے ایک نئی کتاب "The History of the British Empire" لکھی  
اور اس میں ان کے بارے میں لکھا۔ اس کتاب نے ان کے بارے میں

وہی کہنے والی ہے کہ یہ کہی کے ساتھ اپنے صاحب گھر کے حصول کے لئے  
 نے حکومت کے دربار میں طبع کر کے سمجھوتہ ہو کر اس کو مسلم لیگ کا پرچار کرنے  
 کے لئے اور اس میں کامیاب ہونے کے لئے  
 "اس کا مقصد ہی اس کے لئے تھا"

یہ جواب دیتے: "تو اس کے لئے کیا کیا؟ تو اس کے لئے کیا کیا؟ تو اس کے لئے کیا کیا؟  
 "تو اس کے لئے کیا کیا؟"

"یہ تو اس کے لئے کیا کیا؟ تو اس کے لئے کیا کیا؟ تو اس کے لئے کیا کیا؟  
 "یہ تو اس کے لئے کیا کیا؟ تو اس کے لئے کیا کیا؟ تو اس کے لئے کیا کیا؟"

یہ تو اس کے لئے کیا کیا؟ تو اس کے لئے کیا کیا؟ تو اس کے لئے کیا کیا؟  
 "یہ تو اس کے لئے کیا کیا؟ تو اس کے لئے کیا کیا؟ تو اس کے لئے کیا کیا؟"

یہ تو اس کے لئے کیا کیا؟ تو اس کے لئے کیا کیا؟ تو اس کے لئے کیا کیا؟  
 "یہ تو اس کے لئے کیا کیا؟ تو اس کے لئے کیا کیا؟ تو اس کے لئے کیا کیا؟"

ہم سے شعراء نے قطعات تاریخ و اوقات کے مگر علوم و اختصار کتاب و صحیفہ کی  
 جسیں کہ ایضاً ہمارے "مرماہ" و "الاہ" کا قطعہ و اوقات کی ہے۔

نیک کر کے حضرت ارحمت ہونے وہاں سے  
 باب و احی اہل نے بوقام حق تنہا  
 معلوم اس پر ایک سب اہل دل ہیں۔ لیکن  
 ہے موت پر عمر کی تقدیر کا تقاضا  
 نام ملی حسین کے اتحق تھے آپ باب  
 حقانی شمس احمد نوٹ ہوئی کے شیدا  
 محبوب کبریا کی حق ہے تھی خاص رحمت  
 دل میں فرماؤں ان کے عہد نبیائے دین کا  
 واقعہ تھے نور قطب اہل عالم بھی۔ مراد حق بھی  
 مراد و ہوا کا رنگ۔ لیکن وہ لب سیر  
 ہاتھ لے کر ہے کویا ہوا قضا سے  
 "حقانی علام" قہر۔ سال اہل ان کا

۱۴۰۵ھ تا ۱۳۵۹ھ

۱۔ حضرت علامہ علی حسین کچھ پھوٹی رحمت اللہ علیہ

۲۔ حضرت علامہ و شہید اللہ علی احمد علی رحمت اللہ علیہ

ماخذ

- (۱) "کھنڈر" ایک پاکستانی جگہ اولیٰ محمد سابق قسوری جگہ و گزرات ۱۵۷۰ھ میں ۱۷۰۰ھ
- (۲) "کھنڈر" قطب۔ یہ سہ فلیش احمد الاطیہ و لاہور ۱۵۸۰ھ میں ۱۶۲۳ھ
- (۳) "کھنڈر" سابق گزرات احمد الاطیہ و لاہور ۱۵۸۰ھ میں ۱۶۲۳ھ
- (۴) "کھنڈر" احمد الاطیہ و لاہور ۱۵۸۰ھ میں ۱۶۲۳ھ
- (۵) "کھنڈر" احمد الاطیہ و لاہور ۱۵۸۰ھ میں ۱۶۲۳ھ
- (۶) "کھنڈر" احمد الاطیہ و لاہور ۱۵۸۰ھ میں ۱۶۲۳ھ



اس سے انکشاف ہوتا ہے کہ اس نے اپنے وقت کی نظریہ سازی کی۔ مسلم لیگ کی بنیاد رکھی۔

۱۹۴۵ء میں وزیر سیاست کی شہرت پر انہیں قائد اعظم نے ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں

لیگ کے صدر کے طور پر شہرت میں اضافہ ملا۔ لیگ کی قیادت میں انہیں قائد اعظم کی

قلمی اور سیاسی خدمات کے لیے شہرت ملی۔ قائد اعظم کی قیادت میں انہیں قائد اعظم نے

۱۹۴۵ء میں قائد اعظم کی قیادت میں ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں قائد اعظم نے

۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم کی قیادت میں ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں

۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم کی قیادت میں ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں

۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم کی قیادت میں ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں

۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم کی قیادت میں ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں

۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم کی قیادت میں ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں

۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم کی قیادت میں ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں

۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم کی قیادت میں ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں

۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم کی قیادت میں ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں

۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم کی قیادت میں ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں

۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم کی قیادت میں ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں

۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم کی قیادت میں ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں

۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم کی قیادت میں ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں

۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم کی قیادت میں ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں

۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم کی قیادت میں ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں

۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم کی قیادت میں ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں

۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم کی قیادت میں ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں

۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم کی قیادت میں ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں

۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم کی قیادت میں ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں

۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم کی قیادت میں ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں

۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم کی قیادت میں ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں

۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم کی قیادت میں ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں

آپ کا یہ نام ہے اور آپ کا یہ نام ہے اور آپ کا یہ نام ہے

آپ کا یہ نام ہے اور آپ کا یہ نام ہے اور آپ کا یہ نام ہے  
 آپ کا یہ نام ہے اور آپ کا یہ نام ہے اور آپ کا یہ نام ہے

فائل

آپ کا یہ نام ہے اور آپ کا یہ نام ہے اور آپ کا یہ نام ہے

آپ کا یہ نام ہے

آپ کا یہ نام ہے اور آپ کا یہ نام ہے اور آپ کا یہ نام ہے

آپ کا یہ نام ہے

آپ کا یہ نام ہے اور آپ کا یہ نام ہے اور آپ کا یہ نام ہے

آپ کا یہ نام ہے

آپ کا یہ نام ہے اور آپ کا یہ نام ہے اور آپ کا یہ نام ہے

آپ کا یہ نام ہے



## مولانا عبدالشکور شیوہ

مولانا عبد الشکور بن گل محمد خان کی ولادت ۱۵ نومبر ۱۹۰۶ء مطابق ۷ رمضان المبارک ۱۳۲۳ھ بروز جمعرات شیوہ ضلع مردان میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھرانہ مسجد سے حاصل کرنے کے بعد وضع طورہ میں قاضی سلطان محمود، دیگر علماء کرام سے استفادہ کیا۔ نظریات و فقہ کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد دارالعلوم سارنپور میں داخلہ لیا اور ۱۹۲۷ء میں سند فراغت حاصل کی۔

۱۹۲۲ء میں دوران تعلیم حاجی صاحب ترنگزئی (۱۸۸۵ء - ۱۹۳۷ء) کے دست حق پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ ۱۹۳۰ء میں سرخ پوچی تحریک میں شمولیت اختیار کر لی مگر جب اس تحریک کے باطل نظریات اور گمانہ جی جی کی کارہائیں کی، استانی منظر عام پر آئیں تو آپ نے اس کو خیر باد کہہ کر مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لی اور جان و مال سے مسلم لیگ کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔

مسلم لیگ میں آپ نے اس قدر جانشانی سے کام لیا کہ مسلم لیگی یلدرم آپ کی خدمات کا اعتراف کے بغیر نہ رہ سکے اور آپ کو پانچویں مسلم لیگ شیوہ کا صدر منتخب کیا گیا۔ آپ نے مسلم لیگ کا پیغام کو گھر پہنچایا اور کانگریسی گودھنوں کے دام لایا اور



ماخذ

(۱) کتاب "تاریخ پاکستان" جلد اول، علامہ سید قاسم علی شاہ، طبع ۱۹۷۲ء، ص ۱۰۷۔

۱۰۷۔

(۲) کتاب "کراچی کا ماضی" جلد اول، مصنفہ المصطفیٰ علی، طبع ۱۹۷۲ء، ص ۱۰۷۔

کراچی، ۱۹۷۲ء۔

## مولانا عبد الباقی محمد برہان الحق جبلی پوری

مولانا مفتی عبد الباقی محمد برہان الحق بن مولانا شاہ محمد عبد السلام (۱۸۶۶ء۔ ۱۹۵۶ء) مولانا شاہ محمد عبد الکریم حیدر آبادی (ف ۱۸۹۹ء) کان شاہ محمد الہی صلی اللہ علیہ وسلم محمد عبد الکریم صدیقی کی ولادت جبل پور (سی پل) بھارت میں ۱۲۱ ربيع الاول ۱۳۱۰ھ ۱۸۹۲ء بروز جمعرات ہوئی۔ سلسلہ نسب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منسلک ہے۔ ۱۸۹۷ء میں جہانگیر نے اسم اللہ شریف کا افتتاح فرمایا اور ان سے لڑائی۔ مدرسہ دہلیہ جبلیہ میں ثم محترم قادری امیر الدین سے فارسی پڑھیں۔ مقامات و مقامات کی تکمیل والد ماجد سے کی۔ ۱۹۰۵ء میں بمبئی دارالعلوم میں اعلیٰ حضرت کا عمل شروع کیا۔ ۱۹۲۱ء (۱۸۵۶ء۔ ۱۹۲۱ء) سے ملاقات ہوئی پھر ان کے ہی پروردگار کے لئے مدرسہ میں دینی شریف حاضر ہوئے۔ دارالافتاء میں اعلیٰ حضرت سے قدس سرہ کے ملاقاتیں کیں۔ دارالعلوم مظہر اسلام دینی شریف میں مولانا قسیر مسیحی بھائی مسیحی ۱۹۵۳ء۔ ۱۹۵۴ء کا صدر مدرس کے حضور ملائے تھے تشریف لائے تین سال تک اعلیٰ حضرت سے قدس سرہ کی خدمت میں رہے۔ مدتی ۱۹۱۵ء میں اعلیٰ حضرت سے ملاقات فرمائی اور شریف شریف شریف کے قتل سے "معم توقیت الی تحصیل کی" ۲۰۰۰ دینی شریف کی اعلیٰ حضرت سے قدس سرہ کا سب سے زیادہ فقیہانہ اعتبار سے ملاقات سے توفیق











میں نے اس کو دیکھا کہ اس نے اپنے ہاتھ سے  
 اس کے منہ پر ہاتھ رکھا اور اس نے اس کے  
 منہ سے اس کے ہاتھ سے اس کے منہ سے  
 اس کے منہ سے اس کے ہاتھ سے اس کے منہ سے

اس کے منہ سے اس کے ہاتھ سے اس کے منہ سے  
 اس کے منہ سے اس کے ہاتھ سے اس کے منہ سے  
 اس کے منہ سے اس کے ہاتھ سے اس کے منہ سے  
 اس کے منہ سے اس کے ہاتھ سے اس کے منہ سے

اس کے منہ سے اس کے ہاتھ سے اس کے منہ سے

اس کے منہ سے اس کے ہاتھ سے اس کے منہ سے

اس کے منہ سے اس کے ہاتھ سے اس کے منہ سے

اس کے منہ سے اس کے ہاتھ سے اس کے منہ سے

اس کے منہ سے اس کے ہاتھ سے اس کے منہ سے  
 اس کے منہ سے اس کے ہاتھ سے اس کے منہ سے  
 اس کے منہ سے اس کے ہاتھ سے اس کے منہ سے  
 اس کے منہ سے اس کے ہاتھ سے اس کے منہ سے

اس کے منہ سے اس کے ہاتھ سے اس کے منہ سے

اس کے منہ سے اس کے ہاتھ سے اس کے منہ سے

اس کے منہ سے اس کے ہاتھ سے اس کے منہ سے

اس کے منہ سے اس کے ہاتھ سے اس کے منہ سے

اس کے منہ سے اس کے ہاتھ سے اس کے منہ سے  
 اس کے منہ سے اس کے ہاتھ سے اس کے منہ سے  
 اس کے منہ سے اس کے ہاتھ سے اس کے منہ سے  
 اس کے منہ سے اس کے ہاتھ سے اس کے منہ سے



میں کل ۱۰۰ مسٹر تھے تھے۔ مسلم لیگ نے ۱۳ نشستیں میت کر ۹۳ فیصد کامیابی حاصل کی۔ ایک جیت پر آزاد امیدوار کامیاب ہوئے۔ فیملی مسلمانوں کے غبار سے ہو اٹھ گئی۔ غور مولانا محمد ابراہیم مفتی صاحب صوبائی حلقہ جیل پور نمبر ۸ سے مسلم لیگ کی طرف سے امیدوار تھے۔ ان کے مد مقابل دو امیدوار تھے۔ محمد حنیف انصاری (مومن مجلس) اور امیر حسین (آزاد امیدوار)۔ مفتی صاحب ۸۹۳۶ ووٹ لے کر کامیاب ہوئے جبکہ ۷۰۰ سے ۱۱۰۰۰ امیدواروں نے علی الغریب ۶۷۲ اور ۱۱۰۰۰ حاصل کئے۔ مگر خاندانہ کی تو طاقت بھی عظیم نہ تھی۔ ان کا گیت سے مفتی صاحب اور ان کے عظیم ساتھیوں کی منصوبہ بندی اثر۔ انہوں نے اور مقبولیت روز بروز ان کی طرف سے عیاں ہے۔

۱۱ جون ۱۹۳۶ء کو جمعیت علماء اسلام کا دوسرا سالانہ اجلاس انجمن حمایت اسلام دہلی کے دفتر میں ہوا۔ جس میں مسلم لیگ کی طرف سے حسین شہید سہروردی (۸۹۳۱)۔ ۱۹۳۳ء مفتی محمد بان الحق و فیہ جم نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں علماء کی طرف سے تحریک پاکستان کی تدریست حمایت کی گئی اس سلسلہ میں اس اجلاس میں مفتی صاحب کی تحریر پر غلطی اہمیت کی حامل ہے۔

قیام پاکستان کے بعد مفتی صاحب قبل پور ہی میں رہے۔ اسمبلی کے اندر اور باہر مسلم حقوق کے حصول کی جنگ لڑتے رہے اور ساتھ ہی ساتھ مسلمانوں کی مذہبی اور مالی اور سیاسی شہرت کرتے رہے۔ اندرا گاندھی (۱۹۱۷-۱۹۸۲ء) کے دور میں "مسلم پرسنل لا" میں ترمیم، تحریک اور شہر ملی کا بل پیش ہوا تو مفتی صاحب نے فوری طور پر احتجاج کیا ایک مراسلہ حکومت ہند کو ارسال کیا جس میں "مسلم پرسنل لا" میں کسی بھی قسم کی کوئی تبدیلی ترمیم یا تحریف کو مسلمانوں کی جانب سے ناقابل قبول قرار دیا۔ اور اس کے لئے قانونی شرعاً پہلوؤں کو اس مراسلے میں تحریر کیا گیا۔

اس کے بعد ہندوستان کے لوہے قلمرو داخلے نے علماء کرام کی زیر قیادت مسلم میں ایک احتجاجی جلسہ کا اعلان کیا۔ مفتی صاحب نے دو لاکھ کے اس سہ ہفتی اور ہفت روزہ تقریر کرتے ہوئے حکومت ہند پر واضح کیا کہ:

"مسلم پرسنل لا" مسلمانوں کا قرآنی شرعی اسلامی قانون ہے جس میں ایک حرفہ کی نہ تو ترمیم ہو سکتی ہے نہ ہی کسی قسم کی

تحریف و تبدیلی کی جا سکتی ہے، قرآن عظیم کے حکم کے مطابق اس میں کسی قسم کی ترمیم، تحریف یا تبدیلی کرنا تو اور کفار میں قسم کا کوئی دوا کرنا اور اس کا اظہار کرنا ہی مکر ہے۔ قرآن عظیم کا ارشاد ہے: "وَمَنْ لَّمْ يُحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ"۔ اور بھی قرآن کریم کا ارشاد ہے: "أَنِ الْحُكْمُ لِلَّهِ"۔ اسلام کیلئے حکم دینا صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے، اللہ ہی اسلام میں احکام کا مالک ہے۔

حکومت مند کو متنبہ کرتے ہوئے کہنا کہ

"مسلمان ہم پر کلمن یا مذہب کر حکومت کے ہر اس اقدام کا مقابلہ کرنے کو تیار ہیں، اور ہر اس حکم کی وجہیں اڑانے کو مستعد ہیں۔ اور یہ جسے کر چکے ہیں کہ وہ حکومت کے اس ارادہ کو کبھی بھی کامیاب نہ ہونے دیں گے کہ وہ مسلم پر مثل ۹۹ میں کسی قسم کی ترمیم، تحریف، تبدیلی کی کوشش کرے اور حکومت پر نیکہ سیکو لری ہے اسے اپنی سیکولرزم کے پیش نظر مسلمانوں کے مذہبی، معاشرتی اور اخلاقی احکام میں دخل دینے سے احتراز کرنا چاہیے، اور ملکی قانون کے تحت شخصی و مذہبی آزادی میں حکومت کو کسی قسم کی دخل اندازی کا کوئی اختیار نہیں ہے۔"

حکومت کے پاس جو کچھ فضلہ خوار نام کے مسلمان ہیں اور اپنی مطلب براری کے لئے پال رکھے گئے ہیں، وہ صرف نام کے مسلمان ہیں، وہ احکام الہی میں کسی قسم کی ترمیم یا تحریف کا ارادہ کریں اور حکومت سے درخواست کریں تو وہ جب کہ سے مسلمان ہی نہیں بلکہ خارق الاسلام ہیں۔ ان کی بات مسلمانوں کی بات نہ ہو گی۔ اور انہیں مسلم پر مثل ۹۹ کے متعلق کچھ کہنے کا قانونی حق بھی نہیں ہے۔ اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان سے مقابلہ کریں، ان سے سلام کا نام ترک کریں، مذہب چھوڑیں تو عیادت نہ کریں، سر جالیں تو ان کی عزت بگاڑ دینا چاہئیں۔

میں حکمت کو بھی اس طرف نہ دیکھا جائے کہ وہ اس علم  
 کو دیکھ کر اس کے اعلان کا ہے کہ اس میں وہ ہیں کہ اس میں وہ  
 اس میں وہ اس کے اعلان کو دیکھ کر اس کے اعلان کو دیکھ کر  
 حکمت کو دیکھ کر اس میں وہ اس کے اعلان کو دیکھ کر  
 اس میں وہ اس کے اعلان کو دیکھ کر اس کے اعلان کو دیکھ کر  
 اس میں وہ اس کے اعلان کو دیکھ کر اس کے اعلان کو دیکھ کر

اس میں وہ اس کے اعلان کو دیکھ کر اس کے اعلان کو دیکھ کر  
 اس میں وہ اس کے اعلان کو دیکھ کر اس کے اعلان کو دیکھ کر  
 اس میں وہ اس کے اعلان کو دیکھ کر اس کے اعلان کو دیکھ کر  
 اس میں وہ اس کے اعلان کو دیکھ کر اس کے اعلان کو دیکھ کر

اس میں وہ اس کے اعلان کو دیکھ کر اس کے اعلان کو دیکھ کر  
 اس میں وہ اس کے اعلان کو دیکھ کر اس کے اعلان کو دیکھ کر  
 اس میں وہ اس کے اعلان کو دیکھ کر اس کے اعلان کو دیکھ کر  
 اس میں وہ اس کے اعلان کو دیکھ کر اس کے اعلان کو دیکھ کر

۸۱۲

### ”جامع معقول عقلی محمد بن الحنفی“

۸۱۲

اس میں وہ اس کے اعلان کو دیکھ کر اس کے اعلان کو دیکھ کر  
 اس میں وہ اس کے اعلان کو دیکھ کر اس کے اعلان کو دیکھ کر  
 اس میں وہ اس کے اعلان کو دیکھ کر اس کے اعلان کو دیکھ کر  
 اس میں وہ اس کے اعلان کو دیکھ کر اس کے اعلان کو دیکھ کر

اس میں وہ اس کے اعلان کو دیکھ کر اس کے اعلان کو دیکھ کر

اس میں وہ اس کے اعلان کو دیکھ کر اس کے اعلان کو دیکھ کر

۸۱۲



۱۰۰۰ تا ۱۰۰۰

۱۰۰۰ تا ۱۰۰۰

۱۰۰۰ تا ۱۰۰۰

۱۰۰۰ تا ۱۰۰۰

۱۰۰۰ تا ۱۰۰۰

۱۰۰۰ تا ۱۰۰۰

۱۰۰۰ تا ۱۰۰۰

۱۰۰۰ تا ۱۰۰۰





اپنے قلم کا سوا نہ کیا۔ آپ تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن اور پنجاب کی سیاست کے اہم دیدہ گواہ تھے۔

۱۹۳۵ء میں ”کینٹ کمشن“ کی ناکامی کے بعد جب قائد اعظم (۱۸۷۶ء) نے جموئی انتخابات کے ذریعے مسلمانوں کی نمائندگی کا فیصلہ کرنا چاہا تو اسلامیان ہند بالخصوص مسلم طلباء سے امداد طلب کی کہ وہ مسلم لیگ کو کامیاب بنائیں تاکہ پاکستان کا حصول یقینی بن جائے۔ مولانا عبدالستار خاں نیازی اس وقت اسلامپور کالج لاہور میں صدر شعبہ علوم اسلامیہ تھے۔ انہوں نے طلباء کو آتشا کر کے اس پیغام کی اہمیت سے آگاہ کیا۔ ان طلباء نے دیوانہ وار کام کیا اور سارے صوبے میں پھیل گئے بعد اعلیٰ کڑھ کے طلباء تو صوبہ سرحد کے پہاڑوں اور جنگلوں میں دورے کرتے نظر آتے تھے۔ اس مہم میں مولانا عبدالقدیر نعمانی نے طلباء کی پوری پوری حوصلہ افزائی کی۔ اس سے قبل ۱۹۳۱ء میں ”پاکستان رورل پروپیگنڈا کمیٹی“ کی تحریک میں بھی آپ نے مولوی محمد ابراہیم علی چشتی (۱۹۱۷ء - ۱۹۶۸ء)، چوہدری نصر اللہ خاں ایڈووکیٹ (۱۹۱۶ء - ۱۹۵۷ء)، حکیم محمد انور باری (۱۹۲۲ء - ۱۹۷۷ء)، نذیر نظامی (۱۹۱۵ء - ۱۹۶۲ء)، اے سعید انور (۱۹۱۳ء - ۱۹۸۳ء)، پروفیسر چوہدری محمد صادق (۱۹۱۳ء - ۱۹۸۸ء)، ظفر اللہ خاں ملک المعروف ریڈ کے ملک (۱۹۱۸ء - ۱۹۵۲ء) میاں محمد شفیع (م ش ۱۹۱۳ء - ۱۹۹۳ء) ظہور عالم شہید (۱۹۱۸ء - ۱۹۸۸ء) میاں کھلیت علی (۱۹۰۱ء - ۱۹۹۳ء)، پروفیسر منظور الحق مدنی (۱۹۱۷ء - ۱۹۹۱ء) خواجہ اشرف احمد (۱۹۱۶ء - ۱۹۹۵ء) دیگر حضرات کے ساتھ مل کر نمایاں کردار ادا کیا۔

وفاات سے کچھ عرصہ پہلے آپ اپنے ملائے بھائی محمد حیات کی ملاقات کی وہ سے لاہور سے گجرات نکل رہے تھے۔ ۱۹۶۲ء مارچ ۱۹۸۶ء کو ان کے بھائی کا انتقال ہو گیا جس کا انیس ویں دن گھر میں ان کے کام کرنا بند کر دیا تھا، خواجہ ۱۹۸۶ء میں ان کے داماد کی شہوان چھٹ گئی جس کی وجہ سے ۱۹۸۶ء کو ان کے ۱۹۸۶ء زوالہ پانچ صبح ان کی رحلت ہو گئی۔ ۱۹۸۶ء میں ۱۹۸۶ء کو ان کے سے نقلہ ختم ہوا۔ کچھ اہل ان کے بھائی کے مکان ”حیات حوالہ“ میں لقمہ قلم کی

اسم ادا کی گئی۔

روزنامہ "نوائے وقت" لاہور نے آپ کی رحلت پر ۳۰ مارچ ۱۹۷۹ء کو یہ

اولیٰ لکھا:

"مولوی عبدالقدیر نعمانی جن کی، عمر کی کاروبار و خدمت قریب  
ایک سو سال کی حیثیت سے گزر، ایک عظیم سی عداوت کے بعد دنیا  
سے اس کی عمر میں آخرت کو سمجھا۔ اہل خانہ، اہل حق، اہل حق، اہل حق  
سادہ سادہ اعلیٰ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد باقاعدہ وزارت میں ترقی  
حاصل کی کہ اپنا مشغلہ بنایا۔ وہ مختلف اخبارات میں کالم لکھتے رہتے  
رہے۔ ان کا پسندیدہ موضوع بین الاقوامی اور لیبرل و قومی مسائل تھا  
تھے۔ مسلمانوں کی سیاسی جدوجہد، وہ ان کا قلم، ان کی فکر اور عقیدے میں  
لکھتے تھے۔ طبعا حمایت خاصہ شریعت اور مشن قسم کے انسان تھے اور کسی  
خلق کی وجہ سے ان کے اصحاب کا عقیدہ کافی وسیع تھا ایک عمر بعد ان کے  
اولاد پر پاکستان لاہور سے بھی منسلک رہے۔ آج کل اپنے اسے بھائی کے  
بلائے پر وہ کجرات میں، ہاتھ پیر تھے۔ پچھلے دنوں ان کے دست  
بھائی کا انتقال ہو گیا جس کی وجہ سے وہ برصغیر، ہندوستان اور  
خارجہ بھی سفر۔ ان کی موت کا باعث ہوا۔ "نوائے وقت" سے ان کا  
خاص تعلق تھا اور وہ قلم و قلم میں اہم موضوعات پر لکھتے رہے۔  
لاہور ان کے سہ گروں کے گھر میں شریعت اور ان کی عظمت کیلئے آج  
گم ہے۔"

حضرت سیدہ امیری آف گراہی نے حضور (علیہ السلام) کے بارے میں

فریاد کیا کہ اس کے معرکہ و دنیا اور یہ تھے وہاں علی محمد کے ایک تھے  
میں میں نے اب قلم و قلم میں "عبدالقدیر" نام کی ایک "نوائے وقت"





آپ نے تو ایک پاکستان میں بھی گراحتہ نہ مات الہام، ع۔ ۱۹۳۵ء میں امر  
 ایک میں محمدیات اختیار کی اور پھر مسلم لیگ کے تحت قیام پاکستان کے لئے  
 سے۔ لیکن وہ جن میں مسلم لیگ کو فعال کرنے کے لئے کافی دوسرے کے لئے  
 اسلام آباد میں ہلے دن میں، وہ وہاں لاہور میں آئے اسے مسلم لیگ کی جہول کو بچھو  
 اور اپنی جادوئی سے ایمان لاہور کو نظر سے ہوا پاکستان کا، لاہور شید لہاں، ۱۹۳۶ء میں  
 پاکستان کی توحید کے لئے عارض کی قل اند پانی کا لکھنؤ میں شریعت کی۔ جس میں  
 کا کھنوں و راجہ رقی جادو، راجہ رقی جادو کا لکھنؤ میں شریعت کی مخالفت کر رہے تھے۔ اس وقت  
 حضرت امیر ملت و سید شریعت علی احمد مدنی نے پوری (۱۹۳۱ء۔ ۱۹۵۱ء) اس  
 قیادت میں قومیت اور پاکستان کے لئے سنی و مسلم اور ہندو مسلم کر رہے تھے۔ ان کی  
 اور رقی مقربین کے چھ اعتراضات کے جوابات دینے میں آپ کا کوئی جانی نہیں تھا  
 ۱۹۳۸ء میں آپ نے جمعیت علماء پاکستان کی بنیاد رکھنے کے لئے ملتان میں  
 جلسہ کا کنوینشن بلایا جس میں مولانا ابوالخیات سید محمد احمد قاری (۱۸۹۱ء۔ ۱۹۹۱ء) اور  
 صدر اور آپ کو عالم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ جلسہ کو منظم کرنے میں فعال کردار ادا کیا  
 ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں جادو پڑا کر حصہ لیا۔ ۱۹۶۳ء، ۱۹۷۳ء، ۱۹۷۷ء میں  
 اسلام آباد، پورہ، "سینٹ شریعت کے جادو و جلیب پر قائم ہے۔ اکتوبر ۸ء ۱۹۷۷ء میں  
 میں سکل پاکستان سنی کاغذ نس "کا انعقاد کر کے سنے ہوئے سنیوں کو بیدار کیا۔ ملک کے  
 عمل و عمل میں دوسرے کر کے مقام مسئلے کے تحفظ اور انعام مسئلے کے  
 کے لئے گرم عمل رہے۔ پھر آخر علم، عمل اور شریعت، طریقت کا یہ آفتاب ۲۵ رمضان  
 الیہ ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۳ جون ۱۹۸۶ء بروز بدھ ملتان کی زمین میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے  
 غروب ہو گیا۔

مولانا فدا حسین قدس سرہ "مہر ماہ" لاہور نے یہ قطعہ ۲ تاریخ و حالات لکھا  
 گئے تھے چاہے "کون تھا کیا تھا وہ مرد حق نبوت  
 کیا سمجھ پائے گا کوئی حال و حال کاظمی  
 ان کے اللہ جانتے علم، فضل ہیں وقت فضاں  
 اب انہوں سے اصول ذکر لائیں مثال کاظمی

ہاں قرآن ہے وہ نور عالم حق و حقیقت  
 مہلک نام بدلی فصل و فصل و فصل  
 و بیان حق ہی عالم ہے حکام ارباب  
 اللہ اللہ کیا دورا میں جاں کاگی  
 آپ ہے سرور و موت کا سرپائے حسین  
 ولا انعام و لطف و سمیع حق کا مکی  
 اے قہر ہائے مجھ سے کہ دولت و دولت  
 سحر سے شہ لعل لعل و فصل کاگی

۱۹۹۰ء

ہاں لہجہ اردی شہر اپنی (الف ۱۹۹۰ء) نے بھی پرتو تھی۔  
 آپ سے مجھے وہ غلہ کو شاہد یہ قدر تھی کوئی نے تو پہنچا وہ کیسے ہیں لہجہ میں  
 بجا ہو مضرب مجھے تاریخ اول اٹھی محمد سعید کاگی ایسے ہیں کہ ہیں۔

۱۹۹۰ء

ماخذ

(۱) مقالات سعیدی "از ۱۹۵۵ء تا ۱۹۶۰ء" سول سعید کی مطبوعہ لاہور ۱۹۹۲ء میں ۱۰۰ ج

۱۹۹۰ء

(۲) تعارف علامہ اہلسنت "از ۱۹۵۵ء تا ۱۹۶۰ء" محمد صدیق قریشی کی مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء میں ۱۰ ج

۱۹۹۰ء

(۳) مقالات کاگی "جلد اول" سرسید احمد سعید کاگی کی مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء میں ۱۰ ج

۱۹ (مقدمہ)

(۴) تجلے شیریں میں "سلا شہر پانچ سو ج" مطبوعہ مکان ۱۹۹۰ء میں ۱۵ ج

(۵) "تاریخ مکان" جلد دوم "از ۱۹۵۵ء تا ۱۹۶۰ء" احمد خان قریشی کی مطبوعہ مکان ۱۹۹۰ء میں

۱۹ ج

(۶) "تاریخ مکان" سلا شہر عبد الرحمن خان کی مطبوعہ مکان ۱۹۹۰ء میں ۱۰ ج

(۷) "تاریخ پاکستان" جلد اول "از ۱۹۵۵ء تا ۱۹۶۰ء" محمد صدیق قریشی کی مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء میں

۱۹۵۲ء

(۸) سید احمد علی شاہ کا انتقال ۱۹۵۲ء میں ۲۸ مارچ

(۹) سید احمد علی شاہ کا انتقال ۱۹۵۲ء میں ۲۸ مارچ

۱۹۵۲ء

(۱۰) سید احمد علی شاہ کا انتقال ۱۹۵۲ء میں ۲۸ مارچ

(۱۱) سید احمد علی شاہ کا انتقال ۱۹۵۲ء میں ۲۸ مارچ

(۱۲) سید احمد علی شاہ کا انتقال ۱۹۵۲ء میں ۲۸ مارچ





جولائی ۱۹۵۳ء کی رات اسی مسجد میں خطبات کے قرائتوں سے انتہائی سہم و غم پھیل گیا۔ اچھن چارے  
 مسلمانوں کی بھرپور خدمت کرتے رہے اور علامہ اقبال (۱۹۰۷ء تا ۱۹۳۸ء) کی  
 خدمت میں ماسٹر کی کاٹرفیلڈ میں تھے۔

تحریک پاکستان میں مولانا مستم نے بے لعل کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۳ء میں عمر  
 انور کے حملے کے سلسلہ میں حبس کی قیودیں صوبائی مسلم لیگ کے صدر راجن پور  
 کی تہذیب و ثقافت ہوئی۔ مولانا نے مولانا مستم کو مسلم لیگ میں شمولیت کی دعوت دی۔  
 مولانا مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور پھر ریونیو اور تحریک پاکستان کیلئے کام کیا۔ اسی زمانے  
 میں "مستقیم قلم" کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں مسلمانوں کی زبان حالی کا ترجمہ  
 کیا ہے۔

مارچ ۱۹۵۰ء میں اجلاس قمریہ پاکستان منعقدہ اقبال پارک لاہور میں شرکت کی  
 اور پھر مسلم لیگ کے پیغام کو ملک کے گوشے گوشے میں پہنچانے کے لئے سرگرم ہو گئے۔  
 علامہ اقبال کے خطبات میں اپنی مددگار بن کر مسلمانوں میں تحریک پاکستان کے  
 پیغام کو بھارت کیا۔ ریونیو لوگوں کو مسلم لیگ کا حامی بنانے کے لئے آپ نے سادہ سی بات  
 کہتے ہوئے "مسلم لیگ کفر اور اسلام کے درمیان" "لیگ" "سینڈ" (چغالی میں "لیگ" "کھڑے"  
 "لیگ" "کھڑے" ہیں۔ آپ کی اس سادہ سی بات سے عام ریونیو کی سمجھ میں مسلم لیگ کا مندرجہ  
 واضح ہو گیا تھا۔

مسلم لیگ کے لئے مولانا مستم کی فلاحی خدمات کا ذکر آج کے مشہور جرائد  
 مسلم لیگ میں فیروز الدین احمد (۱۹۵۱ء تا ۱۹۵۶ء) نے حضرت قائد اعظم (۱۹۱۶ء تا  
 ۱۹۵۸ء) سے کیا تو قائد اعظم نے کہا "مستم صاحب کو میرے پاس آؤ، میں مانا چاہتا ہوں۔  
 قائد اعظم ان دنوں "مذہب و ملت" نامی لکھ رہے تھے۔ یہاں فیروز الدین احمد نے "مسلم  
 لیگ" "مذہب و ملت" کے جائز ملاقات کر لی تو قائد اعظم بہت خوش ہوئے اور فرمایا  
 "اے جیسے علامہ یقیناً تحریک پاکستان کی کامیابی کا باعث ہیں۔"

۱۹۶۲ء میں مولانا مستم، حضرت قائد اعظم کے حکم پر درویش "ان دنوں" کے

اور اس کے سلسلہ میں چند لینے کے آگے کا اعلان کیا۔ ہاں کے معروف سربراہ اور جانور  
 علی بیٹو نے اس کے انیس ہندو تھیں کہ آپ جلد میں چند ہندو تھیں۔ اس کے ساتھ کہ "اور انکی"  
 کے ساتھ سے آپ کتنا روپیہ لینا چاہتے ہیں۔ مولانا مستم نے جواب دیا کہ "قائد اعظم کی  
 خدمت کے مطابق تین لاکھ ان چاروں کے پانچ لاکھ روپیہ تھیں کہ آپ کا قائد اعظم نے صرف  
 تین لاکھ لیا۔ ہاں لاکھ انیس ہاں کہ روپیہ جسے انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ قائد اعظم  
 نے حکم دیا کہ اسے "کوہ لہری" کی مسجد قادیان میں دیا جائے۔

۱۹۴۳ء۔ ۱۹۴۴ء اور ۱۹۴۵ء میں مولانا مستم ایک ایک بار اپنے ہم وطنوں کو  
 ان کے تشریف لے جاتے رہے۔ وہاں کے آج کے مسلمانوں کا شمار انہیں قرآن لوگوں میں ہوتا تھا۔  
 مولانا مستم نے انیس مسلم لیگ میں شامل کرنے کے لیے انہیں میں کاروبار کرنے کیلئے انھیں  
 موت کی۔ انھیں خدا کی وجہ خاطر خود کو لاکھ لاکھوں مسلم لیگ مضبوط سے مضبوط تر بناتی ہیں  
 گی۔

۱۹۴۶ء میں پھلوہ ضلع جالندھر (حالی مشرقی پنجاب۔ بھارت) میں "انھیں"  
 ان کے ایک جلسہ کیا اور وہاں کے ساتھ کہا کہ "پاکستان قائم نہیں ہو گا۔ مسلمانوں کو  
 اس پر یقین فائدہ کیا۔ انہوں نے لاہور سے نو لاکھ روپیہ شیعہ ملی خاں (۱۹۴۳ء۔ ۱۹۵۳ء) اور  
 مولانا مستم کو بلایا۔ پہلے ان کا شہر کے بازاروں میں اور ان کے گھر میں لگا دیا گیا۔ پھر ان کی منادی  
 میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا جس میں ہر وہ "حکومت" نے پاکستان کے حق میں ہر نامہ اور  
 ہر نامہ لکھ دیا۔ مولانا مستم کی تقریر نے انہیں ہر نامہ لکھ دیا۔ ان کے حامی ہر نامہ لکھ دیا  
 تھے۔ ان کے ہر نامہ لکھ دیا۔ ان کے ہر نامہ لکھ دیا۔

جنوری ۱۹۴۷ء میں خدوہ مختصر حیات لوان (۱۹۰۰ء۔ ۱۹۵۷ء) اور ان کے  
 پنجاب کے خلاف مولانا ہر نامہ لکھ دیا کی تحریک چلی تو مولانا مستم نے ان کی قیادت کی۔ ان کے  
 قادیان کے لئے کی سنی کی۔ وہ سرے میں لوگوں کے ساتھ گھر گھر جاتے تھے۔ ان کے ہر نامہ لکھ دیا  
 گیا۔ ان کے ہر نامہ لکھ دیا۔ ان کے ہر نامہ لکھ دیا۔

قیام پاکستان کے بعد قس سال تک مختصر روئے "استقلال" لاہور کے ایڈیٹر رہے۔  
 ۱۹۵۷ء میں جمیعت علماء پاکستان کی جہیں ہوئی تو آپ ملی، کن، اور پہلے سیکرٹری انچارج  
 ان کے لئے لکھ دیا۔ ان کے لئے لکھ دیا۔ ان کے لئے لکھ دیا۔

یہ کہہ کر احمد نے اپنی نشست چھوڑ لی۔ "کتاب الحقائق" "آگاہی کی اس بات" "تعلیم  
 کا مرکز" "نور اللہ" "ان کا قصہ" "لمر و نور" "مسلمانوں کی ہوں جالی" "مقدم  
 قوم" "ترجمہ" "طلیحات لونی" "تحریک پاکستان" "مسلم لیگ اور برصغیر"۔

۱۷ فروری ۱۹۴۸ء مطابق ۱۸ جنوری ۱۹۴۸ء کو ۳۰ لاکھ روپے منسلک آپ کی  
 وکالت ہوئی۔ لکھنؤ میں حضرت میاں جمیل احمد شریفوری مدظلہ نے قلم اٹھا کر پڑھائی اور اپنی  
 بات کو مسلم مسجد کے باغ میں مقرر ہوئے تھے میں ایک تہہ خانے میں پہرہ خاک ہوئے۔

۱۷ فروری ۱۹۴۸ء کو اپنے وقت کے اندر نے اپنی اشاعت ۱۹ فروری ۱۹۴۸ء میں "۱۷  
 مسلم کا انتقال" "جالی" کے عنوان سے مندرجہ ذیل اور یہ لکھ کر یوں خراج تفسیر پیش کیا

"تحریک پاکستان کے معروف کارکن اور نامور عالم دین  
 مولانا محمد حسن مسٹر گزشتہ روز لاہور میں انتقال کر گئے۔ ان کی عمر ایک  
 سو سال تھی۔ مولانا مرحوم کا شمار ان علماء میں ہوتا تھا۔ جنہوں نے  
 جدوجہد آزادی اور قیام پاکستان کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور مسلم  
 لیگ کے ایک بڑے دانشور کا رہنے کی حیثیت سے اسلامیات پر صغیر کو  
 وہ قومی نظریہ کی اہمیت و افادیت سے آگاہ کیا۔ وہ ایک خوش البدن مقرر  
 کی حیثیت سے پنجاب کے ۱۰۰۰۰۰ روپے وصول میں بھی مقبول تھے  
 اور اپنی اس مقبولیت کو انہوں نے ہمیشہ ملک و قوم میں اتحاد و یکاگت  
 کے جذبات کے فروغ کے لئے استعمال کیا۔ اپنی مرتجعات طبعیت  
 اور صلح کل مشرب کے سبب ان کا تمام منہاج فکر میں احترام کیا جا  
 تھا۔ اور وہ عمر بھی امت کو اتفاق و اتحاد کی متعین کرتے رہے۔ مولانا!  
 مرحوم کو یہ فکر بھی حاصل تھا کہ مولانا اقبال اور قائد اعظم کے جانشین  
 ساتھیوں میں سے تھے اور اپنی اس حیثیت میں انہوں نے مسلم لیگ کا  
 پیغام بر مسلم کے طول و عرض میں پہنچایا تھا۔ انہوں نے اپنی زندگی  
 اسلام کی تبلیغ اور اصلاح معاشرہ کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ ان کی  
 وکالت سے تحریک پاکستان کا ایک ہیج اور اسلام کا انتہائی مخلص مبلغ ہم  
 سے جدا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عاشق رسول (ﷺ) کو ایسے جہان

رحمت میں جگہ اسے اور پاسداریاں کو صبر نہیں کی توفیق دے  
فرماتے۔

ہم سے فرماتے کہ آپ کی دعا سے میرے آوتے ہر وقت ہر وقت تھے۔ اعلیٰ  
طاقت صرف وہی ہے۔ خدا کیسے فرماتا ہے۔ "میرا یہاں" اور یہاں کہ جیسی کہ اعلیٰ کی  
نہی یہاں یہاں سے صاف اور ہی فرماتے ہی کے قصات اس کے جاتے ہیں۔

(۱)

ہر صدمہ سبب محمد عشق تھا۔ ہر قہر سے کئے ہوئے تھے۔  
بہر حال سے ہوئے وہ بہکدہ۔ مل گیا ان کو سیات چاہا  
قطع الہی و کفر و شرک تھے۔ مسئلہ ملت کے وہ رہا وہا  
ر میں تھا سوائے عشق مصطفیٰ۔ ہر ملت کی تڑپ دل میں لہا  
مداد علم و عمل، دعا، غلبہ، علمت وہا جس کے پاسبا  
دل ہل، اہل نظر، جان شعور، سم و حکمت کا وہ ہر کارا  
فرماتے ہیں کہ ان کا ہی رحمت تھا  
"قزیم میں مستم جلد آئیں"

۳۰۷

(۲)

ہر محمد عشق مستم غوث اہل تھے۔ دعا سے مستم بہ شہ  
ان کی خدمت کی وہ کر گئے۔ بھون کر آیا، لال جیت کی رہا  
ہمار رحمت اب پہ آیا عشق "میں سے ہیں مستم ذاتی شاکت تو"

۳۰۸

(۳)

عقبت سے سوائے اور ہی تم کراہوئی نے ہی ہر شاکت  
نہوں نہ ہو ان کی بدال ہم کو شاکت تھے۔ محمد عشق اب عالی صوت  
سے یہ سوائے ان کا سال انتقال "مستم شہرینہ ان و ایک الہ"

۳۰۹

## ماخذ

(۱) "اسلام کا سرچشمہ" محمد اعظم مطبوعہ (۱۹۱۲ء) ۱۹۵۵ء میں ۳۸۷۔

(۲) "جامع الروایۃ النسخہ" محمد اعظم مطبوعہ (۱۹۱۲ء) ۱۹۸۸ء میں ۳۵۱۔

(۳) "اسلام کی تاریخ و ترقی" (۱۹۵۳ء - ۱۹۵۴ء) از سر محمد حسین محمد اعظم مطبوعہ (۱۹۵۴ء) ۱۹۸۸ء میں ۳۶۱۔

(۴) "اسلام کی تاریخ و ترقی" (۱۹۵۳ء - ۱۹۵۴ء) از سر محمد حسین محمد اعظم مطبوعہ (۱۹۵۴ء) ۱۹۸۸ء میں ۳۶۸۔

(۵) "اسلام کی تاریخ و ترقی" (۱۹۵۳ء - ۱۹۵۴ء) از سر محمد حسین محمد اعظم مطبوعہ (۱۹۵۴ء) ۱۹۸۸ء میں ۳۷۳۔

(۶) "عظیم قائد" محمد اعظم مطبوعہ (۱۹۸۳ء) ۱۹۸۸ء میں ۳۷۸۔

(۷) "اسلام کی تاریخ و ترقی" (۱۹۵۳ء - ۱۹۵۴ء) از سر محمد حسین محمد اعظم مطبوعہ (۱۹۵۴ء) ۱۹۸۸ء میں ۳۸۵۔

(۸) "اسلام کی تاریخ و ترقی" (۱۹۵۳ء - ۱۹۵۴ء) از سر محمد حسین محمد اعظم مطبوعہ (۱۹۵۴ء) ۱۹۸۸ء میں ۳۹۳۔

(۹) "اسلام کی تاریخ و ترقی" (۱۹۵۳ء - ۱۹۵۴ء) از سر محمد حسین محمد اعظم مطبوعہ (۱۹۵۴ء) ۱۹۸۸ء میں ۴۰۳۔

(۱۰) "اسلام کی تاریخ و ترقی" (۱۹۵۳ء - ۱۹۵۴ء) از سر محمد حسین محمد اعظم مطبوعہ (۱۹۵۴ء) ۱۹۸۸ء میں ۴۱۳۔

(۱۱) "اسلام کی تاریخ و ترقی" (۱۹۵۳ء - ۱۹۵۴ء) از سر محمد حسین محمد اعظم مطبوعہ (۱۹۵۴ء) ۱۹۸۸ء میں ۴۲۳۔

(۱۲) "اسلام کی تاریخ و ترقی" (۱۹۵۳ء - ۱۹۵۴ء) از سر محمد حسین محمد اعظم مطبوعہ (۱۹۵۴ء) ۱۹۸۸ء میں ۴۳۳۔

(۱۳) "اسلام کی تاریخ و ترقی" (۱۹۵۳ء - ۱۹۵۴ء) از سر محمد حسین محمد اعظم مطبوعہ (۱۹۵۴ء) ۱۹۸۸ء میں ۴۴۳۔

(۱۴) "اسلام کی تاریخ و ترقی" (۱۹۵۳ء - ۱۹۵۴ء) از سر محمد حسین محمد اعظم مطبوعہ (۱۹۵۴ء) ۱۹۸۸ء میں ۴۵۳۔

(۱۵) "اسلام کی تاریخ و ترقی" (۱۹۵۳ء - ۱۹۵۴ء) از سر محمد حسین محمد اعظم مطبوعہ (۱۹۵۴ء) ۱۹۸۸ء میں ۴۶۳۔

(۱۶) "اسلام کی تاریخ و ترقی" (۱۹۵۳ء - ۱۹۵۴ء) از سر محمد حسین محمد اعظم مطبوعہ (۱۹۵۴ء) ۱۹۸۸ء میں ۴۷۳۔

- (۱۷) "مجلد لب بو مشهور نسبت الاسلامیه فی قرن ثانی کا بیچ ساکنوں کی ضلع شیکو پور،" "مجلدات اسلامیہ"  
شیراز ۱۹۹۰ء، ص ۲۶، ۱۹۳، ۹۰۳۔
- (۱۸) "تاریخ رفنگان" مجلد دوم، مسعود بنی مطبوعہ برائقی ۱۹۹۸ء، ص ۴۷۔
- (۱۹) "آئینہ بازداشت" محمد سعید مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۷۹ء، ص ۱۲۵۔
- (۲۰) "تذکرہ علمائے اہلسنت و جہت الامور" اسلام آباد، المذاہبی المدنی مطبوعہ ۱۹۷۳ء، ص ۱۵۳۔



چنانچہ آپ علماء میں آئندہ مانتا ہے کہ چنگے مارے سے دے دے ہر شخص  
کے ساتھ ہی کرے اور اس سے گریز نہ کرے۔

۱۹۳۱ء میں آپ "مہتاب مسلم لیگ" کے ممبر منتخب ہوئے۔ آپ ویرن فریڈ  
ہاسٹن کے لئے سرگرم عمل سپر، عوامی دوست کے ہر جگہ فکر پر مہم آگاہ کیا  
اور انہوں نے مسلم لیگ کا پیغام پہنچا دیا۔ ۱۹۳۶ء کی سول ڈیمارسی کی تحریک میں آپ نے  
پہلے ٹیکل سے گریز کیا۔ یہ ۱۹۴۰ء کا وہ دور تھا جب کہ اس کے بعد سے سوائی پورہ، جیلوں  
اور دھمکے آپ سے پہلے یہاں ممتاز محمد خاں (۱۹۱۶ء-۱۹۹۵ء) یہاں محمد خاں  
(۱۸۹۵ء-۱۹۶۸ء) اور مولانا مودی علی (۱۹۰۰ء-۱۹۵۸ء) اور سلطان صدیق ہاسٹن  
(۱۹۰۳ء-۱۹۸۲ء) ٹیکل میں موجود تھے۔ ٹیکل میں ۱۴۰۰ مسیحیوں  
کی ایک کان آپ کو صاحبزادہ سید محمد، شہباز علی کے ساتھی، یگانہ دے قرار دے کر نام  
میں لیا۔ اسی سلسلہ کے جلوں میں شہباز علی نے آپ کے والد کو بھی لکھا تھا  
یہ وہ ایک شہرہ منشا اللہ علی جلوس کی قیادت فرماتے تھے۔ جب وہ تمیں دے کے آپ  
کو، ساتھی کے ہاتھوں کا جلوس سے گریز کیا۔ آپ نے پہلے تو جیلوں میں ہی ٹیکل  
میں ٹیکل، سیاہی کار، انوں میں ایک لیا اعلیٰ کوشش اور مولانا سید ابو علیہ کو جلوس کی  
اور جلوس پر چڑھ گئے اور صاحبزادہ صاحب کو اپنے کندھوں پر لٹا دیا۔ ٹیکل کی چھٹی کو جلوس  
دے گئے اور ساتھی سے ہوا اور آپ نے تقریر کرنے کی خواہش ظاہر کی تو مجمع اور ساتھی  
نے ہاتھ ٹیکل کی آوازوں سے لگے گئے۔ یہاں ممتاز محمد خاں نے آپ کو تقریر کرنے سے  
روک رکھا۔ لیکن مولانا علی نے دو چارے تم آپ نے تمام قانونی حدود کو توڑنے کے حال رکھے  
اور تقریر کیا اور محفل تقریر فرمائی۔ آپ نے کہا کہ۔

"آپ دیکھ آگیا ہے کہ مسلمان پاکستان میں کر کے رہیں

کے آپ کی تحریک نہیں نہیں، کہہ سکتے۔"

آپ کی تقریر اس قدر چارچوڑ و فاش تھی کہ ٹیکل کے اندر دو بار بار طرفہ لوٹنے  
کے بعد بھی ٹیکل کے ساتھ انگریز ایجنسی میں مسٹر وائل اور دیگر ایجنسیوں کے ہندو  
ایجنسیوں کے ساتھ چارچوڑ کے ساتھ کھڑے ہو کر دیکھتے رہے۔ شہباز علی نے





2042-2043

میں نے اس کے لئے ایک اور چیز بھی کیا ہے۔  
میں نے اس کے لئے ایک اور چیز بھی کیا ہے۔

”خیر ایسا ممکن نہیں ہے۔ میری دعا ہے کہ وہ جلد سے  
واپس آئے۔“

و آنگاه که در کمال اعتدال بود که

[illegible]

ہم کو اہم کاموں سے روک رہا ہے۔

$\rho_{\text{H}_2\text{O}} = 1.0 \text{ g/cm}^3$

ہم نے ان کا حق و اگر چاہے کہ ہے۔

وہاں ہمارے ساتھ احمد نورانی کے خلاف سے صورت حال بھی بدلتی رہی۔  
چند سطحات کے خلاف تھوڑی سی جگہ میں نورانی کے ساتھ صورت حال بدلتی رہی۔  
ان کے ساتھ ان کے ساتھ احمد نورانی کے خلاف سے صورت حال بھی بدلتی رہی۔  
ان کے ساتھ ان کے ساتھ احمد نورانی کے خلاف سے صورت حال بھی بدلتی رہی۔  
ان کے ساتھ ان کے ساتھ احمد نورانی کے خلاف سے صورت حال بھی بدلتی رہی۔

مامور ہو کر یہ کھوٹا کھوٹا جوت طلب کیا اور اس کے ہر تکیے پر ایک صوفی  
 کے نام سے لکھا گیا تھا۔ مامور اس کے لئے کھانے کی کچھ چیزیں  
 لے کر گئے اور کھانے کے بعد اس کے پاس سے گئے اور اس کے پاس سے  
 اس کے پاس سے گئے اور اس کے پاس سے گئے اور اس کے پاس سے گئے  
 اور اس کے پاس سے گئے اور اس کے پاس سے گئے اور اس کے پاس سے گئے  
 اور اس کے پاس سے گئے اور اس کے پاس سے گئے اور اس کے پاس سے گئے

ہو انھیں درالہ اور دوسرے کی کھلی ہوتی رہی۔

آپ کی وفات ۱۲۸۸ھ سے ۱۲۹۰ھ تک ۲۰ سالہ سلطان ۱۲۹۵ھ تک ۱۲۹۵ھ تک  
روایت کیا کرتے ہیں کہ آپ ۳۰ سال قبل ۱۲۶۰ھ کے تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کی بیوی نے ان کی  
جگہ پر حکومت کی اور ان کی اولاد کے سر۔ سلطان ۱۲۹۵ھ تک ان کی بیوی نے حکومت  
کی۔

”صحیح بیان یہ ہے کہ ان کی بیوی نے حکومت کی۔“

۱۲۹۵ھ

تھی جس کی بات میں کثرت تھی۔ ان کی بیوی نے ان کی جگہ پر حکومت کی  
اور ان کے دل میں اس کا احساس تھا کہ وہ اپنی بیوی سے الگ ہو گئی  
تھی۔ آپ ایک حکم بھیجے۔ انھیں بھیجے کہ آپ کی بیوی نے  
۱۲۹۵ھ میں ہی تھے۔ ان کی بیوی نے ۱۲۹۵ھ میں ہی تھے۔ ان کی بیوی نے  
۱۲۹۵ھ میں ہی تھے۔ ان کی بیوی نے ۱۲۹۵ھ میں ہی تھے۔

۱۲۹۵ھ

بات

۱۲۹۵ھ کو ایک بار ان کی بیوی نے ان کی بیوی سے کہا کہ ان کی بیوی نے  
۱۲۹۵ھ میں ہی تھے۔ ان کی بیوی نے ۱۲۹۵ھ میں ہی تھے۔

۱۲۹۵ھ میں ہی تھے۔ ان کی بیوی نے ۱۲۹۵ھ میں ہی تھے۔ ان کی بیوی نے  
۱۲۹۵ھ میں ہی تھے۔ ان کی بیوی نے ۱۲۹۵ھ میں ہی تھے۔

۱۲۹۵ھ میں ہی تھے۔ ان کی بیوی نے ۱۲۹۵ھ میں ہی تھے۔ ان کی بیوی نے  
۱۲۹۵ھ میں ہی تھے۔ ان کی بیوی نے ۱۲۹۵ھ میں ہی تھے۔

۱۲۹۵ھ میں ہی تھے۔ ان کی بیوی نے ۱۲۹۵ھ میں ہی تھے۔ ان کی بیوی نے  
۱۲۹۵ھ میں ہی تھے۔ ان کی بیوی نے ۱۲۹۵ھ میں ہی تھے۔

۱۲۹۵ھ میں ہی تھے۔ ان کی بیوی نے ۱۲۹۵ھ میں ہی تھے۔ ان کی بیوی نے  
۱۲۹۵ھ میں ہی تھے۔ ان کی بیوی نے ۱۲۹۵ھ میں ہی تھے۔

۱۸۱۱ء کو فتح پور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد علی گڑھ میں داخل ہوئے۔

۱۸۲۵ء

۱۸۲۵ء کو علی گڑھ میں داخل ہوئے۔ ۱۸۲۵ء میں علی گڑھ میں داخل ہوئے۔

۱۸۲۵ء کو علی گڑھ میں داخل ہوئے۔ ۱۸۲۵ء میں علی گڑھ میں داخل ہوئے۔

۱۸۲۵ء کو علی گڑھ میں داخل ہوئے۔ ۱۸۲۵ء میں علی گڑھ میں داخل ہوئے۔

۱۸۲۵ء کو علی گڑھ میں داخل ہوئے۔ ۱۸۲۵ء میں علی گڑھ میں داخل ہوئے۔

۱۸۲۵ء کو علی گڑھ میں داخل ہوئے۔

۱۸۲۵ء کو علی گڑھ میں داخل ہوئے۔ ۱۸۲۵ء میں علی گڑھ میں داخل ہوئے۔

۱۸۲۵ء کو علی گڑھ میں داخل ہوئے۔ ۱۸۲۵ء میں علی گڑھ میں داخل ہوئے۔

۱۸۲۵ء کو علی گڑھ میں داخل ہوئے۔

۱۸۲۵ء کو علی گڑھ میں داخل ہوئے۔ ۱۸۲۵ء میں علی گڑھ میں داخل ہوئے۔





کی لہ سے کہ اس کی لہاس گمراہی سیاست پر دھمکی مکنی تھی جس سے پیشے کی بنیاد پر مسیہ  
چیلانا خصوصاً ان کے قریبی ہونے کی تائید چوہدری محمد سرفر از خاں گورایہ صدر ضلع مسلم لیگ  
سیال کوٹ نے کی اور یہ اتفاق رائے سے منظور کی گئی۔

آپ تحریر کر کے مانیک سے پیچھے بنے گئے تو قائد اعظم نے ان کی پیٹھ پر تھپکی  
دی اور فرمایا۔

"I want such young men in the organization"

اسی دوران ملکان شریف ضلع گورداسپور (مشرقی پنجاب، بھارت) میں مسلم  
لیگ کے عظیم بزرگ حضرت سید امام علی شاہ (۱۸۶۶ء - ۱۹۷۹ء) کے حسن  
شریف پر سجادہ نشین نے اترکری لیدر وطاء اللہ شاہ بخاری (۱۸۹۱ء - ۱۹۶۱ء) کو بلا رہا تھا  
جبکہ اسی قائد ان کے قریبی سید منظور احمد شاہ (۱۹۰۵ء - ۱۹۶۹ء) جو مسلم لیگ کے حامی  
تھے، نے آپ کو مدعو کیا ہوا تھا۔ دونوں اسٹیج آؤٹ سامنے تھے۔ نصف گھنٹہ بعد بخاری کے  
ساتھ معین کو سر پہلے آئے اور وہ اپنا سامنے لے کر رہ گئے۔ اس بات سے آپ کی سحر بیانی اور شعلہ  
الفاظی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

۲۵ نومبر ۱۹۳۴ء کو ضلع مسلم لیگ لاہور کا ایک اسپیشل اجلاس نوابزادہ رشید  
علی خاں (۱۹۰۴ء - ۱۹۷۲ء) ہدایت لاء صدر لاہور سنی مسلم لیگ کی صدارت میں تصور  
مطلق میں ہوا جس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا فخر نے اپنے دلکش انداز میں واضح کیا کہ  
جب تک انگریز اور ہندو کی سیاست اس ملک میں موجود ہے اس کے مقابلے کے لئے  
قائد اعظم محمد علی جناح مسلمانان ہند کے بہترین رہنما اور ترجمان ہیں۔

۱۹۳۹ء میں مجلس احرار نے مولانا ضلع گورداسپور میں ایک کانفرنس منعقد کی جس  
میں انگریزین احرار شریک ہوئے۔ مسلم لیگ، قائد اعظم اور تحریک پاکستان کو بڑی شدت  
سے جواب دہی و ملامت دیا گیا۔ مسلم لیگ نے مقابلے پر جلسہ کا اہتمام کیا اور آپ کو دعوت  
خطاب دی گئی۔ دونوں جلسہ گاہیں پاس پاس تھیں۔ مولانا فخر کی آواز بہت بلند تھی۔ مولانا  
ایک دن کا ملکی یہ قرار دیا کہ کام اللہ کی ملامت انتخابی پر تاثر کو لاؤں گے۔ اس جلسہ  
میں بھی انہوں نے مسلم لیگ اور قائد اعظم کے خلاف (کالے گئے الزامات کا دے) ماثلاً لا  
ئیں جو اس وقت تک انہیں کو اختیار کیا کہ وہ مسلمانوں کے محبوب قائد کے خلاف ایسا کام نہ کریں

سے باز آجائیں ورنہ مسلم لیگی کارکن ان کا منہ توڑ جواب دیں گے۔ اس کے بعد یہ شعر پڑھا  
عاشق بُدی بلا ہے پہنچتا ہے دور دور  
اور تیرے کمر کی تو دیوار بھی نہیں  
یہ شعر نہایت ہی بر محل تھا اور مجلس احرار پر ٹھیک چسپاں ہو گیا تھا۔ اس شعر  
نے حاضرین میں اس قدر جوش پیدا کر دیا کہ مخالفین کو ہتال سے اپنا ہتھکڑی کرنا  
پڑا۔

۱۹۴۶ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کی اکثر ضلعی شاخوں کی طرف سے مولانا  
مسلم لیگ کے دفتر میں یہ مطالبہ کیا جاتا تھا کہ ان کے حلقے میں مولانا بشیر احمد اختر کو نہ روک  
بھجوا جائے۔ اجنالہ ضلع امرتسر کی نشست پر مسلم لیگی امیدوار کا یو نیٹ امپاء اور چوہدری  
انور حسین سے بڑا کانٹے دار مقابلہ تھا۔ مسلم لیگی امیدوار چوہدری نصر اللہ خاں اور مسلم  
مسلم لیگ کے سیکرٹری بھی تھے۔ اجنالہ شہر کی وسیع و عریض جامع مسجد میں بہت بڑا اجتماع  
جلاس ہوا جو رات کو بعد از نماز عشاء شروع ہوا اور نماز فجر کے قریب اختتام پزیر ہوا۔ مولانا  
اختر اس جلسے میں سب سے اہم اور آخری مقرر تھے۔ ان کی تقریر کے دوران لوگ مسموم ہو کر  
کریٹھے رہے۔ ان کی تقریر جو اردو، پنجابی اور انگریزی زبانوں کا حسین امتزاج تھی لوگوں کے  
دلوں میں اترتی چلی گئی۔

تقریر کے آخر میں انہوں نے سامعین سے وعدہ لیا کہ وہ مسلم لیگ کے امیدوار کو  
ووٹ دیں گے۔ چنانچہ چوہدری نصر اللہ خاں ۵۳۲۶ ووٹ لے کر کامیاب ہو گئے ابکہ  
یو نیٹ امیدوار ۱۳۷۶ ووٹ لے کر خاسر و نامر لورہا۔ دیگر چار آزاد امیدواروں کی حمایتیں  
ضبط ہو گئیں۔

جسٹس ریٹائرڈ ذکی الدین پال راوی ہیں کہ ایک دفعہ اسی الیکشن کے دوران ہم  
مولانا بشیر احمد اختر کی معیت میں ضلع امرتسر کے ایک گاؤں پہنچے اور گاؤں کے خطیب سے  
رابطہ کر کے مسلمانوں کو مسجد میں جمع کیا۔ مولانا نے لوگوں کو بڑے موثر اور دلپزیر انداز میں  
سمجھایا کہ اس وقت مسلم لیگ کو کامیاب کرنے کی کیوں ضرورت ہے اور قائد اعظم کا نام  
مانا کیوں ضروری ہے۔ سامعین میں ان کی تقریر سے بڑا جوش پیدا ہو گیا۔ یہاں تک کہ ان  
کی طرف سے یہ تک کہا گیا کہ اب ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان واضح ایک تقابلی پیدا







فہرست تصانیف حضرت مولانا محمد علی  
مکرمی ۱۱۱۴ھ تا ۱۳۱۱ھ

۱۱۱۴ھ

۱) ایک فقہی کتاب جس کا نام "ماتن مختصر" ہے۔ ۱۱۱۴ھ میں مکرمی نے لکھی۔  
۲) ایک فقہی کتاب جس کا نام "ماتن مختصر" ہے۔ ۱۱۱۴ھ میں مکرمی نے لکھی۔  
۳) ایک فقہی کتاب جس کا نام "ماتن مختصر" ہے۔ ۱۱۱۴ھ میں مکرمی نے لکھی۔  
۴) ایک فقہی کتاب جس کا نام "ماتن مختصر" ہے۔ ۱۱۱۴ھ میں مکرمی نے لکھی۔

ماخذ

(۱) ایک کتاب جس کا نام "ماتن مختصر" ہے۔ ۱۱۱۴ھ میں مکرمی نے لکھی۔

۱۱۱۴ھ

(۲) ایک کتاب جس کا نام "ماتن مختصر" ہے۔ ۱۱۱۴ھ میں مکرمی نے لکھی۔

۱۱۱۴ھ

(۳) ایک کتاب جس کا نام "ماتن مختصر" ہے۔ ۱۱۱۴ھ میں مکرمی نے لکھی۔

(۴) ایک کتاب جس کا نام "ماتن مختصر" ہے۔ ۱۱۱۴ھ میں مکرمی نے لکھی۔

(۵) ایک کتاب جس کا نام "ماتن مختصر" ہے۔ ۱۱۱۴ھ میں مکرمی نے لکھی۔

۱۱۱۴ھ

(۶) ایک کتاب جس کا نام "ماتن مختصر" ہے۔ ۱۱۱۴ھ میں مکرمی نے لکھی۔

۱۱۱۴ھ

(۷) ایک کتاب جس کا نام "ماتن مختصر" ہے۔ ۱۱۱۴ھ میں مکرمی نے لکھی۔

(۸) ایک کتاب جس کا نام "ماتن مختصر" ہے۔ ۱۱۱۴ھ میں مکرمی نے لکھی۔

(۹) ایک کتاب جس کا نام "ماتن مختصر" ہے۔ ۱۱۱۴ھ میں مکرمی نے لکھی۔

۱۱۱۴ھ

(۱۰) ایک کتاب جس کا نام "ماتن مختصر" ہے۔ ۱۱۱۴ھ میں مکرمی نے لکھی۔

(۱۱) ایک کتاب جس کا نام "ماتن مختصر" ہے۔ ۱۱۱۴ھ میں مکرمی نے لکھی۔

[illegible]

۱۳۹۸/۱۰/۱۵

[illegible]



۱۔ اگرچہ کہ ان کے علم و ادب کے لحاظ سے وہ ایک عظیم شخصیت تھے مگر ان کے خیالات و عقائد کے لحاظ سے وہ ایک انتہائی غلط فہمی کے حامل شخص تھے۔ ان کے خیالات و عقائد کے لحاظ سے ان کو ایک انتہائی غلط فہمی کے حامل شخص قرار دیا جاسکتا ہے۔

سوال: کیا یہاں شریعت سے ہی مسلم ایک کے مال مجھے نہیں ملے گا؟  
 جواب: اگر "مکمل" مسلم ایک کے "مکمل" اجلاس کے موقع پر اس عداوت میں  
 عزت کی وجہ سے ۳۰۰۰ روپیہ کے احکامات میں آگے مسلم ایک کے "مکمل"  
 کے مال نہیں ملے گا۔ "مکمل" مسلم ایک کے "مکمل" اجلاس کے موقع پر اس عداوت میں  
 عزت کی وجہ سے ۳۰۰۰ روپیہ کے احکامات میں آگے مسلم ایک کے "مکمل"  
 کے مال نہیں ملے گا۔ "مکمل" مسلم ایک کے "مکمل" اجلاس کے موقع پر اس عداوت میں  
 عزت کی وجہ سے ۳۰۰۰ روپیہ کے احکامات میں آگے مسلم ایک کے "مکمل"

[illegible][illegible]

قائد اعظم دین مولانا جمال میاں نے۔ جذباتی اور پراثر میں فقر پر لگتے ہوئے۔  
مسلمان ایک شیر کی مثل ہے۔ شیر سوائے چھیر چھرا  
کے کسی پر حمل نہیں کرتا۔ ہمیں اپنے کانگریسی دوستوں کا شکریہ ادا کرنا  
پا ہے کہ انہوں نے سوائے شیر کو گولی مار کر گری بننے سے روکا  
ہے اور اس کے منتشر شیر ازم کو اکٹھے ہونے کا موقعہ دیا ہے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کو فروغ دینے، مسلمانوں کو منظم کرنے اور مسلم لیگوں کو قائم  
رکھنے صوبائی لیڈروں نے اپنے اپنے حصوں میں رات دن تک ودوگی۔ شہری، نسلی اور  
صوبائی سطحوں پر کانفرنس ہوئیں۔ کل ہند شہرت رکھنے والے اکابرین کو خاص نام  
جسٹس میں کبھی صوبائی خصوصاً ہاکرہ کو کیا گیا اور کبھی کانفرنسوں کا صدر بنایا گیا۔ اس نے  
”آل انڈیا مسلم لیگ“ کے نئی وفود کے دورے کئے اور اس کے تمام عہدیداروں نے  
بھارت کی خاک چھنی۔ قائد اعظم باوجود اپنی اہم گونا گوں مصروفیات کے لوگوں سے ملنے  
اور ان کو منظم کرنے کا کوئی بھی موقع اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔

ان حالات میں مولانا جمال میاں نے بھی آرام و آسائش کو خیر باد کہہ کر اپنی تمام  
سہولتیں مسلم لیگ کے لئے وقف کر دیں۔ ۱۰-۱۱ جون ۱۹۳۹ء کو ناچپور شہر (سی پی) میں  
”ناچپور مسلم پولیٹیکل کانفرنس“ انعقاد پذیر ہوئی تو مولانا جمال میاں نے لکھا کہ  
”نفس نفیس تشریف لا کر اس کانفرنس کو زینت بخشی۔ آپ کی تشریف آوری سے یہ کانفرنس  
جست کامیاب رہی اور جست سے لوگ جو ساحل پر بیٹھے ہوئے تماشا دیکھا کرتے تھے مسلم  
لیگ کی کشتی میں سوار ہو گئے جس سے غیر متوقع طور پر مسلم لیگ کو بڑی تقویت پہنچی۔ قائد  
اعظم لیگ کی تنظیم نو کا یہ ابتداء ہی رہا تھا۔

۲۲ ستمبر ۱۹۳۹ء کو ”یوم نجات“ کے سلسلے میں سب سے بڑا اجتماع بمبئی میں  
ہوا جس میں ایک لاکھ افراد نے شرکت کی۔ جلسہ گاہ کے باہر جو عظیم لکایا گیا تھا اس پر یہ عرا  
تھیں کہ ”شکر ہے خدا کے پاک ذات، ملتی ظالم حکومت سے نجات“۔ اس سال ہی انجمن  
میں قائد اعظم (۱۸۷۶ء-۱۹۴۸ء) آل انڈیا چنڈریگر (۱۸۹۷ء-۱۹۶۰ء) اور اب اس  
محمد خاں آف محمود آباد (۱۹۱۴ء-۱۹۷۳ء) کے ساتھ مولانا جمال میاں نے بھی شرکت  
کے اپنی شعلہ نوازی سے حاضرین و سامعین کے دلوں کو گرمایا۔







[illegible][illegible]

اسی طرح ہر ایک کے لئے ایک خاص مقام ہے۔

اگر خداوند تعالیٰ چاہے تو آپ کو اس کی نافرمانی کی سزا دے گا۔  
 (تحریر: جی۔)

اسلام کے پیروں کے لئے "تہذیب و تمدن" کا نام ہے۔  
 جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔ جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔  
 جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔ جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔  
 جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔ جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔  
 جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔ جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔

"تہذیب و تمدن" کا نام ہے۔ جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔  
 جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔ جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔  
 جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔ جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔  
 جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔ جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔  
 جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔ جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔

اگر آپ کو اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔ جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔  
 جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔ جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔  
 جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔ جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔  
 جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔ جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔  
 جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔ جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔  
 جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔ جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔  
 جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔ جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔  
 جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔ جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔  
 جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔ جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔  
 جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔ جو کہ اس تہذیب و تمدن کے لئے ہے۔

اسلام کے پیروں کے لئے "تہذیب و تمدن" کا نام ہے۔



مطرح کیا۔ ”توریک پاکستان“ بھی تھی۔ وہیں میں جواب صاحب رحمت اللہ علیہ کا ایک خط نقل کیا جا رہا ہے جس سے دونوں درگموں کی آپس میں محبت و شفقت کا پتہ چلتا ہے۔

۶۔ اردو ہفت روزہ ۵۲/۳/۵۲

(مطالعہ ۱۱ مارچ ۱۹۵۳ء)

مولانا جمال میاں صاحب  
فرنگی محل۔ لاہور

محترم مکرّم معظم اللہ !

گزارش ہمارے ۲۳ فروری پنچلہ۔ لیکن میرے مسلسل دوروں اور گیش مشاغل کی وجہ سے آج میری نظر سے گزرا۔ جواب میں تاخیر کے لئے متاسف ہوں۔ ”جلد ۱۰“ سے ”جلد ۱۱“ میں شرکت ہی میرے لئے کیا کم سعادت ہے کہ آپ مجھ سے صدارت کی خواہش فرماتے ہیں۔ اگر آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس دہلی کے میں بعد یہ جلد منعقد ہو تو میرے لئے بہت سہولت ہو گی۔ اللہ تعالیٰ دہلی میں اس کی تفصیلات پر گفتگو ہو گی۔ امید ہے کہ آپ رحم و مہاشین ہوں گے۔

تقسیم برصغیر کے بعد آپ کی خواہش تھی کہ قائد اعظم ہندوستان میں دو نو مسلموں کی قیادت فرمائیں۔ چنانچہ ستمبر ۱۹۴۷ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس کراچی میں منعقد ہوا تو آپ نے اسے جذباتی انداز میں اپنی اس خواہش کا اظہار کیا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس اجلاس کی تھوڑی سی تفصیل درج کر دی جائے تاکہ قارئین کو اس بار بھی اجلاس کی اہمیت سے آگاہ ہو سکیں۔

اگر ملاحظہ فرمائیں (۱۹۴۳ء۔ زندہ) اپنی کتاب ”مسلم لیگ کا دور حکومت“ میں

یوں رقمطراز ہیں :

”۱۳ ستمبر ۱۹۴۷ء کو ”آل انڈیا مسلم لیگ“ کی ورکنگ

کمیٹی کا اجلاس آخری دفعہ پاکستان کی سر زمین پر منعقد ہوا۔ قائد اعظم

غزالیہ صحت کے سبب صرف صبح والے اجلاس میں شریک ہو سکے۔

ورکنگ کمیٹی نے غور و خوض کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ ”مسلم لیگ کو ۱۱

حصوں میں تقسیم کر دیا جائے اور اس ضمن میں راجہ لکھنؤ کو نسل کے

سامنے پیش کیا جائے۔

”کل انڈیا مسلم لیگ“ کا اجلاس خالقہ بٹال کر اچھی میں ہوا۔  
 کوئٹہ نے ایک قرارداد مرتب کی جس میں کل انڈیا مسلم لیگ کو  
 ملحد اور جداگانہ تنظیموں میں تقسیم کر دینے کی سفارش کی۔ ایک  
 تنظیم پاکستان کیلئے اور دوسری بھارت کیلئے۔ اس اجلاس کی صدارت  
 قائد اعظم کر رہے تھے۔

اجلاس کا ماحول بڑا ہمدرد تھا۔ فضا پر وہ اسی پچالی ہوئی تھی  
 اور کونسلروں کے چہروں پر غم کی چھائیاں نمایاں تھیں۔ مسلمان  
 ہندو پاک کے دو راہنما جنہوں نے متحد ہو کر نصف صدی تک  
 انگریزوں اور ہندوؤں کے خلاف جنگ لڑی تھی اور دکھ سکھ میں ایک  
 دوسرے کا ساتھ دیا، آج حالات کے اس موڑ پر ان کھڑے تھے جہاں  
 سے ان کی راہیں ہمیشہ ہمیش کے لئے الگ ہو جاتی تھیں۔ ان کو اس امر کا  
 بھی احساس تھا کہ مستقبل ان کے درمیان حائل ہونے والی دیواروں کو  
 اور بھی بلند کر دے گا۔ حتیٰ کہ وہ ایک دوسرے کے شہساز بھی نہ رہیں  
 گے۔ حالانکہ قائد اعظم کی شخصیت قانون اور دستور کے سانچے میں  
 ڈھلی ہوئی تھی اور بنیاد کا مدد ہزاروں کو متاثر نہیں کرتا تھا لیکن اس  
 اجلاس کی افسردہ فضا نے ان کے دل پر بھی اثر کیا۔ چنانچہ جب ان کی  
 تقریر میں ہندو مسلم فسادات اور قتل و غارت کا ذکر آیا تو ان کا چہرہ  
 سوگوار ہو گیا، شدت غم سے ان کا دل پھٹل گیا اور پھر مسلم لیگ کے  
 کونسلروں نے دیکھا کہ وہ قائد اعظم جو سنجیدگی، مہر اور متانت کا نمونہ  
 تھے، آج ان کی آنکھوں سے بھی آنسوؤں کی جھرات جاری تھی۔ اٹھائے  
 خود انہیں بھی اندازہ تھا کہ آزادی کی صبح اس قدر خون آلود ہو گی۔  
 اجلاس میں ایک کونسلر نے لانا ہال میں فرنگی محلے  
 تقریر کرتے ہوئے بھیجی ہوئی چٹکوں کے ساتھ جذبات کی دو جھڑپ  
 کر قائد اعظم سے یہ کہا کہ۔

سم لکھنؤ میں پیدا ہوا۔ لکھنؤ کے قریب آپہ رہی  
 آئی۔ لکھنؤ کی چھت آئی۔  
 لکھنؤ میں رہی۔

سم لکھنؤ میں رہی۔ لکھنؤ کے قریب آپہ رہی  
 لکھنؤ کے قریب رہی۔ لکھنؤ کے قریب رہی۔  
 لکھنؤ کے قریب رہی۔ لکھنؤ کے قریب رہی۔  
 لکھنؤ کے قریب رہی۔ لکھنؤ کے قریب رہی۔  
 لکھنؤ کے قریب رہی۔ لکھنؤ کے قریب رہی۔

لکھنؤ میں رہی۔ لکھنؤ کے قریب رہی۔  
 لکھنؤ میں رہی۔ لکھنؤ کے قریب رہی۔  
 لکھنؤ میں رہی۔ لکھنؤ کے قریب رہی۔  
 لکھنؤ میں رہی۔ لکھنؤ کے قریب رہی۔

لکھنؤ

لکھنؤ میں رہی۔ لکھنؤ کے قریب رہی۔  
 لکھنؤ میں رہی۔ لکھنؤ کے قریب رہی۔  
 لکھنؤ میں رہی۔ لکھنؤ کے قریب رہی۔

لکھنؤ میں رہی۔ لکھنؤ کے قریب رہی۔  
 لکھنؤ میں رہی۔ لکھنؤ کے قریب رہی۔

لکھنؤ میں رہی۔ لکھنؤ کے قریب رہی۔  
 لکھنؤ میں رہی۔ لکھنؤ کے قریب رہی۔

لکھنؤ میں رہی۔ لکھنؤ کے قریب رہی۔  
 لکھنؤ میں رہی۔ لکھنؤ کے قریب رہی۔

لکھنؤ میں رہی۔ لکھنؤ کے قریب رہی۔  
 لکھنؤ میں رہی۔ لکھنؤ کے قریب رہی۔

۱۶۶۰ کو یسٹ انڈیا کمپنی نے ایک سفارت خانہ بنایا جس کا نام "سفارت خانہ" تھا۔ یہ سفارت خانہ ۱۶۶۰ء کو بنایا گیا تھا۔

[illegible]

۱۰۰۰  
۱۰۰۰  
۱۰۰۰

۱- لا تحریک پاکستان میں اعلیٰ و بیحد کاکر اور حریفانہ موقف کا یہ ہے کہ وہ اس کے

۲- ...

[illegible]

(۱) اگر کسی کو کسی اور شخص کی طرف سے کوئی چیز دی جائے تو اسے اسے قبول کرنا چاہیے۔  
(۲) اگر کسی کو کسی اور شخص کی طرف سے کوئی چیز دی جائے تو اسے اسے قبول کرنا چاہیے۔

(۱۰) از بیم بختان در امور دولت و ملت و در امور  
(۱۱) از بیم بختان در امور دولت و ملت و در امور  
(۱۲) از بیم بختان در امور دولت و ملت و در امور  
(۱۳) از بیم بختان در امور دولت و ملت و در امور

۱۳۹۱ هجری قمری - ۱۳۹۲ هجری قمری  
۱۳۹۳ هجری قمری - ۱۳۹۴ هجری قمری

(۲۶۱)۔ پیر کاٹے قن کا پتہ ۳۳، کٹرہ ۹۹۲۔  
(۲۶۱)۔ پیر کاٹے قن کا پتہ ۳۳، کٹرہ ۹۹۲۔



۱۹۶۱ء کی دہائی کے آخر میں لاہور میں شائع ہوا۔

۱۹۶۱ء کی دہائی کے آخر میں لاہور میں شائع ہوا۔  
۱۹۶۱ء کی دہائی کے آخر میں لاہور میں شائع ہوا۔

۱۹۶۱ء کی دہائی کے آخر میں لاہور میں شائع ہوا۔

۱۹۶۱ء کی دہائی کے آخر میں لاہور میں شائع ہوا۔  
۱۹۶۱ء کی دہائی کے آخر میں لاہور میں شائع ہوا۔







مجلس کا نام "مجلس" ہے جس کو مسلم لیگ کی مختلف کھلی کے پہرہ کر کے اور  
 ایوان میں اس کے میں اہم نکات کو تسلیم کیا۔ چنانچہ حاجی محمد اللہ بدایوں نے ۱۹۷۸ء اور  
 ۱۹۷۹ء اور ۱۹۸۰ء میں قائم شدہ مسلم لیگ کی قراردادیں میں اس جسم کو قابل کیا گیا۔  
 یہ سب سے پہلی تنظیم تھی جس میں مشرقی اور مغربی پاکستان کے وہ رہنما تھے جن کے لئے  
 ملنے کا مطالبہ قابل تھا۔ مولانا یحیٰی نے لوہ لوہ اور دھواں کے ان کے کاروبار کے لئے  
 اصولوں کی کوئی صورت نہ تھی تھی، تاہم وقت آنے لگا کہ بھارت۔ مشرقی اور مغربی اصولوں کو  
 ایک ایک کر کے کیا۔ مولانا "مجلس" نے "قرارداد" کے موقع پر ۱۹۷۰ء میں پہلی بار  
 جاری کیا، "مجلس" کو بھی لیا تھا۔

مجلس ۱۹۷۰ء میں اقبال پارک لاہور میں اگلے دن مسلم لیگ کا بھیس ہو جس مکان  
 ایوان منعقد ہوا جس میں ۳۳ ممبران کو "قرارداد" پاکستان منظور کی گئی تو اس وقت مولانا یحیٰی  
 ایمانہ پارک میں تھے۔ مولانا یحیٰی اور جن کے ساتھیوں نے اسلام آباد کا ۱۹۷۰ء کے  
 اصولوں میں "دینی مہاجد" مسلم لیگ کے "لیڈر" کے "پاکستان کا نظریہ"  
 منعقد کی۔ مولانا یحیٰی اس وقت "مہاجد" مسلم لیگ کے "لیڈر" کے "پاکستان کا نظریہ"  
 اور ایمانہ پارک (۱۹۷۱ء اور ۱۹۷۸ء) کے لئے لڑی ہوئی تھی۔ سر اور ملک اور ملک اور ملک  
 مولانا (۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۵ء) چوہدری علی قلی خان (۱۹۸۹ء اور ۱۹۹۳ء) اور ۱۹۷۰ء اور  
 ایوان مولانا ملک محمود آباد (۱۹۸۳ء اور ۱۹۸۷ء) نے اس کا نظریہ میں شرکت کی۔ ۱۹۷۰ء  
 یحیٰی نے اس کا نظریہ میں "مجلس پاکستان" کا تصور اپنا کر لیا۔ پاکستان کا نقشہ بھی شائع  
 کیا۔ یہ نقشہ اس کا نظریہ کے عقائد سے نہیں۔ اس کی شہر مولانا محمد اور ایمانہ پارک کے "مجلس"  
 کا مجلس "مجلس" اور "مجلس" میں بھی شائع کیا تھا۔

مولانا یحیٰی کی مطلق اور مطلقا پارک اور ایمانہ اور ملک کے اس کا "مجلس"۔  
 پاکستان اور ملک کے "مجلس" اور "مجلس" کے "مجلس" اور "مجلس" کے "مجلس" اور "مجلس"  
 منعقد کر کے تھے۔ اس کے ساتھ ہی مولانا یحیٰی کی کو "مجلس" اور "مجلس" کے "مجلس"  
 اور "مجلس" کے "مجلس" اور "مجلس" کے "مجلس" اور "مجلس" کے "مجلس" اور "مجلس"  
 اور "مجلس" کے "مجلس" اور "مجلس" کے "مجلس" اور "مجلس" کے "مجلس" اور "مجلس"  
 اور "مجلس" کے "مجلس" اور "مجلس" کے "مجلس" اور "مجلس" کے "مجلس" اور "مجلس"



”ہم پاکستان کے اندر ایک ایسی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں  
 جو رنگ، نسل، قومیت، مذہب، علاقیت اور دیگر تعصبات سے پاک  
 ہو۔ اس میں حاکمیت اعلیٰ کا حق ہم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا نہیں  
 رہتا۔ کیونکہ۔۔۔“

سہروردی دیکھتا تھا اس ذات نے یہ حق کو ہے  
 صبر و تحمل سے ایک دہائی باقی نشان قداری  
 حاکمیت مطلقہ اور ملکیت مطلقہ میں ہم ایسا و امانت کے  
 اصول کو تسلیم کر کے ”خلافت اعلیٰ منہاج نبوت“ کا نقشہ دماغ میں  
 رکھتے ہیں۔ سہرا اللہ ”دب الناس سے، ملک الناس سے، والد الناس سے۔“  
 اس لئے پنجاب میں پنجابی کی حکومت، ہندوستان میں ہندوستانی کی  
 حکومت اور پاکستان میں ملحقہ کی حکومت کے تصور کو مسترد کر کے  
 باقی خلافت کے اصول کو اپنے مجاہدہ خطہ پاکستان میں نافذ العمل کرنا  
 چاہتے ہیں۔ سر سگندہ کی یہ بھول ہے کہ پنجاب میں پنجابیوں کی  
 حکومت ہوگی۔ مولانا یوں نے اس کا دماغ غراب کر رکھا ہے۔ وہ نہ  
 جانتا کہ ملت اسلامیہ ہند کا تعلق ہے ہم انگریز کے اس کا۔۔۔ پس  
 وزیراعظم کی مشیت ایک گے سے زیادہ نہیں سمجھتے اور وہ وقت بالکل  
 قریب ہے کہ سوائے قائداعظم کی جوتیوں میں ٹپھنے کے اسے کسی  
 دوسری جگہ چم نہیں ملے گی۔“

اس لئے بعد مولانا یزدانی نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ :  
 ”قمر! دلو پاکستان کی منظورہ بی بیہوشی زندگی میں ایک  
 نئے دست انقلابی ہوتا ہے، تم لوگ پاکستان کی تائید کرنا سے پہلے ان  
 عظمت اور حرکات کا بھی اندازہ کر لو جو تمہارے ہاتھ میں سنگ  
 اگر مل کر دکھات پیدا کر رہا ہے۔ میں اس موقع پر دعوت ”عقی لولی  
 سے ان گیدہ و مجاہدین کا فخر و شہرہ دہی سمجھتا ہوں کہ جب مدینہ طیبہ  
 سے آئے اسے گیارہ عشاق رسول ﷺ نے دعوت کر لی تو ان کے

فاما حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر اپنے  
 رفقاء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "جانتے ہو کہ لا الہ الا اللہ  
 محمد رسول اللہ کا مطلب کیا ہے؟" یہ جن و انس کے لطیف احسان  
 جنگ ہے، تمام دنیا سے لڑائی ہے، کائنات کا، وفاق و انفاق کا، اعلیٰ  
 کمر بستہ ہو جائے گا۔ اگر تم میں سب حقائق کا مقابلہ کرنے کی ہمت  
 رکھتے ہو تو پھر ضرور ہمت کرو، گنہ اپنے آپ کو فریب نہ دے۔" سب  
 نے جواب دیا کہ "ہم خوب سن چکے تھے کہ ہمت کرو سب ہیں ہم ہمت  
 کے بعد سب کچھ قربان کر دیں گے۔"

ہجیم آپ لوگ بھی نظریہ پاکستان سے متعلق ہونے کے  
 بعد ان تمام قربانیوں کے لئے تیار ہو قبے ملک اس قرار کی تائید  
 کہ صورت، مگر نہ اپنے آپ کو، صحر کہ، دور نہ، قدام معظم کو، صحر کہ، دور  
 ہمیں اس صورت کے مقابلہ میں کی ضرورت نہیں ہے، عمل لوگوں کی پاکستان  
 کو ضرورت نہیں، وہ فقیں کی ضرورت نہیں ہے کہ نہ  
 یہ عشق نہیں تھا میں اتنا سمجھ لیتے

آگ کا ادیا ہے لوہے کے جاتا ہے  
 جہاں تک چارے وقت کا تعلق ہے ہم اس پھر سے مجمع میں  
 ہا تک دلی احسان کرتے ہیں کہ ہم قیام پاکستان کیلئے سر و کار کی ہر شے کا  
 ایں گے، جب تک پاکستان نہیں ان چاہا، نہ کسی کی تمام کہ تم  
 راحیں ہو، آرائشیں بجاگ کر ہم سر بہت میدان عمل میں سرگرم  
 عمل رہیں گے۔ نہ غلو جہن سے فیکس کے لہر نہ کسی کو جہن سے فیکس  
 دیں گے۔ اے حاضرین! آپ اسی جذبہ کے تحت قرار دیا پس  
 کریں۔"

اس کی کم، مثل ایک لاکھ کے مجمع نے ہاتھ لہرا کر قرار دیا سی جیہ کی ہر لہر  
 ہائے محنت و وسالت ہر گز۔

سب مولانا لڑائی نظریہ کر رہے تھے تو قدام معظم ہر وقت ان کی طرف متوجہ



ایک پاکستان کے دستور کا رکن، مصنف اور صحافی چوہدری حبیب احمد (۱۹۱۵ء - ۱۹۹۷ء) کے خطوط ہیں۔

"یادِ دل صاحبِ خطبہ استقبالیہ کیلئے بیچ پر جلوہ نما ہوئے،  
 پھر چور جناب، سرخ و سفید چہرہ، سفید لہجے کی شکوہ، سیاہ اچھٹن، وہ بہرہ  
 عظمت اور عظمت سے بالا بل تو از، نکو اور نازک باریک موٹھیں، بال  
 انگریزی میں جو جہاں، جہاں، حسن و رعنائی کا مجسمہ جب اپنے خلوص و  
 ایمان، ایمان کی اور جان سپردگی کے پتہ بندوں کو نمایاں کر رہا تھا اور  
 ہر ان کی کوئی نہ کی کی کو پیدا کر نے کی یقین و ہدایت کے ساتھ ساتھ اپنا  
 عشق اور اپنی فکر بخش رہا تھا، اور ہر گون کے دلوں کو احساس ملی سے  
 گرہ لگان کی ذمہ داریوں سے ان کو باخبر کر رہا تھا تو قائد اعظم کی نگاہیں  
 بدایاں پر شکوہ چہرے اور بیکر حزم و استقلال کی طرف اٹھیں رہیں۔  
 ان کی خوش ایمان و مسرت سے قائد اعظم کے ہفت گھنٹہ اور مہینہ و مدیر  
 سرخ و سیاہ انداز خوشی و مسرت کی حسین نگہیں میں اٹھیں اور انہوں  
 نے جسمِ انداز پر، قہار لہجہ میں ارشاد فرمایا کہ:

"میں قوم کے پاس عبدالستار خاں نیازی جیسے چکر ان یقین و  
 صداقت ہوں اس کے پاکستان کو کون روک سکتا ہے۔" یہ ایک عظیم  
 المرتبت شخصیت کی طرف سے عظیم اعتراف و خراج تھا۔

اس موقع پر ۱۹۴۷ء نیازی نے مسلم لیگ کا پیغام دیات اور دور افتادہ مقامات تک  
 پہنچانے کے لئے "پاکستان رول پرائیٹنڈ کمپنی" کے قیام کی تجویز پیش کی۔ مولانا نیازی کو  
 اس کمپنی کا سربراہ بنایا گیا۔ قائد اعظم کی زیرِ عداوت اس کمپنی کے قیام کا ریزہ لیشن پاس  
 ہوا۔ یہ اعلان ۲۸ نومبر ۱۹۴۱ء کو منعقد ہوا۔ یکم مارچ ۱۹۴۱ء کو قائد اعظم نے  
 لوہے والوں کو پیغام دیا۔ "MARCH ON" (آگے بڑھو)۔

۱۹۴۱ء میں دہلی عالمگیری جنگ کے دوران ہندوستان کے لیڈروں اور  
 تمام کانگریس لیڈروں کے لئے ایک "نیشنل یونیٹس کمیٹی" تشکیل  
 دی گئی۔ اس کمیٹی کے دوران جنگ تعاون کے لئے ہندو کانگریس کا یہ سرور تھا کہ

”ہندوستان چھوڑ دو۔“ جب کہ قائد اعظم کا غم و یہ قہار۔ ”مبارک اللہ کا گھر میں سے ہے۔“  
 اگر کے ملک چھوڑنے کی بجائے آپ دس کروڑ مسلمانوں کے حق و غور اور اہمیت کو تسلیم کرتے  
 ہوئے پہلے ملک کو تقسیم کر۔ پھر چھوڑ دو۔“

### (FIRST DEVIDE AND THEN QUIT)

انگریز حکومت نے ہندوستانی مائی اور اسے قائد کی تاکید و حمایت حاصل کرنے  
 کے لئے ”نیشنل ڈیفینس کونسل“ قائم کر کے سر سکندر دیاپال خاں (۱۸۶۲ء-۱۹۳۳ء)  
 وزیر اعظم پنجاب، مولوی اس کے فضل الحق (۱۸۷۳ء-۱۹۶۲ء) وزیر اعظم کابل،  
 سعد اللہ خاں (۱۸۸۶ء-۱۹۵۵ء) وزیر اعظم آسام، سر سلطان احمد (۱۸۸۰ء-۱۹۶۳ء)  
 ممبر ورکنگ کمیٹی آل انڈیا مسلم لیگ اور تنیم جہاں آرا شاہنواز (۱۸۹۶ء-۱۹۷۹ء) کو سر  
 نامزد کیا۔ ”نیشنل ڈیفینس کونسل“ کا قیام برادر اور است قائد اعظم کے موقف سے انحراف  
 تھا، اخوات تھی، اندازی تھی۔ اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ حضرت قائد اعظم کی ہر وہ  
 رائے بغیر غالب مسلم اکثریت کے اصولوں سے حکومت نے سرور آور وہ لوگوں کو اپنے حق  
 کر لیا ہے۔

صوبہ پنجاب مسلم لیگ، سر سکندر کی پارٹی میں تھی اور وہ سہی تنظیمیں اجاگر اور  
 اور سرمایہ داران کے زبرد اثر تھے۔ بدیں و بد سے کسی طرف سے بھی حضرت قائد اعظم کی  
 تاکید و حمایت میں آواز بلند نہ ہوئی۔ حالانکہ یہ صرف قائد اعظم کی ذات کا مسئلہ نہیں تھا بلکہ  
 دس کروڑ مسلمانوں کی عزت و قرار اور غیرت کو چیلنج کیا گیا تھا۔ جب ہر طرف سے ناامنی  
 کی فضا قائم ہو گئی تو آل پاکستان رورل پروپیگنڈا کمیٹی کے نوجوان جہان بقول خیمہ صفت

دیوانہ باگفتارم فرزانہ یا گروہم

از باد و شوق تو بشیادم و مستم من

مولانا نیازی کی قیادت میں آگے بڑھے اور حضرت قائد اعظم کے موقف کی  
 تاکید و حمایت میں سارے صوبے میں جلسوں اور کانفرنسوں کی سرکار کو دلی۔ ۱۹۴۰ء میں  
 سکندر حیات کا جنازہ نکال دیا گیا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ان نوجوانوں کو جتنے میں ملک  
 جلسے کی ممانعت کر رہے تھے۔ جس وقت سے جلسے میں آج کے قیام تھے۔ مولانا نیازی نے جہاں  
 کہ میں نے خود ایک شخصیت پر ۱۹۴۰ء چلنے لگے کہ جس کی ممانعت کی ضرورت کو سمجھ کر

اسلام آباد کے اس علاقے میں واقع (پہلی ٹھکانہ آباد) میں ایک عمارت  
موجود ہے جو ایک عمارت ہے۔ اس عمارت میں ایک بڑا کمرہ ہے جس میں  
ایک عمارت ہے۔ اس عمارت میں ایک بڑا کمرہ ہے جس میں  
ایک عمارت ہے۔ اس عمارت میں ایک بڑا کمرہ ہے جس میں  
ایک عمارت ہے۔ اس عمارت میں ایک بڑا کمرہ ہے جس میں  
ایک عمارت ہے۔ اس عمارت میں ایک بڑا کمرہ ہے جس میں

[illegible]

۱۔ عید، ایسا دن ہے کہ اس کے روزے اور صومہ پڑاں سے "مسلم ایک عید" ہے۔  
 ۲۔ انکار و انکار کا "مسلم" عید کے ایک دن کے لئے تو عید عید ہے۔  
 ۳۔ ایک دن کے لئے، یہاں تک کہ "مسلم" سے پہلے لیں گے۔

[illegible]

[illegible]

خدا کا نام سے لکھا ہوں ایسے خطوں میں

میں نے کہا : آج سے تم میرے ہیں

[illegible]



[illegible]

"YOU YOUNG MEN ARE DOING A GREAT WORK.  
I AM WITH YOU. YOU WILL SUCCEED ULTIMATELY.  
AMINAH ALLAH.

پیشانی کے سرکل اور اسٹیشنوں کے علاقے

اسی طرح ان امور کے واقعات کا ذکر اس کتاب میں کیا گیا ہے کہ ان  
کی ثابت ہو جائے کہ انھیں کے خلاف دینی امور کے ساتھ یہ بیگانہ ہو جائے کہ ان  
میں سے ایک نے تو یہاں تک کہ وہ ان کے ساتھ جو کچھ ایک جاگتا ہے کہ وہ  
پس اس کے ساتھ وہ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ  
ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ

[illegible]

سے سارے بن کے قلب، تھر تو گرہا۔ مرنے والی سی کے اس خطاب کے بارے میں یہ فیہر  
سنگھ اپنی سرکاری لکھتے ہیں

”یہ وہی صاحب محبوبی نفسیات کو خوب سمجھتے تھے۔ خود  
طویل القامت اور لمبے عمر۔ اور بخاری۔ بھارت میں کھن گرن، الفاظ  
جہانگیر، ہر خوف کو پناہ کے پیلے، گیدتے اور ہر مصلحت کو لحاظ  
ماتے اور یہاں تک نظر آتی۔ لڑائی کا۔ لیس اقدار ان قدر مسکمی  
سنگھ، حیات و بعد عمر حیات قوم کھو، انکس و او۔ ”ایسے وہاں الفاظ  
اسی پہلے میں ہم نے ان کی زبان سے سنے۔“ (آدھارت سماج)  
(۳۵، ۳۸)

نیکس احمد کے گروہ میں یہ استان کے حق میں یہ پہلا جبرہ تھا جسے منفقہ کر لینی  
جرات ہو گئی۔ اس کا تھو۔ اس کا ہرے سے وہاں امیدات کی قوت پر کا مشاثر ہوا۔  
اور کما اعظم کو دیکھو، انہوں نے طرف سے اس مضمون کے ہر، لیے گئے

EXPEL SAKANDAR. FINISH THE TRAI-  
TOR. KILL THE WEATHER COCK. DO  
AWAY THE JUDAS. BURY THE MIR JAF-  
FAR OF THE PUJAB.

”سنگھ کو نکال، اور نادر کو نیست و نابود کرو۔ اس سرخ پلا تھا  
کو قتل کرو، اس سے اور اس کے بیٹوں کو نکال دیکھو۔ پنجاب کے اس میر  
اعظم کو اور نیکل کو قتل کرو۔“

مورخانیہ کی ان سرگرمیوں سے سرسنگھارنی فیض حرام ہو گئی اور اس  
نے ایک واقعہ پر نیچری مطالبہ کو رسم کرنے کی کوشش کی۔ حق کو فوری طور پر ”مکمل و صحت  
مداہم“ کا وہ اصل اور ایک مقرر کرنے کو بعد میں باقاعدہ و سولہ۔ اس میں بیٹے کی کوشش کی  
اور میر استولی محمود نے وہاں کو، آپ بھی پیش کرنے چاہے مگر آپ نے وہاں بیٹوں کو  
پاسے تھا سے ظہر اور سرسنگھار کے غلاموں، اس سے کہہ کر اور دیکھو۔





تھیں کی عمر مولانا یحییٰ نے یہ پیشکش پائے استحقاق سے ٹھکرا دی اور کہا کہ مجھے اور مجھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو گا۔ قائد اعظم کے حکم سے میدان میں اترا ہوں۔ جب تک سرسکندر حیات، قائد اعظم سے معافی نہیں مانگے گا اور "نیشنل ڈیفینس کونسل" سے استعفیٰ نہیں دے گا، اور لی جگہ جاری رہے گی۔

مولانا یحییٰ نے اپنی انتہائی مصمّم شروع کر دی اور ہر جلسے کی کارروائی قائد اعظم کو پہنچا کر شروع ہو گئی۔ چنانچہ سرسکندر گھبرا اٹھا اور پھر گورنر ہمسٹی کے ذریعے اس کا یہ موقف بھی مسٹر ہونگیا کہ اتے حیثیت "چیف مسلم" نہیں بلکہ حیثیت وزیر اعظم، "ڈیفینس کونسل" میں لیا گیا ہے کیونکہ واسرے کے خط نے اس حقیقت کو واضح کاف کر دیا کہ اس کو عزت دیا گیا، قائد اعظم نے بھی حیثیت "چیف مسلم" لیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مولانا نیازی اور ان کے ساتھیوں کی لاج رکھ لی۔ سرسکندر حیات نے ۲۴ اگست ۱۹۳۱ء کو "آل انڈیا مسلم لیگ" میں "کمٹی" کے اجلاس منعقدہ ہمسٹی میں "نیشنل ڈیفینس کونسل" سے استعفیٰ دے دیا اور قائد اعظم سے معافی مانگ لی۔

اس کے بعد مولانا نیازی نے اپنی دستبرداری کا اعلان کر دیا۔ دستبرداری کے بعد میاں امیر الدین نے دوبارہ اسے سعید انور کو مولانا نیازی کے پاس بھیجا اور پیشکش کی کہ ضمنی انتخاب کے سلسلے میں آپ کا جو خرچ ہوا ہے، وہ ہم دینے کو تیار ہیں۔ بیس پچیس ہزار تک دینے کو تیار ہیں۔ مولانا نیازی نے اس کے جواب میں کہا:

"ہمارا انتخاب کیلئے کھڑا ہونا کسی ذاتی غرض، مفاد یا لالچ کے لئے نہیں تھا بلکہ ہم یہ چاہتے تھے کہ سرسکندر، قائد اعظم کا وفادار بن جائے اور اس کے مذہب و مسلانوں کے موقف سے آگاہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ ہم نے جو خرچ کیا ہے، اسے فیہرست اور ذاتی کردار کی استقامت کی خاطر کیا ہے، ہم اس کا اجر کسی سے نہیں لیتے۔ غرض کی اس کی کا شوق اور دلولہ تھا جو ہم نے چاہا تھا۔"

اس ضمنی انتخاب میں سرسکندر حیات خاں کو قائد اعظم کی قیادت و سیادت تسلیم کرنے پر مجبور کرنے کے بعد مولانا نیازی اور ان کے ساتھیوں نے قائد اعظم سے دستبرداری

حاصل کرنا چاہتے تھے کہ اب ہمارا لاکھ عمل کیا ہوا چاہئے۔ چند خطبہ کے چہارے بعد حضرت قائد اعظمؒ نے مولانا نیازی کو گھٹاکہ۔ یہ بات خطبہ کے ذریعے نہیں ہو سکتی۔ آپ لوگ میرے پاس آئیں، بالمشافہ گفتگو ہو گی۔

چنانچہ ستمبر اکتوبر ۱۹۴۱ء میں مولانا نیازی اور مولانا محمد امجد علی صاحبی، راجی میں ان کی رہائش گاہ ۱۰ اور ٹک زب روڈ پر حاضر ہوئے۔ انہوں نے لاہور کے ضلعی احتساب کے سلسلہ میں دونوں کو مبارکباد دی اور فرمایا:

”نوجوانو! تم بہت بڑی قوت ہو۔ یہ تمہاری کامیابی ہے۔

میری کامیابی تمہاری وجہ سے ہے۔ مجھے تم پر فخر ہے۔“

دونوں حضرات نے ان کا شکریہ ادا کیا اور آئندہ کامیابی کے لیے دعا کی۔

”آپ لوگ مسلم لیگ کو مقبول بنا میں۔“

۱۹۴۲ء میں مولانا نیازی، ضلعی مسلم لیگ میانہ والی کے دوبارہ صدر منتخب ہو گئے اور

ساتھ ہی ساتھ انہیں ”صوبائی کونسل“ اور ”آل انڈیا مسلم لیگ“ کے رکن بھی چن لیا گیا۔ اب

آپ نے اپنا تمام وقت مسلم لیگ کیلئے وقف کر دیا۔ اسی سال مولانا نیازی ضلعی صدر ترقی

”اقبال ڈسٹرکٹ“ حضرت قائد اعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ”یوم اقبال“ کی

صدارت کے لئے دعوت دی۔ قائد اعظمؒ پہلے سے بعض مقامات پر اپنے دورے کا پورا کرنا

طے کر چکے تھے، اس لئے معذرت کی۔ البتہ ”اقبال ڈسٹرکٹ“ کے لئے ایک مجلس پیغام رسائی

کرنے کا وعدہ فرمایا جو بعد میں انہوں نے پورا بھی کیا۔

اس پیغام کا خلاصہ کچھ یوں ہے:

”علامہ اقبالؒ برصغیر میں مسلمانوں کے استقلال اور عروج

کے لئے متحدہ ہو م لینڈ کا مطالبہ اپنے ”خطبہ ارکان“ میں فرماتے

ہیں۔ ہم نے ”اقبال ڈسٹرکٹ“ کے موقع پر یہ فیصلہ کرنا ہے کہ اسلامی

نظام حیات کو برپا کرنے کے لئے قوت عمل سے جلد از جلد وہ خطبہ

رضی حاصل کر لیں۔ اقبالیت کے مزاج کا ترجمان ہے اور لو جو انہوں

کو سرگرم عمل دیکھنا چاہتا ہے۔ میں اپنے خواب کی تعبیر کیلئے مصر، دی

کارہوں اور ہر مسلمان کو اس پاکیزہ مقصد کے حصول کے لئے ہر ممکن

تہذیب و تمدن کے بارے میں

۱۸۷۱ء میں لندن میں منعقد ہونے والی عالمی کانفرنس میں  
میں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں مختلف ممالک کے  
مستوفیوں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں میں نے

۱۸۷۱ء میں لندن میں منعقد ہونے والی عالمی کانفرنس میں  
میں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں مختلف ممالک کے  
مستوفیوں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں میں نے  
۱۸۷۱ء میں لندن میں منعقد ہونے والی عالمی کانفرنس میں  
میں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں مختلف ممالک کے  
مستوفیوں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں میں نے

۱۸۷۱ء میں لندن میں منعقد ہونے والی عالمی کانفرنس میں  
میں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں مختلف ممالک کے  
مستوفیوں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں میں نے  
۱۸۷۱ء میں لندن میں منعقد ہونے والی عالمی کانفرنس میں  
میں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں مختلف ممالک کے  
مستوفیوں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں میں نے

۱۸۷۱ء میں لندن میں منعقد ہونے والی عالمی کانفرنس میں  
میں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں مختلف ممالک کے  
مستوفیوں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں میں نے  
۱۸۷۱ء میں لندن میں منعقد ہونے والی عالمی کانفرنس میں  
میں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں مختلف ممالک کے  
مستوفیوں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں میں نے















۱۲۰ / حضرت امام علی (علیه السلام) و حضرت امام حسن (علیه السلام)

At a new Market & the 1st

ایک اور نوجوان لڑکا جس کا نام ہے محمد علی

وہی لکھائی ہے۔

محمد بن عبد الله بن محمد بن علي

میری دعا ہے کہ آپ کی زندگی خوش ہو۔

بسم الله الرحمن الرحيم

میں نے اس کو بھی اس طرح (کے) جانے دیا۔

مجلسه ۱۴۴۴

الحمد لله الذي جعل في كل شيء حكمة

فہرست کتب و رسائل

*[Faint handwritten notes at the bottom of the page]*

1954

2000-2001

1. 2. 3. 4. 5. 6. 7. 8. 9. 10. 11. 12. 13. 14. 15. 16. 17. 18. 19. 20. 21. 22. 23. 24. 25. 26. 27. 28. 29. 30. 31. 32. 33. 34. 35. 36. 37. 38. 39. 40. 41. 42. 43. 44. 45. 46. 47. 48. 49. 50. 51. 52. 53. 54. 55. 56. 57. 58. 59. 60. 61. 62. 63. 64. 65. 66. 67. 68. 69. 70. 71. 72. 73. 74. 75. 76. 77. 78. 79. 80. 81. 82. 83. 84. 85. 86. 87. 88. 89. 90. 91. 92. 93. 94. 95. 96. 97. 98. 99. 100. 101. 102. 103. 104. 105. 106. 107. 108. 109. 110. 111. 112. 113. 114. 115. 116. 117. 118. 119. 120. 121. 122. 123. 124. 125. 126. 127. 128. 129. 130. 131. 132. 133. 134. 135. 136. 137. 138. 139. 140. 141. 142. 143. 144. 145. 146. 147. 148. 149. 150. 151. 152. 153. 154. 155. 156. 157. 158. 159. 160. 161. 162. 163. 164. 165. 166. 167. 168. 169. 170. 171. 172. 173. 174. 175. 176. 177. 178. 179. 180. 181. 182. 183. 184. 185. 186. 187. 188. 189. 190. 191. 192. 193. 194. 195. 196. 197. 198. 199. 200. 201. 202. 203. 204. 205. 206. 207. 208. 209. 210. 211. 212. 213. 214. 215. 216. 217. 218. 219. 220. 221. 222. 223. 224. 225. 226. 227. 228. 229. 230. 231. 232. 233. 234. 235. 236. 237. 238. 239. 240. 241. 242. 243. 244. 245. 246. 247. 248. 249. 250. 251. 252. 253. 254. 255. 256. 257. 258. 259. 260. 261. 262. 263. 264. 265. 266. 267. 268. 269. 270. 271. 272. 273. 274. 275. 276. 277. 278. 279. 280. 281. 282. 283. 284. 285. 286. 287. 288. 289. 290. 291. 292. 293. 294. 295. 296. 297. 298. 299. 300. 301. 302. 303. 304. 305. 306. 307. 308. 309. 310. 311. 312. 313. 314. 315. 316. 317. 318. 319. 320. 321. 322. 323. 324. 325. 326. 327. 328. 329. 330. 331. 332. 333. 334. 335. 336. 337. 338. 339. 340. 341. 342. 343. 344. 345. 346. 347. 348. 349. 350. 351. 352. 353. 354. 355. 356. 357. 358. 359. 360. 361. 362. 363. 364. 365. 366. 367. 368. 369. 370. 371. 372. 373. 374. 375. 376. 377. 378. 379. 380. 381. 382. 383. 384. 385. 386. 387. 388. 389. 390. 391. 392. 393. 394. 395. 396. 397. 398. 399. 400. 401. 402. 403. 404. 405. 406. 407. 408. 409. 410. 411. 412. 413. 414. 415. 416. 417. 418. 419. 420. 421. 422. 423. 424. 425. 426. 427. 428. 429. 430. 431. 432. 433. 434. 435. 436. 437. 438. 439. 440. 441. 442. 443. 444. 445. 446. 447. 448. 449. 450. 451. 452. 453. 454. 455. 456. 457. 458. 459. 460. 461. 462. 463. 464. 465. 466. 467. 468. 469. 470. 471. 472. 473. 474. 475. 476. 477. 478. 479. 480. 481. 482. 483. 484. 485. 486. 487. 488. 489. 490. 491. 492. 493. 494. 495. 496. 497. 498. 499. 500. 501. 502. 503. 504. 505. 506. 507. 508. 509. 510. 511. 512. 513. 514. 515. 516. 517. 518. 519. 520. 521. 522. 523. 524. 525. 526. 527. 528. 529. 530. 531. 532. 533. 534. 535. 536. 537. 538. 539. 540. 541. 542. 543. 544. 545. 546. 547. 548. 549. 550. 551. 552. 553. 554. 555. 556. 557. 558. 559. 560. 561. 562. 563. 564. 565. 566. 567. 568. 569. 570. 571. 572. 573. 574. 575. 576. 577. 578. 579. 580. 581. 582. 583. 584. 585. 586. 587. 588. 589. 590. 591. 592. 593. 594. 595. 596. 597. 598. 599. 600. 601. 602. 603. 604. 605. 606. 607. 608. 609. 610. 611. 612. 613. 614. 615. 616. 617. 618. 619. 620. 621. 622. 623. 624. 625. 626. 627. 628. 629. 630. 631. 632. 633. 634. 635. 636. 637. 638. 639. 640. 641. 642. 643. 644. 645. 646. 647. 648. 649. 650. 651. 652. 653. 654. 655. 656. 657. 658. 659. 660. 661. 662. 663. 664. 665. 666. 667. 668. 669. 670. 671. 672. 673. 674. 675. 676. 677. 678. 679. 680. 681. 682. 683. 684. 685. 686. 687. 688. 689. 690. 691. 692. 693. 694. 695. 696. 697. 698. 699. 700. 701. 702. 703. 704. 705. 706. 707. 708. 709. 710. 711. 712. 713. 714. 715. 716. 717. 718. 719. 720. 721. 722. 723. 724. 725. 726. 727. 728. 729. 730. 731. 732. 733. 734. 735. 736. 737. 738. 739. 740. 741. 742. 743. 744. 745. 746. 747. 748. 749. 750. 751. 752. 753. 754. 755. 756. 757. 758. 759. 760. 761. 762. 763. 764. 765. 766. 767. 768. 769. 770. 771. 772. 773. 774. 775. 776. 777. 778. 779. 780. 781. 782. 783. 784. 785. 786. 787. 788. 789. 790. 791. 792. 793. 794. 795. 796. 797. 798. 799. 800. 801. 802. 803. 804. 805. 806. 807. 808. 809. 810. 811. 812. 813. 814. 815. 816. 817. 818. 819. 820. 821. 822. 823. 824. 825. 826. 827. 828. 829. 830. 831. 832. 833. 834. 835. 836. 837. 838. 839. 840. 84

1997-1998

2000-01-01

سید کاو بیچر علی رضا خان صاحب

[illegible]

یہ ساری باتیں اس کی طرف سے لکھی گئی ہیں۔

4-10-1964

1750-1759

کتابخانه ملی افغانستان

۱۳۳۴ هجری قمری مطابق ۱۹۵۵ میلادی

امروز در کلاس درس با هم صحبت کردیم

[illegible]

یہاں پر ایک اور بات یاد رکھنی چاہیے کہ اگرچہ اس کتاب کا مقصد صرف قرآن مجید کی تفسیر ہے مگر اس میں بعض مقامات پر حدیث و روایات بھی دی گئی ہیں۔

[illegible]

المؤلف: د. محمد عبد الحليم

عالمی نامہ

(فہم) سہ ماہی لایا، مقررہ حد تک

بسم الله الرحمن الرحيم

الحسين بن علي بن أبي طالب (ع) في سنة ١١٣ هـ.

(۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

فلان ابن صلتانی و مستکی و معیار  
و ضامن الله عند العظمی کا نام  
شرکت کیا و نہ الکرہ اصرحت و اما  
بالک التسلط علی ...  
۱۵۹، ۱۶۰

[illegible]



رہے۔ اس میں کہا گیا کہ ہندوستان میں تین گروپ بنائے جائیں گے۔

اسے گروپ ۱: اس میں ہندو اکثریت والے صوبے شامل ہوں گے۔

۲: گروپ ۲: اس میں مسلم اکثریت والے صوبے شامل ہوں گے۔ (اس میں وہ علاقے تھے جو بعد میں مغربی پاکستان میں شامل ہوئے)۔

۳: گروپ ۳: اس میں آسام اور نکال وغیرہ کو شامل کیا جانا تھا۔

تسکیم یہ تھی کہ ان تینوں گروپوں کی الگ الگ حکومتیں قائم کی جائیں اور ان تینوں کو طاقتور ایک "یونین گورنمنٹ" بنائی جائے گی۔ اور خارجہ، فنانس اور دفاع و مواصلات کے سببقتی تمام اختیارات ان گروپوں کو دیئے جائیں گے۔ تسکیم میں یہ بات بھی شامل تھی کہ یہ گروپ دس سال تک برقرار رہیں گے۔ دس سال تک کوئی صوبہ اس یونین سے الگ نہیں ہو سکتا۔ "یونین گورنمنٹ" میں کانگریس اور مسلم لیگ کے علاوہ اقلیتوں کی بھی نمائندگی ہو گی۔ پروگرام یہ تھا کہ کوئی ایسا مسئلہ جس کا تعلق خاص طور پر مسلمانوں سے ہو یا انہیں متاثر کرے، "مسلم اکثریت" طے کرے گی۔ اسی طرح ہندوؤں سے متعلق مسئلے کو یونین میں "ہندو اکثریت" طے کرے گی۔ اس کو ہندوؤں نے سمجھا کہ یہ ایک لحاظ سے دینی ہے۔ اس تسکیم کے ساتھ انگریزوں نے شرط رکھی کہ جو فریق اس تسکیم کو قبول کرے گا، حکومت اسے عمل کر دی جائے گی۔ اس پر غور کرنے کے لئے امپریل ہونٹ دہلی میں ۱۹۴۶ء کو قائم اعظم نے آل انڈیا مسلم لیگ کو نسل کا اجلاس طلب کیا۔

مولانا نیازی ویرے سے پہلے تھے لہذا سیدھے جلسہ گاہ میں چلے گئے اور ایک چٹ کے ذریعے حضرت قائد اعظم (جو صدر جلسہ تھے) سے تقریر کرنے کی اجازت طلب کی۔ انہوں نے فوراً بلایا۔ آپ نے تسکیم کی مذکور مخالفت کی اور کہا:

"اگر کابینہ مشن پلان" منظور کر لیا جائے اور تین گروپوں کی تجویز کو قبول کر لیا جائے، تو پاکستان کے قیام کا مطالبہ دس سال کے لئے ملتوی ہو جائے گا۔ دوسرے اگر اس گروپنگ کو مان لیا جائے تو جداگانہ قومیت کا تصور جو ہم لے کر آئے ہیں، دس سال کے اندر اسے اپنی طرح نقصان پہنچے گا۔ تیسرے پنجاب، سندھ، سرحد اور نکال میں کسی جگہ بھی مذہبی مضبوط وزارت نہیں بن سکے گی۔ کیونکہ مسلمان

ان علاقوں میں زیادہ سے زیادہ ۶۸ فیصد ملے ہیں۔ پنجاب میں ہم ۵۶ فیصد ہیں اور سندھ میں اس سے ذرا زیادہ ہیں۔

جب ہم اس گروپنگ میں آئیں گے تو ”سلی“ اور ”سی“ گروپوں میں بھی ہماری حکومت کے قیام سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ اس میں تو ہندو واضح اکثریت رکھتے ہیں۔ پھر یہ کہ دفاع، مواصلات اور خزانہ کے امور یونین کورنٹس کے پاس رہیں گے۔ اس طرح وہ ہم پر حاوی ہو جائیں گے، جس سے آہستہ آہستہ پاکستان کا تصور غارت ہو جائے گا۔“

ستم ظریفی دیکھئے کہ دو ٹنگ پر ساڑھے چھ سو کے پاس میں مشکل مول سترہ آدمی مولانا نیازی کے ہمواعین سکے۔ مولانا نیازی کے بعد سید الاحرار مولانا حسرت موہانی (۱۸۷۸ء تا ۱۹۵۱ء) نے تقریر کی اور انہوں نے بھی اس سکیم کی مخالفت کی مگر پاس کو وہ بھی قائل نہ کر سکے۔ سکیم کے خلاف بدستور وہی مولانا سترہ لاکھین رہے۔ چنانچہ یہ سکیم مسلم لیگ کی جانب سے بھاری اکثریت سے منظور کر لی گئی۔

یہ سکیم صرف اس لئے قبول کر لی گئی تھی کہ اکثریت کے خیال میں ”سلی“ اور ”سی“ گروپ عملاً پاکستان بن گئے تھے اور دس سال کے اندر مسلمان اس پاکستان کو قبول کر سکتے تھے چنانچہ ان کے دلائل کے حق میں فضا سازگار ہوئی اور ”کیبنٹ مشن پلان“ قبول کر لیا گیا۔

اجلاس کے بعد کچھ لوگ قائد اعظم سے ملے اور استفسار کیا کہ آپ کے پاس مولانا نیازی کی ان دلیلوں کا کوئی جواب ہے جو انہوں نے مخالفت میں دی ہیں؟ قائد اعظم نے فرمایا: ”کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہر بات میں ہی مسترد کر دوں؟ کانگریس خود اسے مسترد کر دے گی۔“

چنانچہ واقعی کانگریس نے اس پلان کو مسترد کر دیا اور اس طرح حضرت قائد اعظم کی اہمیت کی دھاک بٹھ گئی۔ انگریزوں نے اس سکیم کو پیش کرتے ہوئے شرط رکھی تھی کہ جو فریق (کانگریس اور مسلم لیگ میں سے) اسے تسلیم کرے گا اسے اقتدار منتقل کر دیا جائے گا۔ عبوری حکومت بھی وہی فریق بنائے گا۔ مگر جب مسلم لیگ نے اس سکیم کو مان لیا تو

کاغذوں کے سیکم کے وہ سرتے جسے یعنی یہ زمین میں اختیارات کی تقسیم اس طرح ہوتی کہ مسلمان کی اکثریت ان سے حصہ صی تعلق کے معاملات میں فیصلہ کن حیثیت رکھے گی اور ایسے اس کا ریٹ قرار دیا اور اسے مسترد کر دیا۔ اور انگریز باوجود پیش کش کے بد عمدہی پر اتر آیا اور قائد اعظم سے کٹا ٹرو کر دیا کہ آپ سروسے ملیں۔ اس پر قائد اعظم نے کہا کہ ہم سروسے کیوں نہیں اصرار کون ہے؟ تم اپنا وعدہ پورا کرو، تم لوگوں نے ہمیں دھوکہ دیا ہے۔ پتا چھوے قائد اعظم نے ساری سیکم مسترد کرتے ہوئے ۲۹ جولائی ۱۹۴۶ء کو "راست اقدام (DIRECT ACTION) کا فیصلہ کیا اور قومی خدام سے فعال جدوجہد کا مطالبہ کیا۔

۱۰ اگست ۱۹۴۶ء نے اس فیصلہ کی اہمیت کے پیش نظر اسلامیہ کالج لاہور میں بحیثیت "صدر شعبہ اسلامیات" اپنی مصروفیات کو خیر باد کہہ دیا اور ہمہ تن "راست اقدام" کی سرگرمیوں کیلئے وقت ہو گئے۔ پروگرام تیار کیا اور فضا ساز مگر کی۔ ۱۹۴۶ء اسی کش مکش میں گزرا کہ اسی زمانے میں پنجاب میں "مولانا فاضل کی تحریک" چل رہی تھی جس سے پریشان ہو کر حکومت نے جنوری ۱۹۴۷ء میں "مسلم لیگ نیشنل کارڈز" پر پابندی لگا دی اور "پبلک سٹیٹنٹ ایکٹ" نافذ کر دیا گیا۔ اور پنجاب پر انڈیشنل مسلم لیگ کے دفتر (رائل پارک) کی چھائی کی گئی۔

۲۳/۲۵ جنوری ۱۹۴۷ء کی درمیانی رات جب پولیس مسلم لیگ کے دفتر کی چھائی کیلئے "رائل پارک" میں دوڑ دوڑا لاہور "میں آئی تو مولانا نیاز ایمل اے ہونے کی حیثیت سے اس وقت "ہیتلر ہاؤس" میں قیام پذیر تھے۔ جب پولیس نے تلاشی کی غرض سے دفتر چھاپا اور وہاں افکار الدین (۱۹۰۷ء-۱۹۶۲ء) دفتر کے آگے کھڑے ہو گئے اور کہا کہ میں تلاشی نہیں لینے والوں گا۔ انہیں پولیس نے گرفتار کر لیا۔ اسی طرح نواب افتخار حسین (۱۹۰۶ء-۱۹۶۹ء) قلم شاہ نواز (۱۸۹۶ء-۱۹۷۹ء) میاں ممتاز خاں (۱۹۰۷ء-۱۹۷۹ء) (۱۹۱۲ء-۱۹۹۸ء) نے مزاحمت کی اور ان سب کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔

ان گرفتاریوں پر ۲۵ جنوری ۱۹۴۷ء کو لاہور میں "تحریک مولانا فاضل" شروع ہوئی۔ مسلم لیگ نیشنل پارٹی کا صدر مولانا نیاز ایمل نے اس سے خطاب کیا۔



صادق حسن امرتسری ایم ایل اے (۱۸۸۷ء-۱۹۵۹ء) باب صدر پنجاب مسلم لیگ نے تجویز پیش کی کہ ہر روز پانچ ایم ایل اے وفد ۱۲۳ اسمبلی ایکٹ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گرفتاری پیش کریں۔ کل ۸۵ ایم ایل اے ہیں، لہذا اسے وہ ان اس طرح کام میں جتا ہے۔ مولانا نیازی نے اس تجویز سے اختلاف کیا کہ ”مولانا پانچ گرفتاریاں دینے سے اسی بھی تحریکیں چلی ہیں؟ یہ تو پچاس ہزار کا جلوس ہو تب تحریک چلے گی ورنہ سب کے سب جیل جائیں گے اور جماعت کا خاتمہ ہو جائے گا۔“

شیخ صادق حسن (۱۸۸۷ء-۱۹۵۹ء) نے عیثیت قائم مقام صوبائی صدر، پنجاب تحریک کی قیادت کی اور گرفتار ہوئے۔ ان کی جگہ میاں عبد الباری (۱۸۹۵ء-۱۹۹۸ء) نے قیادت سنبھالی اور برکت علی اسلامیہ ہال لاہور میں جلسہ کیا جہاں پولیس نے اٹلک آواز گیس پھینک کر لوٹوں کو منتشر کر دیا۔ میاں عبد الباری نے مولانا نیازی سے کہا کہ آج رات میں تو گرفتار ہو جاؤں گا۔ میرے بعد تم پارٹی ڈپٹی (احکام جاری کر لے)۔ انہوں نے باقاعدہ تحریری طور پر مولانا نیازی کی ہمزوگی کی۔ ڈپٹی خود خود صدر کے فرائض بھی ادا کرتا تھا۔ اس طرح میاں عبد الباری کے بعد مولانا نیازی نے کام سنبھالا اور گرفتار کیا۔ پنجاب مسلم لیگ کے پاس اس وقت کل سات سو پچھتر مولانا نیازی نے وقت سے لکھا لیا۔ کانچ کے طلباء کو بلا کر انہیں اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ اور سارے صوبے میں حق سے کام لینے کا پروگرام مرتب کیا۔

مولانا نیازی سے پہلے سول نافرمانی کا طریق کار یہ تھا کہ ڈپٹی پانچ نمبر ان اسمبلی کو لے کر سڑک پر باہر آتا تھا اور سیٹھی ایکٹ کے خلاف نعرے لگا کر اپنا آپ کو سمجھا دیتا تھا مگر قاری کے لئے پیش کر دیتا تھا۔ مولانا نیازی نے اس طریق کار کو تبدیل کر دیا۔ انہوں نے طلباء کو سمجھایا کہ:

”آپ نے تحریک چلائی ہے، جلوس نکالنے ہیں، گرفتاریاں پیش کرتی ہیں۔ لا الہ الا اللہ کا ورد کرتے جائیں، سلوگن منہ سے نکالیں، جیت دینے چاہئیں۔ اس طرح آپ نے گورنمنٹ کے وفادار کا کام مکمل کرنا ہے۔ لیکن کشتہ ہو جائے، لڑی، کبھی ہی سرکاری دفتر میں کام نہیں ہوتا ہے، ایف قلم لیجن کو کام کر کے دے گا۔“



مقصود یہ تھا کہ جب تک حکومت کے کاروبار کو معطل نہ کر دیا جائے اور ساری قوم پر اس طرح کی جلوس کی شکل میں مظاہرہ نہ کرے، ہماری تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی۔  
 متحدہ پنجاب کے انتیس اضلاع تھے۔ مولانا نیازی نے اسلامیہ کانٹا لاہور کے طلباء (جو لوگوں کے شاگرد تھے) کو ہدایات دے کر تمام ضلعی مراکز میں بھیجا کہ ہر ضلع میں جلوس لے جائیں، جلوس نکالے جائیں۔ سیٹھی ایکٹ کے خلاف قراردادیں پاس کی جائیں اور دفعہ وزارت کی طرف سے طرہ کی مطالبہ کیا جائے۔ اس طرح یہ تحریک سارے پنجاب میں ایک وقت پھیل گئی اور پورے صوبے میں حکومت کا کاروبار روک دیا گیا۔ مولانا کی گرفتاری کسی وقت بھی عمل میں آ سکتی تھی چنانچہ انہوں نے اپنے بعد مولانا محمد ابراہیم علی چشتی (۱۹۱۷ء۔ ۱۹۶۸ء) کو نسل و سیکرٹری مشاعرہ کمیٹی کو اپنی جگہ ڈکٹیٹر پر یڈیٹ نہ دے کر دیا۔

مولانا نیازی ہسپتال ہاؤس کے اس بلاک کے کمرہ نمبر ۸ میں مقیم تھے۔ ۲۸ جنوری ۱۹۴۷ء کو رات کو وہ سوئے ان کے کمرے کے دروازہ پر دستک ہو گئی تو انہوں نے جواب دیا۔ ”میں جاگ گیا ہوں، تم جاؤ۔“ کیونکہ ان کا خادم ان کو مسجد کی نماز کیلئے جگایا کرتا تھا۔ پھر دستک ہوئی، تو مولانا نے کہا، ”جاؤ جاؤ، بے وقوف۔“ کہہ کر وہ سو گیا۔ پھر تیسری بار پھر دستک ہوئی تو مولانا نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ دیکھا تو باہر ایک ایڈیشنل ایس پی بھاری پولیس فورس ہمراہ لئے کھڑا تھا۔ مولانا کو دیکھتے ہی بولا، ”معاف کیجئے، آپ کی گرفتاری کا حوالہ گوارا فرماؤ مجھے انجام دینا ہے۔“

مولانا نے کہا ٹھیک ہے۔ میں اپنا ستر و غیرہ باندھ لوں۔ اس پر اس نے کہا۔ ”ستر محل آپ کا باندھنا ہوں۔“ وہ ستر باندھنے لگ گیا اور مولانا کتابیں و غیرہ سینے لگ گئے۔ مولانا نے اپنے خادم کو بلایا اور اسے ضروری ہدایات دیں۔ اس طرح رات اڑھائی بجے مولانا کو گرفتار کر کے پولیس گاڑی میں بٹھا کر تھانہ سول لائن میں لے گئے۔ یاد رہے کہ گرفتاری سے قبل پولیس نے ٹیلی فون سہکات دیے تھے۔

مولانا ستر بٹھانے کا ارادہ کر چکے تھے کہ پولیس والے نے کہا، یہاں محرمات بھی ہیں آپ کو یہاں سے منتقل کرنے والے ہیں۔ مولانا اپنا سامان لے کر سول لائن تھانہ سہارے کو لے گئے۔ لیکن پولیس نے انہیں اٹھایا جا رہا ہے اس میں ملک

فیروز خان نون (۱۸۹۳ء۔ ۱۹۷۰ء) نواب افتخار حسین مدوٹ (۱۹۰۶ء۔ ۱۹۶۹ء) ڈاکٹر  
 عمر حیات ملک (۱۸۹۲ء۔ ۱۹۸۲ء) پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور اور ڈاکٹر عبدالجبار آف  
 فیروز سنز (۱۹۰۹ء۔ ۱۹۸۳ء) وغیرہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ پولیس سب کو فیروز پولیس میں لے  
 گئی۔ وہاں سب کو جیل کی انکیزی میں رکھا۔ سب لوگ نظر بند تھے اس لئے سب کو جیل میں  
 اسے کا اس مل گئی۔ نواب افتخار حسین مدوٹ کی چونکہ وہاں "جلال تبار مدوٹ" ریاست قس  
 لہذا لکھنا وغیرہ باہر ہی سے آتا تھا۔ جیل کے اندر درہم قرآن و دوسری حشہ مباحث کی  
 سرگرمیاں بھی ہوا کرتی تھیں۔ بعد میں علامہ علاء الدین صدیقی (۱۹۰۷ء۔ ۱۹۷۵ء) کو  
 ملک لال خان (۱۸۸۹ء۔ ۱۹۷۶ء) بھی وہاں لائے گئے۔ تحریک ایک ماہ تک جاری رہی اور  
 مولانا نیازی اور ان کے ساتھی فیروز پور جیل میں نظر بند رہے۔ ۲۸ فروری کو مولانا اور  
 دوسرے لیڈروں کی رہائی ہوئی۔ یکم مارچ ۱۹۷۳ء کو گورنمنٹ نے میٹل گارڈ سے پابندی  
 واپس لے لی۔ ۳ مارچ کو خضر وزارت مستعفی ہو گئی۔ پنجاب میں فرقہ وارانہ فسادات کا آغاز  
 ہو گیا۔

یہ حالات تھے جب مولانا نیازی نے ۲۰ مارچ ۱۹۷۳ء کو قائد اعظم کے ہم  
 ایک مفصل مکتوب ارسال کیا جس میں "آل انڈیا مسلم لیگ" کے "کنوینشن" کے موقع پر  
 پیش کردہ "پاکستان جنرل سٹاف" کی تجویز کی روشنی میں انقلابی پروگرام مرتب کرنے کی  
 درخواست کی۔ سنگین خطرات ظاہر کر کے انہیں متوجہ کیا کہ پنجاب کی موجودہ قیادت کی  
 بے عملی اور کوتاہ اندیشی سے ملک ترین نتائج سامنے آرہے ہیں۔ آپ فوری توجہ مبذول  
 فرمائیں۔ ۳۰ مارچ ۱۹۷۳ء کو "صوبہ مسلم لیگ کوئٹہ" کے اجلاس میں مولانا نے اپنی  
 تجویز کو دہرایا مگر اس وقت صوبائی قیادت کی آنکھوں پر لفظ کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ پس جو  
 بات ہو، اس کے ذکر سے روک لڑ جاتی ہے اور دماغ پختہ لگتا ہے۔ حضرت قائد اعظم کی  
 صحت پر ان فسادات کا بہت اثر ہوا۔

خضر حیات نون کے استعفی کے بعد آئین کی دفعہ ۹۳ کے تحت پنجاب میں  
 گورنر راج نافذ ہو گیا۔ ۳ جون ۱۹۷۳ء کو قیام پاکستان کا حق فیصلہ ہو گیا۔ ۱۳ اگست  
 ۱۹۷۳ء کو پاکستان معرض وجود میں آیا اس روز رمضان المبارک کی ۲۴ صبح تھی۔  
 قیام پاکستان کے بعد مولانا نیازی کی خدمات جلیلہ کی تفصیلات جاننے کے لئے





۱۹۷۵ء تا ۱۹۷۶ء

(۶۳) "کلی پاکستانی کا لکھنؤ" از سید عالم مطبوعہ کراچی ۱۹۷۹ء ص ۴۰۵ تا ۴۱۸۔

(۶۴) "انوارِ عظیم نورِ لائیکل چور" از ااکمل سید معین الرحمن مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء۔

(۶۵) "انوارِ عظیم مطبوعہ کے آئینے میں" از خواجہ رضی حیدر مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء ص ۳۳۴ تا ۳۳۵۔

(۶۶) "تقریب پاکستان میں سہل گوشت کا کردار" از خواجہ محمد طفیل مطبوعہ سہل گوشت ۱۹۸۹ء۔

(۶۷) "انوارِ عظیم" از چوہدری فیروز احمد اصل بھاری مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء متعدد صفحات۔

(۶۸) "تقریب پاکستان میں قسم گوشت" از مولانا اللہ وسایا دوح مدنی مطبوعہ ملتان ۱۹۹۰ء ص ۹۳۔

(۶۹) "تقریب پاکستان کے خلاف کلمی بھاری سرگزشت" از مولانا اللہ وسایا دوح مدنی مطبوعہ ملتان ۱۹۹۰ء۔

(۷۰) "تقریب پاکستان میں اسلام کا لٹکا کر دینا" از محمد حلیف شاہ مطبوعہ پاش (۱۹۹۱ء)۔

(۷۱) "تقریب پاکستان میں لٹکا کر دینا" از مولانا اللہ وسایا دوح مدنی مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء۔

(۷۲) "تقریب پاکستان میں لٹکا کر دینا" از مولانا اللہ وسایا دوح مدنی مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء۔

(۷۳) "تقریب پاکستان میں لٹکا کر دینا" از مولانا اللہ وسایا دوح مدنی مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء۔

# قطعاتِ تاریخِ قیامِ پاکستان

(۱)

(از مولانا پروفیسر حامد حسن قادری نقشبندی مجددی جماعتی (۱۸۸۰ء تا ۱۹۹۳ء) کراچی)

تاریخِ اساسِ نیکِ پاکستان

۱۹۳۷ء

ہوا قائم جو پاکستان آخر ہمیں قسمت تھی ہندوستان کی دہائی  
 سمجھتے ہیں اسے وہ مزدور امن جو اسلام اور مسلم سے ہیں اگر  
 یہ دنیا کو ہے آزادی کا پیغام شبِ تاریک میں ہے غفلتِ راہ  
 مساوات و اخوت کا عملدار سکون و عافیت کا چلن لیر  
 ریاست کی مثال ہے مثالی سیاست کا راستہ کو نمود  
 عطاں قادری قرآن سے تاریخ چاہیں اس کی ایک وہی حکایت  
 مسلمانوں کا پاکستان حق تھا  
 کہ تھا ارشاد "قُلْ لِّمَن شَاءَ"۔

۱۳۶۶ھ

(۲)

(از مولانا شاہ اکبر گدائی (۱۹۹۳ء) کراچی)

ایک ایک خط ہے تڑپتا دینا حاکم  
 امن کی جگہ ہے جانتا وہی مصلحت  
 اس سے خط کا کتا حکیم اسلی ہے  
 امن کا ایک مژدہ غفلتِ پاکستان ہے

۱۳۸۵ھ



پر چنانچہ اسلئے اسناد میں  
 اس کے نام پر یہ ہوا کہ وہ قرین  
 بنایا ایک کتبہ لکھی گئی تھی  
 یہاں قرین کا پیر ایک قلم  
 لکھتا تھا حال وہ فقر و  
 قرین و فقر لکھتا وہی سے  
 کی اپنے ہی تھے باطن کے تصور  
 ہوئی ہوں متحد ال محکم قوم  
 ہوئی وہ قوم ساقی صدقہ ال سے  
 اب امت نے لیا انکس انکس  
 مشعل لکھی ہے اس سرگرم و فعال  
 عزم صاحبان علم و تحقیق  
 تھے اس قرین آبادی کے مادی  
 خدا کے ہاں ہم و ہمواری نے  
 عبادی کی طلب حیرت ہوئی سلم  
 الی قرینوں کے ہر کلمہ  
 اس تہذیب قرین تھی وہ اس میں  
 یہ تھا اس بات کی جانب اشارہ  
 غرض اس میں ہے یہ ہوا سادہ  
 و اگر علم خدا لکھتی آری ہم  
 ضابطہ یہ اسے حیرت کرم سے  
 یہ کہہ کہ وہ اسکی حاجت کا  
 و اگر اس مقام الی کا نہیں  
 قرین اسلام سے ہوا اس کی  
 قرین و حاجت کا علم



فرمانی ہے کہ اگرچہ تم سے یہ ہے مگر یہ عقیدہ سب سے  
 کہ یہی قوم اس کا ایک ہے۔ یہ کہہ دیجئے کہ یہ قوم اور یہ  
 ملی ہے اس قوم میں یہ ہے۔ یہ ہے یہ اثرات یہی ہے  
 اس قوم میں یہ ہے۔ یہ ہے یہ اثرات یہی ہے

۱۹۲۶ء

(۲)

(۱) یہ قوم ہے یہ قوم ہے یہ قوم ہے

"میں نے یہ قوم ہے یہ قوم ہے"

۱۹۲۶ء

یہ قوم ہے یہ قوم ہے یہ قوم ہے  
 یہ قوم ہے یہ قوم ہے یہ قوم ہے  
 یہ قوم ہے یہ قوم ہے یہ قوم ہے  
 یہ قوم ہے یہ قوم ہے یہ قوم ہے  
 یہ قوم ہے یہ قوم ہے یہ قوم ہے  
 یہ قوم ہے یہ قوم ہے یہ قوم ہے

۱۹۲۶ء

## کتابیات

| ردیف | نام کتاب               | نویسنده              | تاریخ چاپ |
|------|------------------------|----------------------|-----------|
| ۱    | مجموعه کلام            | امام علی بن ابی طالب | ۱۳۸۲      |
| ۲    | کتابخانه جامع امام علی | امام علی بن ابی طالب | ۱۳۸۰      |
| ۳    | کتابخانه جامع امام علی | امام علی بن ابی طالب | ۱۳۸۱      |
| ۴    | کتابخانه جامع امام علی | امام علی بن ابی طالب | ۱۳۸۰      |
| ۵    | کتابخانه جامع امام علی | امام علی بن ابی طالب | ۱۳۸۰      |
| ۶    | کتابخانه جامع امام علی | امام علی بن ابی طالب | ۱۳۸۰      |
| ۷    | کتابخانه جامع امام علی | امام علی بن ابی طالب | ۱۳۸۰      |
| ۸    | کتابخانه جامع امام علی | امام علی بن ابی طالب | ۱۳۸۰      |
| ۹    | کتابخانه جامع امام علی | امام علی بن ابی طالب | ۱۳۸۰      |
| ۱۰   | کتابخانه جامع امام علی | امام علی بن ابی طالب | ۱۳۸۰      |
| ۱۱   | کتابخانه جامع امام علی | امام علی بن ابی طالب | ۱۳۸۰      |
| ۱۲   | کتابخانه جامع امام علی | امام علی بن ابی طالب | ۱۳۸۰      |
| ۱۳   | کتابخانه جامع امام علی | امام علی بن ابی طالب | ۱۳۸۰      |
| ۱۴   | کتابخانه جامع امام علی | امام علی بن ابی طالب | ۱۳۸۰      |
| ۱۵   | کتابخانه جامع امام علی | امام علی بن ابی طالب | ۱۳۸۰      |
| ۱۶   | کتابخانه جامع امام علی | امام علی بن ابی طالب | ۱۳۸۰      |
| ۱۷   | کتابخانه جامع امام علی | امام علی بن ابی طالب | ۱۳۸۰      |
| ۱۸   | کتابخانه جامع امام علی | امام علی بن ابی طالب | ۱۳۸۰      |
| ۱۹   | کتابخانه جامع امام علی | امام علی بن ابی طالب | ۱۳۸۰      |
| ۲۰   | کتابخانه جامع امام علی | امام علی بن ابی طالب | ۱۳۸۰      |
| ۲۱   | کتابخانه جامع امام علی | امام علی بن ابی طالب | ۱۳۸۰      |
| ۲۲   | کتابخانه جامع امام علی | امام علی بن ابی طالب | ۱۳۸۰      |
| ۲۳   | کتابخانه جامع امام علی | امام علی بن ابی طالب | ۱۳۸۰      |



|    |                    |                        |       |
|----|--------------------|------------------------|-------|
| ۴۶ | محبوب قورچا        | پیر سید محمد حسنین علی | ۱۹۵۳ء |
| ۴۷ | غلام حسن علی       | غلام حسن علی           | ۱۹۵۵ء |
| ۴۸ | غلام علی           | غلام علی               | ۱۹۵۵ء |
| ۴۹ | غلام علی           | غلام علی               | ۱۹۵۰ء |
| ۵۰ | غلام علی           | غلام علی               | ۱۹۵۸ء |
| ۵۱ | غلام علی کے پسر کے | غلام علی کے پسر کے     | ۱۹۵۱ء |
| ۵۲ | غلام علی           | غلام علی               | ۱۹۵۸ء |
| ۵۳ | غلام علی           | غلام علی               | ۱۹۵۸ء |
| ۵۴ | غلام علی           | غلام علی               | ۱۹۵۸ء |
| ۵۵ | غلام علی           | غلام علی               | ۱۹۵۳ء |
| ۵۶ | غلام علی           | غلام علی               | ۱۹۵۳ء |
| ۵۷ | غلام علی           | غلام علی               | ۱۹۵۸ء |
| ۵۸ | غلام علی           | غلام علی               | ۱۹۵۸ء |
| ۵۹ | غلام علی           | غلام علی               | ۱۹۵۸ء |
| ۶۰ | غلام علی           | غلام علی               | ۱۹۵۸ء |
| ۶۱ | غلام علی           | غلام علی               | ۱۹۵۸ء |
| ۶۲ | غلام علی           | غلام علی               | ۱۹۵۸ء |
| ۶۳ | غلام علی           | غلام علی               | ۱۹۵۸ء |
| ۶۴ | غلام علی           | غلام علی               | ۱۹۵۸ء |
| ۶۵ | غلام علی           | غلام علی               | ۱۹۵۸ء |
| ۶۶ | غلام علی           | غلام علی               | ۱۹۵۸ء |
| ۶۷ | غلام علی           | غلام علی               | ۱۹۵۸ء |
| ۶۸ | غلام علی           | غلام علی               | ۱۹۵۸ء |
| ۶۹ | غلام علی           | غلام علی               | ۱۹۵۸ء |
| ۷۰ | غلام علی           | غلام علی               | ۱۹۵۸ء |
| ۷۱ | غلام علی           | غلام علی               | ۱۹۵۸ء |
| ۷۲ | غلام علی           | غلام علی               | ۱۹۵۸ء |











|     |       |                           |                           |       |
|-----|-------|---------------------------|---------------------------|-------|
| ۱۵۷ | ۱۹۷۶ء | عزت سرست مہدی             | عزت سرست مہدی             | لاہور |
| ۱۵۸ | ۱۹۷۷ء | عزت الہیہ احمد امداد الہی | عزت الہیہ احمد امداد الہی | لاہور |
| "   | "     | "                         | عزت الہیہ احمد امداد الہی | "     |
| ۱۵۹ | ۱۹۷۸ء | عزت الہیہ احمد امداد الہی | عزت الہیہ احمد امداد الہی | لاہور |
| ۱۶۰ | ۱۹۷۸ء | عزت الہیہ احمد امداد الہی | عزت الہیہ احمد امداد الہی | لاہور |
| ۱۶۱ | ۱۹۷۹ء | عزت الہیہ احمد امداد الہی | عزت الہیہ احمد امداد الہی | لاہور |
| ۱۶۲ | ۱۹۷۹ء | عزت الہیہ احمد امداد الہی | عزت الہیہ احمد امداد الہی | لاہور |
| ۱۶۳ | ۱۹۷۹ء | عزت الہیہ احمد امداد الہی | عزت الہیہ احمد امداد الہی | لاہور |
| ۱۶۴ | ۱۹۷۹ء | عزت الہیہ احمد امداد الہی | عزت الہیہ احمد امداد الہی | لاہور |
| ۱۶۵ | ۱۹۸۲ء | عزت الہیہ احمد امداد الہی | عزت الہیہ احمد امداد الہی | لاہور |
| "   | "     | "                         | "                         | "     |
| ۱۶۶ | ۱۹۸۷ء | عزت الہیہ احمد امداد الہی | عزت الہیہ احمد امداد الہی | لاہور |
| ۱۶۷ | ۱۹۸۱ء | عزت الہیہ احمد امداد الہی | عزت الہیہ احمد امداد الہی | لاہور |
| ۱۶۸ | ۱۹۸۳ء | عزت الہیہ احمد امداد الہی | عزت الہیہ احمد امداد الہی | لاہور |
| "   | "     | "                         | "                         | "     |
| ۱۶۹ | ۱۹۹۲ء | عزت الہیہ احمد امداد الہی | عزت الہیہ احمد امداد الہی | لاہور |
| "   | "     | "                         | "                         | "     |
| ۱۷۰ | ۱۹۸۳ء | عزت الہیہ احمد امداد الہی | عزت الہیہ احمد امداد الہی | لاہور |
| "   | "     | "                         | "                         | "     |
| ۱۷۱ | ۱۹۸۷ء | عزت الہیہ احمد امداد الہی | عزت الہیہ احمد امداد الہی | لاہور |
| "   | "     | "                         | "                         | "     |
| ۱۷۲ | ۱۹۸۹ء | عزت الہیہ احمد امداد الہی | عزت الہیہ احمد امداد الہی | لاہور |
| "   | "     | "                         | "                         | "     |
| ۱۷۳ | ۱۹۸۹ء | عزت الہیہ احمد امداد الہی | عزت الہیہ احمد امداد الہی | لاہور |
| "   | "     | "                         | "                         | "     |





|      |              |                   |                          |     |
|------|--------------|-------------------|--------------------------|-----|
| ۱۹۵۳ | علی          | نور محمد حسن شاہی | علم و سیاست              | ۲۱۵ |
| ۱۹۹۱ | مکمل         | محمد علی شاہ      | تحریک پاکستان گوالہ پور  | ۲۱۶ |
| -    | -            | محمد علی شاہ      | پاکستان کے قیام کے حالات | -   |
| ۱۹۵۲ | محمد علی شاہ | محمد علی شاہ      | پاکستان کے قیام کے حالات | ۲۱۷ |
| ۱۹۵۳ | محمد علی شاہ | محمد علی شاہ      | پاکستان کے قیام کے حالات | ۲۱۸ |
| ۱۹۵۴ | محمد علی شاہ | محمد علی شاہ      | پاکستان کے قیام کے حالات | ۲۱۹ |
| ۱۹۵۵ | محمد علی شاہ | محمد علی شاہ      | پاکستان کے قیام کے حالات | ۲۲۰ |
| ۱۹۵۶ | محمد علی شاہ | محمد علی شاہ      | پاکستان کے قیام کے حالات | ۲۲۱ |
| ۱۹۵۷ | محمد علی شاہ | محمد علی شاہ      | پاکستان کے قیام کے حالات | ۲۲۲ |
| ۱۹۵۸ | محمد علی شاہ | محمد علی شاہ      | پاکستان کے قیام کے حالات | ۲۲۳ |
| ۱۹۵۹ | محمد علی شاہ | محمد علی شاہ      | پاکستان کے قیام کے حالات | ۲۲۴ |
| ۱۹۶۰ | محمد علی شاہ | محمد علی شاہ      | پاکستان کے قیام کے حالات | ۲۲۵ |
| ۱۹۶۱ | محمد علی شاہ | محمد علی شاہ      | پاکستان کے قیام کے حالات | ۲۲۶ |
| ۱۹۶۲ | محمد علی شاہ | محمد علی شاہ      | پاکستان کے قیام کے حالات | ۲۲۷ |
| ۱۹۶۳ | محمد علی شاہ | محمد علی شاہ      | پاکستان کے قیام کے حالات | ۲۲۸ |
| ۱۹۶۴ | محمد علی شاہ | محمد علی شاہ      | پاکستان کے قیام کے حالات | ۲۲۹ |
| ۱۹۶۵ | محمد علی شاہ | محمد علی شاہ      | پاکستان کے قیام کے حالات | ۲۳۰ |
| ۱۹۶۶ | محمد علی شاہ | محمد علی شاہ      | پاکستان کے قیام کے حالات | ۲۳۱ |
| ۱۹۶۷ | محمد علی شاہ | محمد علی شاہ      | پاکستان کے قیام کے حالات | ۲۳۲ |
| ۱۹۶۸ | محمد علی شاہ | محمد علی شاہ      | پاکستان کے قیام کے حالات | ۲۳۳ |
| ۱۹۶۹ | محمد علی شاہ | محمد علی شاہ      | پاکستان کے قیام کے حالات | ۲۳۴ |
| ۱۹۷۰ | محمد علی شاہ | محمد علی شاہ      | پاکستان کے قیام کے حالات | ۲۳۵ |

|       |                |                          |                               |     |
|-------|----------------|--------------------------|-------------------------------|-----|
| ۱۹۹۷ء | برج کمال (نسر) | محمد صادق قصوری          | شید لیان امیر ملت             | ۲۳۵ |
| ۱۹۸۰ء | نہرات          | محمد نواز شاہ            | مذکورہ شاہ ولایت              | ۲۳۷ |
| ۱۳۹۲ھ | نہرات          | محمد یونس شاہ کاظمی      | ملیات شاہ ولایت               | ۲۳۸ |
| ۱۹۷۸ء | نہرات          | پروفیسر وقار حسین طاہر   | عقلمند ملت                    | ۲۳۹ |
| ۱۹۶۳ء | لاہور          | ڈاکٹر محمد الیاس مسعود   | ہوٹل جہانگیر کمار و فیاض آباد | ۲۴۰ |
| ۱۹۹۲ء | سیال کوٹ       | رشید نیاز                | الایک سیال کوٹ                | ۲۴۱ |
| ۱۹۸۳ء | سرگودھا        | ملک محمد اقبال ایڈووکیٹ  | تحریک پاکستان اور سرگودھا کی  | ۲۴۲ |
| " "   | " "            | " " " "                  | " " " "                       | "   |
| ۱۹۶۹ء | لاہور          | ڈاکٹر شیر بہادر پٹی      | نہر شاہ کمرہ                  | ۲۴۳ |
| ۱۹۷۷ء | لاہور          | ڈاکٹر سید معین الرحمن    | قائد اعظم اور ملا علی         | ۲۴۴ |
| ۱۹۷۳ء | لاہور          | ڈاکٹر صفدر محمود         | مسلم لیگ کا دور حکومت         | ۲۴۵ |
| ۱۹۹۳ء | برج کمال (نسر) | محمد صادق قصوری          | مجاہد ملت اور قائد اعظم       | ۲۴۶ |
| ۱۹۹۵ء | لاہور          | محمد صادق قصوری          | مجاہد ملت                     | ۲۴۷ |
| ۱۹۹۷ء | لاہور          | محمد صادق قصوری          | نہر شاہ ملت                   | ۲۴۸ |
| ۱۹۹۸ء | لاہور          | محمد صادق قصوری          | عقلمند ملت                    | ۲۴۹ |
| ۱۹۹۰ء | لاہور          | پروفیسر منظور الحق صدیقی | دہانت صادق                    | ۲۵۰ |
| ۱۹۸۳ء | اسلام آباد     | پروفیسر منظور الحق صدیقی | قائد اعظم اور نولینڈی         | ۲۵۱ |
| ۱۹۷۶ء | لاہور          | شویش کا شمیری            | تحریک ختم نبوت                | ۲۵۲ |
| ۱۹۹۰ء | ملتان          | ۱۰۰ اللہ سایا            | قادیانیت کے خلاف قلمی جدوجہد  | ۲۵۳ |
| " "   | " "            | " " " "                  | " " " "                       | "   |
| ۱۹۷۷ء | لاہور          | عقلمند                   | پانچویں پھر سے                | ۲۵۴ |
| ۱۹۷۸ء | لاہور          | محمد مدتی بھاروی         | ۱۰۰ سور مجاہد                 | ۲۵۵ |
| ۱۹۷۹ء | گراپٹی         | سید عالم                 | آتش پاکستان کی کاغذی          | ۲۵۶ |
| ۱۹۹۶ء | گراپٹی         | خواجہ محمد علی حیدر      | ۱۰۰ اور اعظم سلطنت کے         | ۲۵۷ |
| " "   | " "            | " " " "                  | " " " "                       | "   |
| ۱۹۹۹ء | لاہور          | ڈاکٹر محمد اسماعیل غازی  | ۱۰۰ اور اعظم                  | ۲۵۸ |

|     |  |                          |             |       |
|-----|--|--------------------------|-------------|-------|
| ۲۵۹ | خرید پاکستان میں اسلامیہ   | محمد حنیف شاہ            | ریاض السہیل | ۱۹۹۳ء |
| "   | کان کا کردار   | " " " "                  | "           | "     |
| ۲۶۰ | "اشاریہ نوائے وقت"   | ڈاکٹر امیر قمر حسین مرزا | لاہور       | ۱۹۸۷ء |
| ۲۶۱ | دیگر بہت سی کتب، مجلے، رسائل و اخبارات و خطوط اور انٹرویو قلمی و |                          |             |       |

قطعهء تاریخ سال تکمیل، "تحریک پاکستان اور علمائے کرام"

حسین عمل ہے قصورِ سی کا ایک مدت سے  
میان ذوق فرا رہبرانِ ذیشان کا

☆☆☆☆☆

مشائخ و علماء حامیان پاکستان  
کرتے ہیں ذکر مسلسل ان اہل ایمان کا

☆☆☆☆☆

ہے اس کی جو بیعتِ ملی سے نسبت فقر  
نیاز مند ہے وہ اس عظیم انسان کا

☆☆☆☆☆

کتاب خوب یہ تحریر اس نے جو کی ہے  
ہے جامع تذکرہ دیدہ ویرانِ دوراں کا

☆☆☆☆☆

ما ہے جن کی مسامی سے ہم کو پاکستان  
جو ہے خصوصی عطیہ خدائے رحماں کا

☆☆☆☆☆

سرورش فیض نے اس کا کما سن تکمیل  
"تذکرہ" اربابِ علم و عرفاں کا

۱۳۱۹ھ

نتیجہء نظر

حضرت طارق سلطان پوری  
حسن پوری ضلع ایک  
۸ برائست ۱۹۹۸ء



